Postal Reg. No. GDP/001/2013-15

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّ اَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ
بدر قادیان
The Weekly BADR Qadian

www.akhbarbadrqadian.in

جلد 63

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

شمارہ 5-6

شرح چندہ
سالانہ 550 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا 80 ڈالر امریکن
80 کینیڈین ڈالر
یا 60 یورو

28 ربیع الاوّل 5 ربیع الثانی 1435 ہجری قمری 30 صلح 6 تبلیغ 1393 ہش 30 جنوری / 6 فروری 2014ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

اللھم ایدامامنا بروح القدس وبارك لنا فی عمرہ وامرہ۔

پیشگوئی مصلح موعود

قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے

ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اسکے سر پر ہوگا وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی

سیدنا حضرت مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو ایک اشتہار شائع کیا اور اسمیں مصلح موعود کے بارہ میں ایک عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

’’بالہام اللہ تعالیٰ واعلامہ عزّوجلّ خدائے رحیم وکریم بزرگ وبرتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جلّ شانہٗ وعزّ اسمہ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا سو میں نے تیری تضرّعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیارپور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اسکی کتاب اور اسکے پاک رسول محمد مصطفی کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اسکا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اسکو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اسکے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا وہ دنیا میں آئیگا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری وباطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اسکے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظۡهَرُ الۡاَوَّلِ وَالۡاٰخِرِ۔ مَظۡهَرُ الۡحَقِّ وَالۡعَلَاءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جسکو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اسمیں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اسکے سر پر ہوگا وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَکَانَ اَمۡرًا مَّقۡضِیًّا۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۰۰، ۱۰۲)

حضرت بانئ جماعت احمدیہ اور مقدس افرادِ خاندان پر اخبار ''منصف'' حیدرآباد کے اعتراضات کا جواب (قسط:٦)

روزنامہ ''منصف'' حیدرآباد میں حضرت بانئ جماعت احمدیہ اور مقدس افرادِ خاندان کے خلاف افترا اور بہتان طرازیوں پر مشتمل دلآزار مضامین جو محمد متین خالد کے نام سے شائع ہوتے رہے، ان گالیوں کا جواب حوالہ بخدا!

آج کل حضرت بانئ جماعت احمدیہ کے عقائد کو توڑ مروڑ کر عوام الناس کو گمراہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور ''قادیانیت اپنے آئینہ میں'' عنوان کے تحت مضامین شائع کیے جارہے ہیں۔ ان مضامین کی حقیقت ظاہر کرنے کیلئے جواب بھجوایا جاتا ہے تو فائل کردیا جاتا ہے۔ ''منصف'' کو اپنے اس انصاف کا بھی دُنیا میں نہیں تو خدا تعالیٰ کی عدالت میں ضرور جواب دہ ہونا پڑے گا۔ بہرحال سو سال سے اِن گھسے پٹے اعتراضات کا جواب دیا جاتا رہا ہے، ایک مرتبہ پھر ہم اپنے ہفت روزہ اخبار ''بدر'' میں شائع کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ''منصف'' کی ڈھول سے ہمارے سادہ لوح مسلمان بھائیوں کی آنکھیں صاف فرماوے آمین! (مدیر)

فریب کاری کی سرخی کے تحت معترض نے مزید لکھا:

''اسی طرح ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں ''رسالہ سراج منیر'' کی تیاری کی بشارت سنائی اور بتلایا کہ بس چند ہفتوں کا کام رہ گیا ہے۔ پھر اس کی طباعت کے لیے لوگوں سے بہت بڑی رقم اینٹھی اور گول کرگیا۔ جب زیادہ لعنت ملامت ہوئی تو گیارہ برس ایک ماہ چار یوم کے بعد ۲۴ مارچ ۱۸۹۷ء کو ''سراج منیر'' کے نام سے ۲۷ صفحات کا معمولی سا رسالہ شائع کردیا جو سابقہ اعلان سے کوئی بھی مناسبت نہ رکھتا تھا۔ تاہم اسے مفت تقسیم کرنے کی بجائے قیمتاً فراہم کیا اور جو رقم گول ہوئی تھی وہ گول ہی رہ گئی۔ (دیکھئے اشتہار: ۲۰ فروری ۱۸۸۶۔ ورئیس قادیان صفحہ ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳)''

(اخبار منصف ۲۲ نومبر ۲۰۱۳ء)

اس جگہ ہمیں نہایت افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ جھوٹ کی جس نجاست پر معترض مبارک پوری صاحب نے منہ مارا اسی کا پس خوردہ ''منصف'' نے کھایا۔ کیونکہ رسالہ ''سراج منیر'' جسے معترض نے ۲۷ صفحات کا معمولی رسالہ بیان کیا، وہ ۱۰۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ معترض کو اپنے دعوے کے اثبات کے طور پر وہ اعلان جو حضرت مسیح موعودؑ نے رسالہ کی نسبت کیا تھا اور رسالہ کا مضمون ضرور بیان کرنا چاہیئے تھا تاکہ قارئین پر ان کے دعوے کی سچائی واضح ہوجاتی لیکن جیسا کہ ہم ثابت کرآئے ہیں، یہ اعتراض بھی معلوم ہوتا ہے معترض نے کہیں سے پڑھ کر بغیر کسی خوف خدا کے ہوبہو نقل کردیا اور خود تحقیق نہیں کی یعنی ؎ دیکھا نہ بھالا قربان گئی خالہ

اور اگر یہ خود تحقیق کر بھی لیتے تو اعلان اور رسالے کا مضمون بیان کرنے کی جرأت نہ کرتے۔ نہ آج کوئی یہ جرأت کرسکتا ہے کیونکہ جو اعلان کیا گیا، رسالہ عین اس کے مطابق لکھا گیا۔ اس جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ رسالہ کی نسبت حضرت مسیح موعودؑ کا اعلان اور رسالے کا مضمون خلاصۃً بیان کردیا جائے تاکہ قارئین پر حقیقت اچھی طرح واضح ہوجائے۔ چنانچہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے ''رسالہ سراج منیر مشتمل بر نشانہائے رب قدیر'' کے عنوان سے اعلان شائع فرمایا جس میں آپؑ نے فرمایا:

''یہ رسالہ اس احقر مؤلف براہین احمدیہ نے اس غرض سے تالیف کرنا چاہا ہے کہ تا منکرین حقیقت اسلام و مکذبین رسالت حضرت خیر الانام علیہ وآلہٖ الف الف سلام کی آنکھوں کے آگے ایک ایسا چمکتا ہوا چراغ رکھا جائے جس کی ہر ایک سمت سے گوہر آبدار کی طرح روشنی نکل رہی ہے اور بڑی بڑی پیشگوئیوں پر جو ہنوز وقوع میں نہیں آئیں مشتمل ہے....

.....اب یہ رسالہ قریب الاختتام ہے اور انشاء اللہ القدیر صرف چند ہفتوں کا کام ہے۔۔۔

.... اس رسالہ میں تین قسم کی پیش گوئیاں ہیں۔ اوّل وہ پیشگوئیاں جو خود اس احقر کی ذات سے تعلق رکھتی ہیں۔ یعنی جو کچھ راحت یا رنج یا حیات یا وفات اس ناچیز سے متعلق ہے یا جو کچھ تفضلات یا انعامات الٰہیہ کا وعدہ اس ناچیز کو دیا گیا ہے۔ وہ ان پیشگوئیوں میں مندرج ہے۔ دوسری وہ پیشگوئیاں جو بعض احباب یا عام طور پر کسی ایک شخص یا بنی نوع سے متعلق ہیں۔ اور ان میں سے ابھی کچھ کام باقی ہے۔ اور اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو وہ بقیہ بھی طے ہوجائے گا۔ تیسری وہ پیشگوئیاں جو مذہب غیر کے پیشواؤں یا واعظوں یا ممبران سے تعلق رکھتی ہیں۔

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

قارئین کرام! معترض کی بددیانتی دیکھئے کہ اس اعلان میں سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے رسالے کی طباعت کے لئے کسی چندے کا ذکر نہیں کیا۔ معترض نے محض بعض جہلا کی جھوٹی واہ واہی حاصل کرنے کیلئے اپنی طرف سے یہ بات گھڑ لی اور ایسا صریح جھوٹ بولتے ہوئے ایک لمحے کے لیے بھی ان کے دل میں خدا کا خوف پیدا نہیں ہوا۔ معترض کو اپنے اس جھوٹ کا بھی خدا کے حضور حساب دینا ہوگا۔ اس اعلان میں اگرچہ کہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ یہ رسالہ قریب الاختتام ہے اور انشاء اللہ القدیر صرف چند ہفتوں کا کام ہے۔ لیکن یہ نہیں فرمایا کہ ضرور چند ہفتوں میں شائع ہوگا۔ چنانچہ ۲۵ فروری ۱۸۹۳ء کو جب حضورؑ نے دوسری مرتبہ یہ اعلان شائع فرمایا تو ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ

''یہ رسالہ بعض مصالح کی وجہ سے اب تک کہ ۲۵ فروری ۱۸۹۳ء ہے، چھپ نہیں سکا مگر متفرق طور پر اس کی بعض پیشگوئیاں شائع ہوتی رہی ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی شائع ہوتی رہیں گی۔''

اس کے بعد مئی ۱۸۹۷ء میں آپؑ نے رسالہ سراج منیر شائع فرمایا جس میں حضورؑ نے پادری عبد اللہ آتھم اور پنڈت لیکھرام سمیت اپنوں اور غیروں کے متعلق ۳۷ پیشگوئیوں کا ذکر فرمایا جو روز روشن کی طرح سچی نکلیں۔ نیز فرمایا کہ اسی طرح اور بھی پیشگوئیاں ہیں جو اور کتب میں درج ہیں اور ایسے خوارق پانچ ہزار کے قریب پہنچ چکے ہیں۔

آخر پر خواجہ غلام فرید صاحب سجادہ نشین چاچڑاں شریف کے تین خطوط بھی درج فرمائے ہیں۔

معترض کا یہ قول کہ ''سراج منیر کے نام سے ۲۷ صفحات کا رسالہ شائع کردیا جو سابقہ اعلان سے کچھ بھی مناسبت نہ رکھتا تھا، اُن نشانوں کے سامنے کچھ بھی حقیقت و حیثیت نہیں رکھتا جو حضرت مسیح موعودؑ نے رسالہ سراج منیر میں بیان فرمائے ہیں۔ مثل مشہور ہے کہ عقل بڑی یا بھینس! معلوم ہوتا ہے کہ معترض کے نزدیک بھینس بڑی ہے کیونکہ عقل تو چھوٹے سے دماغ کے اندر ہوتی ہے جس کا وزن چند گرام سے زیادہ نہیں۔ یہ اعتراض کرکے معترض نے اپنی اسی عقل کا ثبوت دیا ہے جو بھینس سے چھوٹی ہے کیونکہ وہ بڑے بڑے نشانات و معجزات جو اسلام و آنحضرتؐ کے انوار و برکات کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے پیش کیے وہ معترض کی چھوٹی سی عقل نامعقول تک رسائی حاصل نہ کرسکے۔ معترض نے صفحات کی کمی کو موضوع بحث بنا لیا مگر اُسے وہ نشانات نظر نہ آئے جنہوں نے دیگر مذاہب کے مقابل پر اسلامیوں کی لاج رکھ لی۔

جہاں تک معترض کے اس قول کا تعلق ہے کہ آپ نے ''اس کی طباعت کے لئے بہت بڑی رقم اینٹھی اور گول کرگیا'' تو اس ضمن میں انہیں کے روحانی بزرگ مولوی محمد حسین بٹالوی کا یہ ریویو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں:

''ہم نے سنا ہے کہ اس وقت تک سراج منیر کا طبع ہونا عدم موجودگی زر کے سبب معرض التوا میں ہے اور اس کے مصارف طبع کے لئے آمد قیمت سرمہ چشم آریہ کا انتظار ہے۔ یہ بات صحیح ہے تو مسلمانوں کی حالت پر کمال افسوس ہے کہ ایک شخص اِسلام کی حمایت میں تمام جہان کے اہل مذہب سے مقابلہ کیلئے وقف اور فدا ہو رہا ہے پھر اہل اسلام کا اس کام کی مالی معاونت میں یہ حال ہے۔ شاید ان خام خیالوں کو یہ خیال ہوگا کہ مرزا صاحب اپنے دس ہزار روپیہ کی جائیداد جس کو انہوں نے مخالفین اسلام کو مقابلہ پر انعام دینے کیلئے رکھا ہوا ہے فروخت کرکے صرف کرلیں تو پیچھے کو وہ ان کو مالی مدد دیں گے۔ ان کا واقعی یہی خیال ہے تو ان کا حال اور بھی افسوس کے لائق ہے۔''

(رسالہ اشاعۃ السنہ جلد ۹ نمبر ٦ صفحہ ۱۴۵۔ ۱۴۷)

ہمارے معترضین اس ریویو کو غور سے پڑھیں پھر اپنے نفوس کا جائزہ لیں کہ کیا ان کی حالت بھی قابل افسوس نہیں ہے۔

گیارہ سال ایک ماہ چار یوم

۲۰ فروری ۱۸۸٦ء کے اشتہار کے بعد سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے رسالہ سراج منیر ۲۳ ذی قعدہ ۱۳۱۴ھ کو تصنیف فرمایا۔ یہ تقریباً اتنا ہی عرصہ بنتا ہے جتنا معترض نے نقل کیا ہے۔ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہودؑ پر ناپاک اعتراضات کرنے والے ذرا دل تھام کر بیٹھیں کیونکہ اس جگہ ہم اُن گیارہ سالوں میں حضرت مسیح موعودؑ کی مصروفیت اور اسلام کی تائید میں کی جانے والی باطل شکن مساعی کا مختصر خاکہ پیش کرنے جارہے ہیں۔

سن ۱۸۸٦ء ماموریت کا پانچواں سال تھا اس سے قبل ۱۸۸۲ء میں آپؑ خلعت ماموریت سے سرفراز ہوچکے تھے۔ براہین کی شہرہ آفاق تصنیف منصۂ شہود پر آکر باطل طاقتوں کو پارہ پارہ کرچکی تھی۔ ۱۸۸٦ء میں آپؑ نے ہوشیارپور کا سفر اختیار کیا۔ جہاں آپؑ نے چلہ کشی کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو عظیم روحانی طاقتوں والے بیٹے کی بشارت دی۔ یہاں آپؑ کا ماسٹر مرلی دھر کے ساتھ ۱۱ مارچ ۱۸۸٦ء کو مباحثہ ہوا۔ جس میں آپؑ نے خدا تعالیٰ کی صفت خالقیت اور روح و مادہ کے متعلق سیر کن بحث کی اور آریہ اصولوں پر کاری ضربیں لگائیں۔ اس مباحثہ میں آپؑ نے آریوں پر حجت تمام کردی اور ان کیلئے کوئی راہ فرار نہ چھوڑی۔

(۱) ستمبر ۱۸۸٦ء میں یہ مباحثہ آپ نے **سرمہ چشم آریہ** کے نام سے شائع فرمایا۔ کتاب کا ردّ لکھنے والے کیلئے حضورؑ نے ۵۰۰ روپے کا انعامی اشتہار بھی دیا۔ اہل حدیث کے مشہور لیڈر مولوی محمد حسین بٹالوی نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ جلد ۹ نمبر ٦ صفحہ ۱۴۵۔ ۱۴۷ میں اس کتاب پر پرزور ریویو لکھا اور اسے لاجواب قرار دیا۔

اسی طرح اخبار ''نور افشاں'' نے لکھا:

''حقیقت تو یہ ہے کہ اس کتاب نے آریہ سماج

(باقی صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کی دوسری جماعتوں کی طرح جماعت احمدیہ جاپان بھی ترقی کی طرف بڑھنے والی اور اس طرف قدم مارنے والی جماعتوں میں سے ہے۔ اخلاص و وفا اور مالی قربانیوں میں بڑھنے والی جماعتوں میں سے ہے۔

انسان کی پیدائش کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے۔ ہم جب مساجد بناتے ہیں یا اجتماعی عبادت کے لئے کوئی جگہ خریدتے ہیں تو یہی مقصد پیشِ نظر ہونا چاہئے کہ ہم نے مستقل مزاجی کے ساتھ اپنی پیدائش کے مقصد کی بلندیوں پر جانا ہے۔

یہ لوگ یہ نہیں دیکھیں گے کہ آپ نے اس مسجد کے بنانے کے لئے کیا قربانیاں دیں؟ لوگ دیکھیں گے کہ آپ کی عملی حالت کیا ہے؟ آپ کا خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق کیسا ہے؟ آپ میں شامل ہو کر اُن لوگوں میں کیا انقلاب آ سکتا ہے؟

کوئی نئی چیز اگر ہم ان کو دے سکتے ہیں تو خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کا طریق سکھا سکتے ہیں۔ ہم یہی ان کو بتا سکتے ہیں کہ اب زندہ مذہب صرف اسلام ہے۔ ہم یہ بتا سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کا حق کس طرح ادا ہوتا ہے؟ ہم یہ بتا سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کس طرح دعاؤں کو سنتا ہے؟ ہم یہ بتا سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں سے کس طرح کلام کرتا ہے؟ لیکن یہ سب کچھ کرنے کے لئے ہمیں اپنے جائزے لینے ہوں گے۔ خدا تعالیٰ سے اپنے تعلق کو مضبوط کرنا ہوگا۔ اپنی نمازوں کی حفاظت کرنی ہوگی۔ اپنی عبادتوں کے حق ادا کرنے ہوں گے۔ آپس میں محبت اور پیار سے رہنا ہوگا۔ اپنے اخلاق کے وہ اعلیٰ معیار حاصل کرنے ہوں گے جو جاپانی قوم کے اخلاق سے بہتر ہوں۔

اس وقت جس کامیابی کے حصول کے لئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے وہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے مقصد کو پورا کرنا اور آپ کی بعثت کا مقصد بندے کو خدا تعالیٰ کے قریب کرنا اور اس سے زندہ تعلق پیدا کروانا ہے۔ اسی طرح مخلوق کے جو ایک دوسرے پر حق ہیں اُن کی ادائیگی کی طرف توجہ دلانا اور اُن کی ادائیگی کرنا ہے۔

اب ایک نئی مسجد انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی بن جائے گی، اس سے تبلیغ کے مزید راستے کھلیں گے۔ ان راستوں پر ہر احمدی کو نگران بن کر کھڑا ہونا پڑے گا تاکہ جو اِن راستوں پر چلنے کے لئے آئے، جو اِن کی تلاش کرنے کی کوشش کرے، وہاں ہر پرانا احمدی جو احمدیت کے بارے میں علم رکھتا ہے راہنمائی کے لئے موجود ہو۔

مسجد بیت الاحد کا رقبہ تقریباً تین ہزار مربع میٹر ہے اور ساٹھ فیصد حصہ مسقّف ہے، چھتا ہوا ہے۔ نماز کا ہال ہے جس میں بیک وقت پانچ سو نمازی نماز ادا کر سکتے ہیں۔ کمرے اور رہائشی کوارٹرز ہیں، تقریباً آٹھ لاکھ ڈالر میں اخراجات سمیت اس کی خرید کی گئی ہے۔

تحریک جدید کے 80 ویں سال کے آغاز کا اعلان

اس سال تحریکِ جدید میں جماعت کو اٹھہتر لاکھ انہتر ہزار ایک سو پاؤنڈ (78,69,100) کی قربانی پیش کرنے کی توفیق ملی جو گزشتہ سال سے تقریباً ساڑھے چھ لاکھ پاؤنڈ زیادہ ہے۔

تحریک جدید میں مالی قربانی میں پاکستان اوّل، جرمنی دوم، امریکہ سوم اور برطانیہ چوتھے نمبر پر رہے۔ مختلف پہلوؤں سے مالی قربانی پیش کرنے والے ممالک اور جماعتوں کا جائزہ۔ اللہ تعالیٰ تمام قربانی کرنے والوں کے جو کسی بھی صورت میں قربانی کر رہے ہیں اور تحریکِ جدید میں بھی جنہوں نے حصہ لیا، اُن کو بھی، اُن کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت ڈالے اور اُن کو ایمان اور ایقان میں بھی بڑھاتا چلا جائے۔ اور یہ قربانیاں خالصۃً للہ ہوں اور اللہ تعالیٰ ان کو قبول بھی فرماتا رہے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 8 نومبر 2013ء بمطابق 8 نبوت 1392 ہجری شمسی بمقام ناگویا، جاپان

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل 29 نومبر 2013 کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے تقریباً سات سال کے بعد مجھے جماعت احمدیہ جاپان سے یہاں آ کر مخاطب ہونے کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کی دوسری جماعتوں کی طرح جماعت احمدیہ جاپان بھی ترقی کی طرف بڑھنے والی اور اس طرف قدم مارنے والی جماعتوں میں سے ہے۔ اخلاص و وفا اور مالی قربانیوں میں بڑھنے والی جماعتوں میں سے ہے۔ لیکن افرادِ جماعت کو یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ کبھی ان کے دل میں یہ خیال نہ آئے کہ ہم ترقی کی طرف بڑھ رہے ہیں، ہماری تعداد میں بھی کچھ اضافہ ہوا ہے، ہماری مالی قربانیاں بھی بڑھی ہیں، ہم نے ایک نئی جگہ خرید لی ہے جو یہاں ضروریات کے لئے کئی سال کے لئے کافی ہے۔ ہم نے ایک نئی جگہ اس لئے خرید لی کہ ہمارے عبادتوں کے علاوہ دوسرے فنکشنز بھی وہاں ہو سکیں۔ یہ نیا مرکز جو آپ نے خریدا ہے اس کی تفصیلات بھی مَیں آگے بیان کروں گا لیکن یہاں یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ یہ نئی وسیع جگہ جو آپ کی نمازوں کے لئے کافی ہے اور جو جماعت کی موجودہ تعداد ہے، اس کے لحاظ سے جلسوں کے لئے بھی کچھ عرصے کے لئے کافی ہوگی۔ دفاتر کے لئے بھی آپ کو جگہ مل جائے گی۔ گیسٹ ہاؤس ہے، مشن ہاؤس ہے اور دوسری سہولتیں ہیں اور جماعت احمدیہ جاپان نے اس کی خرید کے لئے بڑی مالی قربانیاں بھی دی ہیں۔ اور مالی قربانیوں کا حق بھی ادا کیا ہے لیکن ہمیشہ یاد رکھیں کہ حقیقی حق ادا ہوتا ہے جب ہم ان باتوں کو سمجھیں اور اُن پر عمل کریں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں کرنے کے لئے کہی ہیں۔ آپ کی بیعت میں آ کر ہمیں ان باتوں کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے جو ایک حقیقی مسلمان کے لئے ضروری ہیں۔ وقتی جذبات کے تحت بعض قربانیاں اور بعض عمل بے شک بعض اوقات نیکیوں کی طرف رغبت دلانے کا باعث بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر کئے گئے ہوں تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والے اور اُن کو سمیٹنے والے بھی بن جاتے ہیں لیکن ہم جو اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں شامل ہونے والا کہتے ہیں، ہمارے مقصد حقیقت میں تب حاصل ہو سکتے ہیں جب ہم مستقل مزاجی سے اپنے ہر عمل کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کرنے کی کوشش کریں۔ جب ہم جماعت احمدیہ کے قیام کے مقصد کو اپنے پیشِ نظر رکھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ

والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''مُنْعَمْ عَلَیْہِم لوگوں میں جو کمالات ہیں اور صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ فرمایا ہے ان کو حاصل کرنا ہر انسان کا اصل مقصد ہے اور ہماری جماعت کو خصوصیت سے اس طرف متوجہ ہونا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلے کو قائم کرنے سے یہی چاہا ہے کہ وہ ایسی جماعت تیار کرے جیسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کی تھی تا کہ اس آخری زمانے میں یہ جماعت قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور عظمت پر بطورِ گواہ ٹھہرے۔''
(الحکم 31 مارچ 1905ء جلد 9 شمارہ نمبر 11 صفحہ 6 کالم 2)

پس یہ ہماری بہت بڑی ذمہ داری ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لگائی ہے کہ ہم نے اُن مقاصد کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت نے حاصل کئے یا اُن کو حاصل کرنے کی کوشش کی۔ انہوں نے مسلسل جان، مال اور وقت کی قربانی دی۔ اور اللہ تعالیٰ کے حقوق ڈرتے ہوئے ادا کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ڈرتے رہے اور اپنی دعائیں پیش کرتے رہے۔ کسی قربانی پر فخر نہیں کیا بلکہ یہ دعا کرتے رہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے۔ اپنی عبادتوں کے معیار بلند کئے تو ایسے کہ اپنی راتوں کو بھی عبادتوں سے زندہ رکھا اور اپنے دنوں کو بھی باوجود دنیاوی کاروباروں کے اور دھندوں کے یادِ خدا سے غافل نہیں ہونے دیا۔

پس یہ وہ مقصد ہے جو ہم میں سے ہر ایک کو حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ یہی وہ مقصد ہے جس کے بارے میں قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر تم نے یہ مقصد پا لیا تو اپنی پیدائش کے مقصد کو حاصل کر لیا۔ کیونکہ انسان کی پیدائش کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے۔ ہم جب مساجد بناتے ہیں یا اجتماعی عبادت کے لئے کوئی جگہ خریدتے ہیں تو یہی مقصد پیشِ نظر ہونا چاہئے کہ ہم نے مستقل مزاجی کے ساتھ اپنی پیدائش کے مقصد کی بلندیوں پر جانا ہے۔ دنیا میں تو جو مقاصد ہیں اُن کی بعض حدود ہیں۔ ایک خاص بلندی ہے جس کے بعد انسان خوش ہو جاتا ہے کہ میں نے اُسے پا لیا ہے۔ یا اس دنیا میں ہی اس کے نتائج حاصل کر لئے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی بندگی اور عبادت کا مقصد تو ایسا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے قربت کے نئے سے نئے دروازے کھولتا چلا جاتا ہے اور پھر مرنے کے بعد بھی اس دنیا کے عملوں کی اگلے جہان میں جزا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے لامحدود رحم اور فضل کے تحت ترقی ممکن ہے اور ہوتی چلی جاتی ہے اور ایسے انعامات کا انسان وارث بنتا ہے جو انسان کی سوچ سے بھی باہر ہیں۔ صحابہ رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْہِم نے اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے ترقی کی منازل طے کیں اور ''رضی اللہ عنہ'' کا اعزاز پایا۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں اپنی جماعت کے افراد کو اسی طرح ترقی کی منازل طے کرتا دیکھنا چاہتا ہوں جس سے وہ اپنے مقصدِ پیدائش کو حاصل کر کے پھر اس کے مدارج میں ترقی کرتے چلے جائیں ان کے درجے بلند ہوتے چلے جائیں، اور وہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کے حاصل کرنے والے بنتے چلے جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ میری جماعت میں ایسے لوگ ہوں جو قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت پر بطور گواہ ٹھہریں۔ کیا قرآن کریم جو اللہ تعالیٰ کی آخری اور مکمل کتاب ہے اس کی عظمت ہماری گواہی سے ہی ثابت ہوگی؟ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو اللہ تعالیٰ کے آخری نبی، سب سے پیارے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں، اُن کی عظمت ہمارے کسی عمل کی مرہونِ منت ہے؟ نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس سے مراد یہ ہے کہ ہمارے عملوں میں ایک انقلاب قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کر کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ پر چل کر ظاہر ہو۔ اور اس طرح ظاہر ہو کہ دنیا کہہ سکے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کی زندگیوں میں یہ انقلاب قرآن کریم کی خوبصورت تعلیم پر عمل کر کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت پر چل کر آیا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حق کی ادائیگی جو عبادت کرنے کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے سے ہوتی ہے، اس کا حق ادا کرنے والے ہیں اور حقوق العباد کی ادائیگی جو ہر قسم کے خُلق کی اعلیٰ مثال قائم کرنے سے ہوتی ہے اُس کا حق ادا کرنے والے ہیں۔

پس جس طرح کہ مجھے جو رپورٹ دی گئی ہے اس میں اس بات کا اظہار کیا گیا ہے کہ ہمارے ایک جاپانی غیر مسلم وکیل دوست نے، آپ کی جو نئی جگہ خریدی گئی ہے جس کا نام ''مسجد بیت الاحد'' رکھا گیا ہے، ابھی تکمیل کے مراحل میں ہے اس کے مختلف مواقع پر جو بھی روکیں پیدا ہوتی رہیں ان میں انہوں نے بے لوث مدد کی۔ وہ اس وجہ سے کہ جماعت کے حقوق العباد کی ادائیگی کے لئے کی گئی مختلف کوششوں جو زلزلوں اور سونامی کے دوران میں کی گئیں اُن کاموں کی اُن کی نظر میں بہت اہمیت تھی اور انہوں نے کہا کہ جماعت کے جاپان پر بہت احسانات ہیں جس کی وجہ سے مَیں یہ کام بلا معاوضہ کروں گا۔ بہر حال جماعت نے اگر کوئی کام کیا تو کسی احسان کی غرض کے لئے نہیں بلکہ اپنا فرض ادا کیا اور کرنا چاہئے جہاں بھی وہ کسی کو کسی مشکل میں دیکھیں۔ لیکن انہوں نے بہر حال اپنے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کیا اور جماعت کی اس تھوڑی سی خدمت کو سراہتے ہوئے وہ جماعت کے قریب آئے۔ تو یہ حقوق العباد کی ادائیگی کا کام تو ہم نے کرتے رہنا ہے، چاہے کوئی ہمارے کام آئے یا نہ آئے۔ اور یہی حقوق العباد کا کام ہے جو جب ہم یہ بتائیں گے اور بتانا چاہئے کہ قرآن کریم کی تعلیم ہے اور ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ ہے اور ہمیں حکم ہے کہ مخلوق کی خدمت کرو۔ تو مزید اس تعارف میں وسعت پیدا ہوگی، مزید لوگ اِن جاپانی وکیل جیسے سامنے آئیں گے جو جماعت کی خدمات کو سراہیں گے، جن پر اسلام کی حقیقی تعلیم روشن ہوگی۔ اسلام کا تعارف بڑھے گا اسلامی تعلیم کی عظمت ان پر قائم ہوگی اور یوں تبلیغ کے مزید راستے کھلیں گے۔ یہ مسجد بیت الاحد جس کو انشاء اللہ تعالیٰ جیسا کہ میں نے کہا جو معمولی قانونی تقاضے رہ گئے ہیں اُن کے پورا ہونے کے بعد مسجد کی شکل بھی دے دی جائے گی۔ تو اس سے جماعت کا مزید تعارف بڑھے گا۔ مزید قرآن کریم کی تعلیم کا تعارف کروانے کا موقع ملے گا اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش بھی تھی اور آپ نے فرمایا بھی ہے کہ ان لوگوں کا اسلام کی طرف رجحان پیدا ہو رہا ہے اس لئے کہ یہ لوگ نیک فطرت لگتے ہیں اس لئے اسلام کی طرف رجحان پیدا ہو رہا ہے، اس لئے ان کے لئے اسلام کا تعارف پیش کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس کے لئے آپ نے فرمایا کہ اسلام کے تعارف پر مشتمل جاپانی زبان میں ایک کتاب بھی لکھی جائے۔
(ماخوذ از ملفوظات جلد 4 صفحہ 372-371۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

تو بہر حال اس کتاب پر بھی کام ہو رہا ہے۔

آپ لوگ جو یہاں رہنے والے ہیں، جن کی اکثریت پاکستانیوں اور پرانے احمدیوں پر مشتمل ہے، آپ کو اپنی عملی حالتوں کی طرف نظر کرنی ہوگی کہ اب پہلے سے بڑھ کر لوگ آپ کی طرف دیکھیں گے۔ آپ جب تبلیغ کریں گے، اسلام کا پیغام پہنچائیں گے تو لوگ آپ کی عملی حالتوں کی طرف دیکھیں گے کہ وہ کیا ہیں؟ یہ لوگ یہ نہیں دیکھیں گے کہ آپ نے اس مسجد کے بنانے کے لئے کیا قربانیاں دیں؟ لوگ دیکھیں گے کہ آپ کی عملی حالت کیا ہے؟ آپ کا خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق کیسا ہے؟ آپ میں شامل ہو کر اُن لوگوں میں کیا انقلاب آ سکتا ہے؟ دنیاوی لحاظ سے تو یہ لوگ آپ سے بہت آگے ہیں۔ ظاہری اخلاق بھی ان کے بہت اعلیٰ ہیں۔ کوئی نئی چیز اگر ہم ان کو دے سکتے ہیں تو خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کا طریق سکھا سکتے ہیں۔ ہم یہی ان کو بتا سکتے ہیں کہ اب زندہ مذہب صرف اسلام ہے۔ ہم یہ بتا سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کا حق کس طرح ادا ہوتا ہے؟ ہم یہ بتا سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کس طرح دعاؤں کو سنتا ہے؟ ہم یہ بتا سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں سے کس طرح کلام کرتا ہے؟ لیکن یہ سب کچھ کرنے کے لئے ہمیں اپنے جائزے لینے ہوں گے۔ خدا تعالیٰ سے اپنے تعلق کو مضبوط کرنا ہوگا۔ اپنی نمازوں کی حفاظت کرنی ہوگی۔ اپنی عبادتوں کے حق ادا کرنے ہوں گے۔ آپس میں محبت اور پیار سے رہنا ہوگا۔ اپنے اخلاق کے وہ اعلیٰ معیار حاصل کرنے ہوں گے جو جاپانی قوم کے اخلاق سے بہتر ہوں۔ جیسا کہ میں نے کہا ظاہری اخلاق تو ان میں بہت ہیں۔ انسانی ہمدردی بھی ان میں ہے۔ احسان کا بدلہ احسان کر کے ادا کرنے کی اسلامی تعلیم پر بھی یہ عمل کر رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس لئے فرمایا ہے کہ ان لوگوں میں جو توجہ پیدا ہوئی ہے، یہ کسی سعادت مندی کی وجہ سے ہے اس لئے ان کو اسلام کی اصل اور حقیقی تعلیم سے آگاہ کرنا بہت ضروری ہے۔ پس اس سعادت سے جو ان لوگوں میں ہے، بھرپور فائدہ اٹھانا چاہئے۔ جو اخلاق ان میں ہیں ان اخلاق سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہئے اور اس کے لئے ہمیں اسلام کا حُسن انہیں دکھانا ہوگا خدا تعالیٰ کا بندہ سے تعلق کا عملی نمونہ انہیں دکھانا ہوگا۔ اس کے لئے یہاں رہنے والے ہر احمدی کو قرآن کریم کی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کو ہر وقت سامنے رکھنا ہوگا۔ پس اس بات کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو راہنمائی فرمائی ہے اس کی جگالی کرتے رہیں۔ ان میں سے بعض باتیں میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

پہلی بات تو ہمیشہ ہمیں اپنے سامنے رکھنے کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ عَہدوں کے بارے میں پوچھے گا۔ جو تم نے عَہد کئے ہیں اُس کے بارے میں پوچھے گا۔ اور اس زمانے میں ہم نے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عہدِ بیعت کیا ہے، اتنا کافی نہیں کہ ہم نے بیعت کر لی اور احمدی ہو گئے۔ جو پرانے احمدی ہیں وہ خلافت کے ہاتھ پر بیعت کی تجدید کر لیں اور اتنا ہی کافی سمجھیں۔ عہدِ بیعت ایک مطالبہ کرتا ہے جس

Love For All Hatred For None
SPARSH INFO SOLUTIONS PVT. LTD.
Employee Background Verification Company, Bangalore
Website: www.sparshinfo.co.in
DIRECTOR VALIYUDDIN K
"FOR FIELD EXECUTIVE JOBS CONTACT US"

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
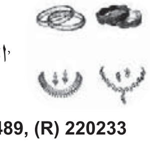
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دس شرائطِ بیعت کی صورت میں ہمارے سامنے پیش فرمایا۔ اگر اس کا خلاصہ بیان کریں تو یہ ہے کہ ہر حالت میں دین، دنیا پر مقدم رہے گا۔ ہم ہمیشہ یہ کوشش کریں گے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ''تم دیکھتے ہو کہ مَیں بیعت میں یہ اقرار لیتا ہوں کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ یہ اس لیے تا کہ میں دیکھوں کہ بیعت کنندہ اس پر کیا عمل کرتا ہے۔''

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 350۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

آپ نے فرمایا کہ: ''اگر کوئی دنیاوی کام ہو تو اس کے لئے تم بڑی محنت کرتے ہو تب جا کر اس میں کامیابی حاصل ہوتی ہے لیکن دین کے لئے محنت کرنے کا درد نہیں ہے، وہ کوشش نہیں ہے جس سے ہر وقت خدا تعالیٰ سامنے رہے اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق ڈھالنے اور ان پر عمل کرنے کی کوشش رہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 5 صفحہ 329۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

آپ فرماتے ہیں، مجھے سوز و گداز رہتا ہے کہ جماعت میں ایک پاک تبدیلی پیدا ہو۔ جو نقشہ اپنی جماعت کی پاک تبدیلی کا میرے دل میں ہے وہ ابھی پیدا نہیں ہوا اور اس حالت کو دیکھ کر میری وہی حالت ہے۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔ (الشعراء:4) یعنی تو شاید اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالے گا کہ وہ کیوں نہیں مؤمن ہوتے۔ فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ چند الفاظ طوطے کی طرح بیعت کے وقت رَٹ لئے جاویں، اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ تزکیہ نفس کا علم حاصل کرو کہ ضرورت اسی کی ہے۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 352-351۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اپنے نفس کو کس طرح پاک کرنا ہے یہ جاننے کی کوشش کرو۔

آپ نے بیعت میں آنے کے بعد کی اصل غرض کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''تم اپنے اندر ایک پاک تبدیلی پیدا کرو اور بالکل ایک نئے انسان بن جاؤ۔ اس لئے ہر ایک کو تم میں سے ضروری ہے کہ وہ اس راز کو سمجھے اور ایسی تبدیلی کرے کہ وہ کہہ سکے کہ میں اَور ہوں''۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 352۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

یعنی جو پہلے تھا، وہ نہیں رہا۔ پس یہ درد ہے جو ہمیں محسوس کرنے کی ضرورت ہے۔

یہ الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن لوگوں کے لئے کہے جو آپ کی صحبت سے فیض یاب ہو رہے تھے۔ اگر ان کا معیار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق نہیں تھا اور کمیاں تھیں تو ہمارے زمانے میں تو یہ کمیاں کئی گنا بڑھ چکی ہیں اور ان کو دُور کرنے کے لئے ہمیں کوشش بھی کئی گنا بڑھ کر کرنی ہوگی۔ تبھی ہم آپ کے درد کو ہلکا کرنے والے بن سکیں گے۔ اب یہ جو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگوں کی یہ حالت دیکھ کے میری یہ حالت ہے کہ اپنے آپ کو ہلاک نہ کر لوں کہ کیوں نہیں مومن ہوتے؟ اس کا مطلب غیروں کے لئے تو بے شک یہ ہے کہ وہ ایمان کیوں نہیں لاتے لیکن یہاں آپ کو اپنوں کے لئے فکر ہے اور یہ فکر ہے کہ وہ مقام حاصل کیوں نہیں کرتے جو ایک مومن کے لئے ضروری ہے۔ قرآن کریم نے ایسے ماننے والوں کے لئے یہ فرمایا ہے کہ یہ تو کہو کہ ہم اسلام لائے، فرمانبرداری اختیار کی، نظامِ جماعت میں شامل ہو گئے، یہ مان لیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ یہ مانتے ہیں کہ آنے والا مسیح موعود اور مہدی موعود جس کی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی وہ آ گیا ہے۔ اور ہم نے اس کی بیعت کر لی ہے اور اُس میں شامل ہو گئے، لیکن ایمان ابھی کامل طور پر تم میں پیدا نہیں ہوا۔ ایمان کے لئے بہت سی شرائط ہیں جن کو پورا کرنا ضروری ہے۔ مثلاً مومن سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کا مطلب ہے کہ ہر دنیاوی چیز اور رشتے کو خدا تعالیٰ کے مقابل پر اہمیت نہ دینا، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد جگہ ایمان کے ساتھ اعمالِ صالحہ کی شرط رکھی ہے۔ یعنی نیک عمل بھی ہوں اور موقع اور مناسبت کے لحاظ سے بھی ہوں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کو مدّنظر رکھتے ہوئے بھی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو جو حکم دیئے ہیں اُن میں عبادت کا حق ادا کرنے کے ساتھ جو انتہائی ضروری ہے فرمایا مومن وہ ہے جو اصلاح بین الناس کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے آپس میں اصلاح کی کوشش کرتے ہیں، فساد اور فتنے نہیں ڈالتے۔ ان کے مشورے دنیا کی بھلائی کے لئے ہیں، نقصان پہنچانے کے لئے نہیں۔ مومن وہ اعلیٰ قوم ہیں جو نیکی کی ہدایت کرتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں۔ مومن وہ ہیں جو امانتوں کا حق ادا کرنے والے ہیں۔ جو اپنے عہد کی پابندی کرنے والے ہیں۔ جو سچائی پر قائم رہنے والے ہیں۔ جو قولِ سدید کے اس قدر پابند ہیں کہ کوئی پیچ دار بات ان کے منہ سے نہیں نکلتی۔ اپنوں کے خلاف بھی گواہی دینی پڑے تو دیتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کی خاطر قربانی کے جذبے سے سرشار ہیں۔ صحابہ نے ایک دوسرے کی خاطر قربانی کا ایسا نمونہ دکھایا کہ اپنی دولت، گھر کا سامان، جائیداد غرض کہ ہر چیز ایک دوسرے کے لئے قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔

پھر مومن کی یہ نشانی ہے کہ حسنِ ظن رکھتے ہیں، ہر وقت بدظنیاں نہیں کر لیتے۔ سنی سنائی باتوں پر یقین کر کے ایک دوسرے کے خلاف دل میں کینے اور بغض نہیں بھر لیتے۔ اگر آپ لوگ، ہر ایک ہر فرد جماعت اس ایک بات پر ہی سو فیصد عمل کرنے لگ جائے تو یہاں ترقی کی رفتار بھی کئی گنا بڑھ سکتی ہے۔ بیویوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرتے ہیں، یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اگر یہاں جاپانی عورتوں سے جنہوں نے شادیاں کی ہیں ہر ایک بیویوں سے اسلامی تعلیم کے مطابق حسنِ سلوک کرنے لگ جائے تو یہ بات اُن کے سسرالی عزیزوں میں تبلیغ کا ذریعہ بن جائے گی۔

پھر مومن ایک دوسرے کی غلطیوں کو معاف کرتے ہیں اور صرفِ نظر کرنے والے ہیں۔ پھر مومن عاجزی دکھانے والے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو اپنے ایک شعر میں یوں بیان فرمایا ہے کہ: ؎

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں — شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں

(براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 18)

عاجزی دکھاؤ گے ہر ایک سے کم تر اپنے آپ کو سمجھو گے تبھی اللہ تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے والے بن سکو گے۔

پس اگر اللہ تعالیٰ کا قرب چاہتے ہیں تو عاجزی شرط ہے۔ تکبر اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔ عہدیدار بھی اپنے دائرے میں عاجزی اختیار کریں اور افرادِ جماعت بھی عاجزی اختیار کریں۔ غصہ کو دبانے والے ہوں۔ یہ ایک مومن کی نشانی ہے۔ اپنے عہدوں کو پورا کریں جیسا کہ پہلے بھی مَیں کہہ چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ عہدوں کے بارے میں پوچھے گا۔ اور ہم نے اس زمانے میں جو عہدِ بیعت کیا ہے اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے اور اسے پورا کرنے اور نبھانے کی ضرورت ہے اور یہ اس صورت میں ہو گا جب ہم ہر نیک عمل بجالانے والے ہوں گے۔ اپنی زندگیوں کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق ڈھالنے والے ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو جماعت کا مقصد بیان فرمایا ہے اُس کے مطابق چلنے والے ہوں گے۔

پس میں اس وقت زیادہ تفصیل میں تو یہ احکامات بیان نہیں کر سکتا، بے شمار احکامات ہیں۔ ہر ایک اپنے جائزے لے کہ کیا وہ قرآنی احکامات کے مطابق زندگی گزارنے والا ہے؟ کیا وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر آپ کی خواہش کو پورا کرنے والا ہے؟ کیا اس کا ہر عمل خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو شعر میں نے پڑھا ہے۔ کہ ''بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں'' یہ حالت اگر ہم میں سے ہر ایک پر طاری ہو گی تو تبھی ہم دوسروں کو معاف کرنا بھی سیکھیں گے، بدظنیاں کرنے سے بھی بچیں گے اور جماعت کی ترقی کے لئے مفید وجود بنیں گے۔

پس ہر ایک کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درد اور فکر کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ یہی باتیں ہیں جو تزکیہ نفس کا باعث بنتی ہیں۔ آپس میں محبت، پیار اور بھائی چارے پیدا کریں۔ ایک دوسرے کے نقص اور خامیاں تلاش کرنے کی بجائے ایک دوسرے کی خوبیاں تلاش کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ''ہر ایک آپس کے جھگڑے اور جوش اور عداوت کو درمیان سے اٹھا دو کہ اب وہ وقت ہے کہ تم ادنیٰ باتوں سے اعراض کر کے اہم اور عظیم الشان کاموں میں مصروف ہو جاؤ''۔ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 175۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

فرمایا: ''تم یاد رکھو کہ اگر اللہ تعالیٰ کے فرمان میں تم اپنے تئیں لگاؤ گے اور اس کے دین کی حمایت میں ساعی ہو جاؤ گے تو خدا تمام روکاوٹوں کو دور کر دے گا اور تم کامیاب ہو جاؤ گے''۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 175۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اعلیٰ کام جس کی طرف توجہ دلائی، وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کو پھیلانے کے لئے سعی کرو، کوشش کرو۔ اس وقت جس کامیابی کے حصول کے لئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے وہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ

کلام الامام

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''اللہ کا لفظ اسی ہستی پر بولا جاتا ہے جس میں کوئی نقص ہو ہی نہیں۔''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۴۸)

منجانب: امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

گردھاری لال ملکھی رام سیالکوٹ والے کی پرانی دُوکان
لوتھرا جیولرز قادیان
LUTHRA JEWELLERS · SIGN OF PURITY
Kewal krishan & Karan Luthra
Shivala Chowk, Main Bazar , Qadian
Ph.9888 594 111, 8054 893 264
E-mail: luthrajewellers@live.com
Since 1948

والسلام کی بعثت کے مقصد کو پورا کرنا اور آپ کی بعثت کا مقصد بندے کو خدا تعالیٰ کے قریب کرنا اور اس سے زندہ تعلق پیدا کروانا ہے۔ اسی طرح مخلوق کے جوایک جو دوسرے پر حق ہیں اُن کی ادائیگی کی طرف توجہ دلانا اور اُن کی ادائیگی کرنا ہے۔ اور یہ سب کچھ اُس وقت ہوسکتا ہے جب ہم کامل مومن بننے کی کوشش کریں تا کہ اسلام کی خوبصورت تعلیم ہر جگہ تک پہنچا سکیں۔ پس پھر مَیں کہتا ہوں کہ ہرایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔

جاپان کی جماعت ایک چھوٹی سی جماعت ہے، اس میں اگر چند ایک بھی ایسے ہوں جو اپنے قول و فعل میں تضاد رکھتے ہوں تو جماعت میں یہ بات ہرایک پر اثر انداز ہوتی ہے، خاص طور پر نوجوانوں اور بچوں پر اس کا ایسا اثر پڑتا ہے کہ وہ دین سے دُور ہٹ سکتے ہیں۔ جو جاپانی احمدیت کے قریب ہیں وہ بھی ایسی باتیں دیکھ کے دور ہٹ جائیں گے۔ جو جاپانی عورتیں یا مرد احمدی مرد یا عورت سے شادی کے بعد احمدیت کے قریب آئے ہیں، وہ بھی دُور چلے جائیں گے۔ پس یہ بہت فکر کا مقام ہے۔ سب سے پہلے اس کی ذمہ داری صدر جماعت اور مشنری انچارج کی ہے کہ وہ ایک باپ کا کردار ادا کرے اور اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش میں لگا رہے۔ اپنے عہدہ کے لحاظ سے بھی، اپنے علم کے لحاظ سے بھی سب سے بڑی ذمہ داری اُسی کی ہے اور وہ اس کے لئے پوچھا جائے گا۔ لاعلمی ہو، بے علمی ہو، کم علمی ہو تو اور بات ہے لیکن جب سب کچھ ہو اور پھر اُس پر عمل نہ ہو تو زیادہ سوال جواب ہوتے ہیں۔ اور افرادِ جماعت میں سے بھی ہرایک جو ہے وہ اپنے جائزے لے۔ پھر ہر جماعتی عہدیدار کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا وہ اپنے عہدوں کا حق ادا کر رہا ہے؟ کیا کہیں اس حق کے ادا نہ کرنے سے وہ جماعت میں بے چینی تو نہیں پیدا کر رہا؟ پھر ذیلی تنظیموں کے عہدیدار ہیں، اُن کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ ہرایک اپنی امانتوں اور عہدوں کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ کس حد تک تم نے ادا کئے۔ اجلاسوں میں، جلسوں میں جو پروگرام ہیں، وہ جاپانی زبان میں ہونے چاہئیں۔ یہ بھی مجھے بعض شکوے پہنچتے ہیں کہ جو جاپانی چند ایک ہیں اُن کو سمجھ نہیں آتی کہ اجلاسوں میں کیا ہو رہا ہے۔ جن عورتوں کو یا مردوں کو جاپانی زبان اچھی طرح سمجھ نہیں آتی اُن کے لئے اردو میں ترجمہ کا انتظام ہو۔ نہ کہ اردو پروگرام ہوں اور جاپانی میں ترجمے ہوں۔ یہاں بات الٹ ہونی چاہئے۔ سارے اجلاسات جاپانی میں ہوں اور ترجمہ اردو میں ہو۔ جاپانی احمدیوں کو زیادہ سے زیادہ اپنے پروگراموں کا حصہ بنائیں، ان سے تقریریں بھی کروائیں، ان کو نظام بھی سمجھائیں اور ان سے دوسری خدمات بھی لیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا تھا، اب ایک نئی مسجد انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی بن جائے گی، اس سے تبلیغ کے مزید راستے کھلیں گے۔ ان راستوں پر ہر احمدی کو نگران بن کر کھڑا ہونا پڑے گا تا کہ جو اِن راستوں پر چلنے کے لئے آئے، جو اِن کی تلاش کرنے کی کوشش کرے، وہاں ہر پرانا احمدی جو احمدیت کے بارے میں علم رکھتا ہے راہنمائی کے لئے موجود ہو۔ اور جیسا کہ مَیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں، یہ کام نہیں ہوسکتا اگر ہرایک کا خدا تعالیٰ سے تعلق قائم نہ ہو، اُس احد خدا کی عبادت کا حق نہ ہو جس کے نام پر یہ مسجد بنائی جا رہی ہے، اُس اَحد خدا کی غنٰی کا اِدراک نہ ہو جس کا کسی سے رشتہ نہیں۔ اُس کے لئے معزز وہی ہے جو تقویٰ پر چلنے والا ہے، عبادتوں کا حق ادا کرنے والا ہے اور اعمالِ صالحہ بجالانے والا ہے، مخلوقِ خدا کی رہنمائی اور اُسے خدا تعالیٰ کے حضور جھکانے کی کوشش کرنے والا ہے۔ آپس میں ایسے مومن بن کر رہنے والا ہے جو رُحَمَآءُ بَیۡنَہُمۡ کی مثال ہوتے ہیں۔

پس ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ صرف عہدیداران کی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ ہر احمدی مرد، عورت، جوان، بوڑھے کی ذمہ داری ہے کہ وہ صرف عہدیداروں کی غلطیاں نکالنے پر مصروف نہ ہو جائے بلکہ اپنے جائزے لے کر اپنے آپ کو خدائے واحد و یگانہ کے ساتھ تعلق جوڑنے والا بنائے، خدائے رحمان سے تعلق جوڑ کر عبدِ رحمان بنے۔ اور اس مسجد کا حق ادا کرنے کی تیاری کریں جو انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب آپ کو ملنے والی ہے۔ اپنی قربانیوں کو اللہ تعالیٰ کے حضور قبولیت کا درجہ دلانے کی کوشش کریں جو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی ہوسکتا ہے، اپنی کوشش سے نہیں ہوتا۔ اُس کے لئے دعاؤں کی بھی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگنے کی بھی ضرورت ہے، عاجزی کی بھی ضرورت ہے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ مسجد کے بارے میں کچھ تفصیل بتاؤں گا۔ جو تفصیل میرے سامنے آئی ہے، وہ اس وقت سامنے رکھتا ہوں۔ پرانا جو مشن ہاؤس 1981ء میں خریدا گیا تھا، اُس کی تفصیلات بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ ایک چھوٹا سا مکان تھا۔ لیکن بہرحال مسجد بیت الاحد کا رقبہ تقریباً تین ہزار مربع میٹر ہے اور ساٹھ فیصد حصہ مسقّف ہے، چھتا ہوا ہے۔ نماز کا ہال ہے جس میں بیک وقت پانچ سو نمازی نماز ادا کر سکتے ہیں۔ کمرے اور رہائشی کوارٹرز ہیں، تقریباً آٹھ لاکھ ڈالر میں اخراجات سمیت اس کی خرید کی گئی ہے۔

بہرحال جب آپ کو توجہ دلائی گئی کہ نیا مرکز خریدیں تو جیسا کہ پہلے میں ذکر کر چکا ہوں، جماعت جاپان نے مالی قربانیاں کیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ جگہ خرید لی۔ چھوٹی سی جماعت ہے لیکن اللہ کے فضل سے بڑی قربانی کی ہے، اس لحاظ سے بہت سے لوگوں نے بڑی بڑی رقمیں ادا کی ہیں۔ بچوں نے اپنے جیب خرچ ادا کئے، عورتوں نے اپنے زیور ادا کئے اور بعض نے اپنے پاکستان میں گھر بیچ کر رقمیں ادا کیں یا کوئی جائیداد بیچ کر رقم ادا کی۔ بعض نے اپنے قیمتی اور عزیز زیور، پرانے بزرگوں سے ملے ہوئے زیور، بیچ کر مسجد کے لئے قیمت ادا کی۔ غرض کہ مالی قربانیوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک دوسرے سے بڑھ کر قربانی کرنے کی آپ نے کوشش کی اور پیش کیں۔ اللہ تعالیٰ یہ سب مالی قربانیاں قبول فرمائے اور آپ لوگوں کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت عطا فرمائے۔

اب جیسا کہ مَیں نے کہا تھا مسجد کی جو رجسٹریشن ہے وہ آخری مراحل میں ہے، اگر پہلے ہو جاتی تو شاید یہ جمعہ وہیں ہوتا، لیکن انشاء اللہ تعالیٰ امید ہے جلد مل جائے گی۔ اور کہتے ہیں کہ جن جاپانی وکیل کا میں نے ذکر کیا ہے، اگر وہ بھی فیس لیتے تو کم از کم بیس ہزار ڈالر فیس ہوتی۔ تو یہ بھی اُن کا بڑا احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو جزا دے۔

پس یہ مسجد کی جو کوشش ہے، یہ آپ نے چند مہینوں میں کی۔ ان کوائف سے ظاہر ہو گیا کہ جو مسجد کی جگہ ملی ہے یہ غیر معمولی طور پر ایک تو قربانیاں جو آپ نے کیں وہ تو کیں، اس کے ملنے کی جو تاریخ ہے وہ بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بغیر کسی سوچ کے اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور ایک دم انتظام ہو گیا۔ اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ یہ جگہ ملنا آپ کی کوششوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا ثمرہ ہے۔ اتنی وسیع جگہ آپ کو مل گئی ہے۔ ایسی جگہ ہے کہ میرے خیال میں چند ماہ پہلے تک تو آپ میں سے بعض تصور بھی نہیں کر سکتے ہوں گے کہ یہ جگہ مل سکتی ہے۔ پس یہ چیز ہمیں اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے والا بنانے والی ہو۔

لیکن اس کے ساتھ میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ یہ فضل جو آج جماعت احمدیہ پر دنیا میں ہر جگہ ہو رہے ہیں، یہ دشمنانِ احمدیت کے اُن بلند بانگ دعووں کا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ہے، اور جماعت احمدیہ کے حق میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اُس کی تائید کا فعلی اظہار ہے، جو دشمن نے خلافت ثانیہ میں کئے تھے کہ ہم قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے اور احمدیت کو نعوذ باللہ ختم کر دیں گے۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 6 صفحہ 177)

اُس وقت حضرت مصلح موعود نے تحریکِ جدید کی بنیاد رکھی تھی اور فرمایا تھا کہ اس کا جواب تبلیغ اور دنیا میں پھیل جانا ہے۔ (ماخوذ از خطبہ جمعہ فرمودہ 23 نومبر 1934ء الفضل قادیان جلد 22 نمبر 66 مؤرخہ 29 نومبر 1934 صفحہ 114-113)

چنانچہ احبابِ جماعت نے اُس وقت بھی مالی قربانیاں دیں اور دنیا میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام بھی پھیلنا شروع ہوا۔ مبلغین باہر گئے، مسجدیں بنیں اور انسانیت کی خدمت کے دوسرے کام بھی ہونے شروع ہوئے۔ ہسپتال بنے، سکول بنے۔ قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجانے والے جو تھے اُن کا تو پتہ نہیں نام و نشان بھی ہے کہ نہیں لیکن جماعت احمدیہ آج دنیا کے دو سو سے اوپر ممالک میں موجود ہے۔ ہر سال مسجدیں بھی بن رہی ہیں اور لاکھوں لوگ اسلام میں احمدیت کے ذریعہ شامل بھی ہو رہے ہیں۔ اس سال اللہ تعالیٰ نے مسجد کی صورت میں آپ کو، جماعت احمدیہ جاپان کو بھی ایک انعام سے نوازا ہے جس کا بظاہر ملنے کا فوری طور پر کوئی امکان بھی نہیں تھا، جیسا کہ مَیں بتا چکا ہوں۔ پس ہمارے سر اللہ تعالیٰ کے اس فضل پر جھکتے چلے جانے چاہئیں اور اس کا حقیقی حق جیسا کہ میں نے کہا یہی ہے کہ اپنے اندر ایک ایسی پاک تبدیلی پیدا کریں جو اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

تحریکِ جدید کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کے ان فضلوں کا اظہار جو ہو رہا ہے، اس کا ایک اور اظہار کرنے کا مجھے خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی تحدیث بھی ضروری ہے۔ اتفاق سے تحریکِ جدید کا نیا سال میرے اس دورہ کے دوران شروع ہو رہا ہے۔ یا یوں کہہ لیں کہ میرا یہ دورہ جو آسٹریلیا اور مشرقِ بعید کا دورہ ہے اس میں تحریکِ جدید کا گزشتہ سال ختم ہوا ہے جس میں ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے بے شمار نظارے کئے ہیں۔ اس دورے کے دوران بھی وہ نظارے دیکھے ہیں جو یقیناً ہماری کوششوں کا نتیجہ نہیں تھے۔ اس کی تفصیل تو انشاء اللہ تعالیٰ کسی اور وقت بتاؤں گا۔ جیسا کہ میں نے کہا، اس وقت تحریکِ جدید کا سال ختم ہوا تو میں نے سوچا کہ اس کا اعلان، یعنی نئے سال کے آغاز کا اعلان بھی اس دورے کے دوران جاپان سے کر دوں۔

پس اس وقت میں اس کے مختصر کوائف جو حسبِ روایت پیش کیا کرتا ہوں وہ کر کے تحریکِ جدید کے نئے

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

www.intactconstructions.org

Intact Constructions

وَسِّعۡ مَکَانَکَ
الہام حضرت مسیح موعودؑ

Mohammad. Janealam Shaikh
52 First Floor, Room 7, Zakria Masjid Street
Bhishti Mohalla, Mumbai-09
e-mail: intactconstructions@gmail.com
Mob. +91- 7738340717, 9819780273

سال کا جواسّی واں سال شروع ہوا ہے، انشاء اللہ تعالیٰ، اُس کا اعلان کرتا ہوں۔

ان کوائف کے مطابق جو رپورٹس آئی ہیں، بہت ساری رپورٹس نہیں بھی آتیں، اُن کے مطابق اس سال تحریکِ جدید میں جماعت کو اٹھہتر لاکھ انہتر ہزار ایک سو پاؤنڈ (78,69,100) کی قربانی پیش کرنے کی توفیق ملی اور جو گزشتہ سال سے تقریباً ساڑھے چھ لاکھ پاؤنڈ زیادہ ہے۔ اضافہ تو شاید زیادہ ہو، کیونکہ مقامی کرنسیوں میں بہت زیادہ اضافہ ہوا ہے، لیکن پاؤنڈ کی قیمت کے مقابلے میں بہت سارے ممالک کی کرنسی کی قیمت کم ہوئی ہے جس کی وجہ سے یہ بظاہر کم نظر آتا ہے لیکن ملکوں کے لحاظ سے بہت بڑے بڑے اضافے ہوئے ہیں۔

پاکستان کی جو پوزیشن ہوتی ہے وہ تو قائم ہے ہی، اُس کے بعد پوزیشن کے لحاظ سے نمبر ایک جرمنی ہے، ویسے نمبر دو۔ لیکن پاکستان کے باہر ملکوں میں نمبر ایک جرمنی پھر امریکہ پھر برطانیہ پھر کینیڈا پھر انڈیا، انڈونیشیا، آسٹریلیا پھر عرب کی دو جماعتیں ہیں پھر گھانا اور سوئٹزر لینڈ۔ اور جرمنی اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے اپنے لحاظ سے بھی بڑی چھلانگ لگائی ہے۔ انہوں نے تحریکِ جدید میں ہی ساڑھے تین لاکھ یورو سے زائد کا اضافہ کیا ہے۔ اور امریکہ سے تقریباً ایک لاکھ بیاسی ہزار پاؤنڈ زیادہ وصولی کی ہے۔ امریکہ نے برطانیہ سے پچہتّر ہزار پاؤنڈ زیادہ وصولی کی ہے۔ اور برطانیہ نے کینیڈا سے چار لاکھ پاؤنڈ زیادہ وصولی کی ہے اور اُس کے بعد جیسا کہ میں نے تفصیل بتائی، وہ ہے۔

جرمنی کے چندہ جات میں جب بھی اضافہ ہوتا ہے مجھے ہمیشہ امیر صاحب جرمنی اور عاملہ کے یہ فکر والے الفاظ سامنے آجاتے ہیں کہ جب میں نے یہ پابندی لگائی تھی کہ وہ احمدی جو کسی ایسی جگہ کام کر رہے ہوں جہاں حرام کام ہوتے ہیں، شراب بیچی جاتی ہے یا سؤر کا کاروبار ہوتا ہے، اُن سے چندہ نہیں لینا، تو اُن کی فکر یہ ہوتی تھی کہ ہمارے چندوں میں کمی آجائے گی۔ اور پہلے سال ہی جب انہوں نے فکر کا اظہار کیا تو اُن کے چندوں میں کئی لاکھ کا اضافہ ہوا اور کوئی کمی نہیں آئی۔ اور اس سال پھر انہوں نے صرف تحریکِ جدید میں ہی ساڑھے تین لاکھ یورو کا زائد چندہ ادا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے اموال ونفوس میں برکت ڈالے۔

فی کس ادائیگی کے لحاظ سے امریکہ پہلے نمبر پر ہے۔ پھر سوئٹزر لینڈ ہے، پھر آسٹریلیا ہے، پھر جاپان ہے۔ جاپان کی بھی چوتھی پوزیشن فی کس ادائیگی میں ہے۔ یعنی کہیں نہ کہیں نمبر آیا ہے۔ برطانیہ پھر جرمنی پھر ناروے، فرانس، بیلجیم، کینیڈا۔

اور مقامی کرنسی کے لحاظ سے جو اضافہ ہوا ہے سب سے زیادہ، گھانا میں ہوا ہے، پھر جرمنی میں پھر آسٹریلیا میں پھر پاکستان پھر برطانیہ پھر کینیڈا پھر انڈیا پھر امریکہ۔

اور میں نے کہا تھا اس سال چندہ ادا کرنے والوں کی طرف زیادہ توجہ دیں، شاملین کو زیادہ سے زیادہ کریں تو سوا دو لاکھ نئے چندہ دہندگان شامل ہوئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ تعداد گیارہ لاکھ چونتیس ہزار سے تجاوز کر گئی ہے۔

افریقہ کے ممالک میں مجموعی وصولی کے لحاظ سے گھانا سب سے آگے ہے، پھر نائیجیریا، ماریشس، بورکینا فاسو، تنزانیہ، گیمبیا، بینن، کینیا، سیرالیون اور یوگنڈا۔

شاملین میں سب سے زیادہ کوشش سیرالیون نے کی ہے، اُس کے بعد پھر مالی ہے، بورکینا فاسو ہے، گیمبیا ہے، بینن ہے، سینیگال، لائبیریا، یوگنڈا، تنزانیہ۔

دفتر اوّل کے مجاہدین کی تعداد بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک سو چھبیس زندہ ہیں۔ باقی سب کے کھاتے چل رہے ہیں۔

تحریکِ جدید کی مالی قربانی میں پاکستان کی جو تین بڑی جماعتیں ہیں، اُن میں اول لاہور ہے، دوم ربوہ ہے، سوم کراچی۔ اور اس کے علاوہ دس بڑی جماعتیں جو ہیں، اسلام آباد، راولپنڈی، ملتان، کوئٹہ، شیخوپورہ، پشاور، حیدرآباد، بہاولنگر، اوکاڑہ، نوابشاہ۔

قربانی پیش کرنے والے اضلاع جو ہیں اُن میں سیالکوٹ، سرگودھا، عمرکوٹ، گوجرانوالہ، گجرات، بدین، نارووال، سانگھڑ، ننکانہ صاحب شامل ہیں اور رحیم یار خان اور ٹوبہ ٹیک سنگھ برابر ہیں۔

مجموعی وصولی کے لحاظ سے جرمنی کی جماعتیں نوائس نمبر ایک پہ، روڈرمارک، کولن، ہائیڈل برگ، کوبلنز، ڈرائش، مہدی آباد، وائن گارٹن، وزن برگ، نِڈا۔ اور وصولی کے لحاظ سے لوکل امارتیں اُن کی ہیں: ڈارم شٹڈ، ہمبرگ، فرینکفرٹ، گروس گراؤ، ویزبادن، مورفیلڈن والڈارف، آفن باخ، مَن ہائم، ریڈشٹڈ اور ڈیٹسن باخ۔

امریکہ کی جو وصولی کے لحاظ سے جماعتیں ہیں، لاس اینجلس، اِن لینڈ امپائر، سلیکون ویلی، ڈیٹرائٹ، ہیرس برگ، لاس اینجلس ایسٹ، کولمبس، سیٹل، لاس اینجلس ویسٹ، سلورسکرین اور فیون ایکس۔

برطانیہ کی دس بڑی جماعتیں۔ مسجد فضل، ویسٹ ہل، نیومولڈن، ووسٹر پارک، ریئنز پارک، برمنگھم سینٹرل، مسجد ویسٹ، بیت الفتوح، تھارٹن ہیتھ اور چیم۔

اور مجموعی وصولی کے لحاظ سے برطانیہ کے پانچ ریجن ہیں، لنڈن، نارتھ ایسٹ، مڈلینڈ ساؤتھ اور مڈل سیکس۔

کینیڈا کی جماعتیں ہیں، پیس ولیج، کیلگری، وان، وینکوور، ایڈمنٹن، ڈرہم، آٹوا، سسکاٹون، لائٹ منسٹر۔

انڈیا کی دس جماعتیں ہیں، کیرولائی (کیرالہ)، کالی کٹ (کیرالہ)، حیدرآباد، آندھرا پردیش، کنانور ٹاؤن (کیرالہ)، ونگاڈی (کیرالہ)، قادیان (پنجاب)، کولکتہ (بنگال)، یادگیر (کرناٹک)، چنائی، تامل ناڈو، موتھوٹم (کیرالہ)۔

کیرالہ کی جماعتیں ماشاء اللہ کافی ایکٹو (active) ہیں۔ اور بھارت کے پہلے دس صوبہ جات میں کیرالہ، آندھرا پردیش، جموں کشمیر، کرناٹک، بنگال، اڑیسہ، پنجاب، یو۔ پی، مہاراشٹرا، دہلی۔

اس سال بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے افریقہ سے بھی اور انڈیا سے بھی دوسری جگہوں سے بھی مالی قربانی کے غیر معمولی نمونوں کے واقعات آئے ہیں، وقت نہیں ہے کہ اُن کی تفصیل بیان کی جائے۔ بہر حال کسی وقت بیان کر دی جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس سال جماعت کبابیر نے بھی لکھا ہے، جب پتہ لگا کہ جاپان سے تحریکِ جدید کا اعلان ہونا ہے تو ہماری جماعت نے گزشتہ سال کے مقابلے میں اپنی قربانی بڑھا کر پیش کی۔ یہ عرب ممالک میں سب سے بڑی جماعت ہے۔ اپنے لحاظ سے انہوں نے دوگنی تقریباً بیس ہزار پاؤنڈ کی قربانی دی ہے۔

بہر حال اللہ تعالیٰ تمام قربانی کرنے والوں کے جو کسی بھی صورت میں قربانی کر رہے ہیں اور تحریکِ جدید میں بھی جنہوں نے حصہ لیا، اُن کو بھی، اُن کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت ڈالے اور اُن کو ایمان اور ایقان میں بھی بڑھاتا چلا جائے۔ اور یہ قربانیاں خالصۃً لِلّٰہ ہوں اور اللہ تعالیٰ ان کو قبول بھی فرماتا رہے۔

مصلح موعودؓ ـــــــ ایک ماہِ تمام

ارشاد عرشی ملک

تھی خبر جس کی صحائف میں تُو وہ محمود تھا
تُو وہی مصلح مقدس تھا وہی موعود تھا
تو دعاؤں کا ثمر تھا مہدیِ معہود کی
کس طرح عرشیؔ بیاں تعریف ہو محمود کی
نیم باز آنکھیں تھیں گو نصرت جہاں کے لال کی
پھر بھی رکھتی تھیں خبر ہر چیز کے پاتال کی
حُسن و احساں میں مسیحؑ پاک کی تصویر تھا
دیں کی غیرت میں مگر تو اک کھلی شمشیر تھا
تو کہاں اک فرد تھا، اک عہد تھا اک دور تھا
رخ بدل دیتے ہیں جو دنیا کا، وہ شہ زور تھا
کارنامے تیرے لکھ پاؤں، نہیں میرا مقام
ہے قلم میرا شکستہ اور تو ماہِ تمام
میرے پیارے تجھ کو کرتی ہوں عقیدت سے سلام
عجز آڑے آگیا مجھ میں نہیں تابِ کلام

احمدیہ مسلم جماعت بھارت کا ٹول فری نمبر
1800 3010 2131

وَسِّعْ مَکَانَکَ الہام حضرت مسیح موعودؑ

RAICHURI CONSTRUCTIONS
SPECIALIST IN BUILDING CONTRACTS
SINCE 1985

EMAIL:RAICHURI.CONSTRUCTION@GMAIL.COM
B/007,ITKAR SOC ,SURESH NAGAR ,R.T.O ,
ANDHERI (WEST) ,MUMBAI - 400056.
MAQBOOL AHMED: 09987652552 / 09664334252

سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ آسٹریلیا 2013ء

سڈنی سے برزبن کے لئے روانگی۔ برزبن میں احباب جماعت کی طرف سے حضور انور کا والہانہ استقبال۔ برزبن کے احمدیہ سینٹر کا معائنہ۔ ’’مسجد مسرور‘‘ (برزبن) کے افتتاح کے تعلق میں خصوصی تقریب۔

❁ ... یہ ہماری خوش قسمتی ہے اور ہمارے لئے یہ بات باعث عزت ہے کہ خلیفۃ المسیح ہمارے پاس تشریف لائے ہیں۔

❁ ... آپ کا پیغام ایک زندہ پیغام ہے اور آپ کی کمیونٹی اس پیغام کو نہ صرف سمجھتی ہے بلکہ ہر روز اس پیغام کو اپنے عمل کے ذریعہ سے پھیلانے کی کوشش کر رہی ہے۔

❁ ... احمدیہ مسلم کمیونٹی جو ایک مختلف کلچر اور دینی اقدار کی نمائندہ ہے ہمارے ساتھ مل کر کام کرتی ہے اور تمام لوگوں سے عزت کے ساتھ پیش آتی ہے اور آپ لوگ اعلیٰ اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ (تقریب میں بعض معزز مہمانوں کے ایڈریسز)

❁ ... اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حقوق العباد کی ادائیگی، بنی نوع انسان کی خدمت اور ہمیشہ انصاف سے کام لینے کا حکم دیا ہے۔ اگر کوئی شخص ان اہم اقدار کو اپنی روزمرّہ کی زندگی میں اپنانے میں ناکام رہتا ہے لیکن اس کے باوجود باقاعدگی سے مسجد آتا ہے تو اس کی عبادت ضائع ہوگی اور مایوسی کا باعث ہوگی۔

❁ ... حقیقی عبادت کا تقاضا ہے کہ بے نفس ہو کر حقوق العباد کی ادائیگی ہو۔ حقوق العباد اور خدا تعالیٰ کی عبادت میں ایک لطیف اور گہرا تعلق ہے۔

❁ ... یہ ہمارے دلوں میں موجود محبت اور ہمدردیٔ خلق ہی ہے کہ جماعت احمدیہ ہر سطح پر دنیا کے رہنماؤں کی توجہ قیامِ امن اور عدل کی طرف مبذول کروا رہی ہے۔

(’’مسجد مسرور‘‘ کے افتتاح کے حوالہ سے منعقدہ تقریب میں حضور انور ایدہ اللہ کا خطاب)

❁ ... خطاب نے اس مسجد کے متعلق ہر ایک کو مطمئن کر دیا ہے۔ ❁ ... آپ کا دلکش پیغام حکمت سے پُر تھا۔ ❁ ... حضور انور ایک عالمی رہنما ہیں۔ آپ کا خطاب نہایت غیر معمولی تھا۔ ❁ ... آپ کے پیغام میں دنیا کے لئے امید کی ایک کرن تھی۔ (تقریب میں شامل مہمانوں کے تاثرات)

انفرادی و فیملی ملاقاتیں۔ مسجد مسرور برزبن کا خطبہ جمعہ سے افتتاح۔ تقریب آمین۔ برزبن کے مضافاتی علاقہ کی سیر۔ اعلان نکاح۔ برزبن سے سڈنی واپسی۔

(رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

21 اکتوبر بروز سوموار 2013ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح پانچ بجکر دس منٹ پر ’’مسجد بیت الہدیٰ‘‘ میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دنیا کے مختلف ممالک سے موصولہ ڈاک، فیکسز، خطوط اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا۔

گیارہ بجکر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے۔ مولوی نذیر الحسن تھانوی صاحب حضور انور سے ملنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ چنانچہ موصوف نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی۔ یہ ملاقات قریباً بیس منٹ تک جاری رہی۔ بعدازاں حضور انور اپنی قیامگاہ پر تشریف لے گئے۔

سڈنی کے مضافاتی علاقہ کی سیر

آج جماعت سڈنی نے سڈنی شہر کے ایک پُرفضا مقام پر سیر کا پروگرام ترتیب دیا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایک بجے اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور سیر کے لئے روانگی ہوئی۔

سڈنی شہر کے ایک طرف ’’مسجد بیت الہدیٰ‘‘ سے قریباً سوا گھنٹے کی مسافت پر سمندر کے کنارے سرسبز و شاداب پہاڑوں کا سلسلہ ہے۔ ان پہاڑوں اور سمندر کے درمیان مختلف آبادیاں ہیں۔ یہ سارا علاقہ بہت خوبصورت ہے اور خوبصورت وادیوں پر مشتمل ہے۔ یہاں ایک بلند جگہ پر ایک ریسٹورنٹ Panorama House میں پروگرام کے مطابق دوپہر کا کھانا کھایا گیا۔ بعدازاں یہاں سے فارغ ہو کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مختلف مقامات سے یہ خوبصورت علاقہ دیکھا اور ویڈیو بھی بنائی اور کچھ دیر کے لئے سیر کی۔

چار بجکر پینتالیس منٹ پر یہاں سے واپس جانے کے لئے روانگی ہوئی اور چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ’’مسجد بیت الہدیٰ‘‘ تشریف آوری ہوئی اور حضور انور کچھ دیر کے لئے اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

آج خدام الاحمدیہ آسٹریلیا نے ایک فٹبال میچ کے انعقاد کا پروگرام بنایا تھا۔ خدام کی دو ٹیمیں اس طرح ترتیب دی گئی تھیں کہ ایک ٹیم میں تیس سال سے زائد عمر کے خدام تھے اور دوسری ٹیم میں تیس سال سے کم عمر کے خدام تھے۔

چھ بجکر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت اپنے خدام کا یہ میچ دیکھنے کے لئے تشریف لائے۔ حضور انور کی آمد پر دونوں ٹیمیں ایک قطار میں کھڑی تھیں۔ حضور انور نے سب کھلاڑیوں کو شرف مصافحہ سے نوازا اور میچ شروع ہونے سے قبل دعا کروائی۔ میچ کا دورانیہ قریباً نصف گھنٹہ کا تھا۔ میچ برابر رہا اور پھر پینلٹیز کے ذریعہ تیس سال سے زائد عمر کے کھلاڑیوں نے یہ میچ جیت لیا۔

حضور انور نے ازراہ شفقت جیتنے والی ٹیم کو کپ عطا فرمایا اور دونوں ٹیموں کے کھلاڑیوں کو انعامات عطا فرمائے۔ دونوں ٹیموں کے کھلاڑیوں نے ایک بار پھر حضور انور سے شرف مصافحہ حاصل کیا اور علیحدہ علیحدہ گروپ تصاویر بھی بنوائیں۔ یہ دونوں ٹیمیں جزائر فجی اور پاکستان سے تعلق رکھنے والے ان خدام پر مشتمل تھیں جو اب آسٹریلیا میں ہی آباد ہیں۔

میچ کے دوران ایک خادم کو چوٹ لگ گئی تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس جاتے ہوئے ازراہِ شفقت اس خادم کے پاس (جسے گراؤنڈ سے باہر طبّی امداد دی جا رہی تھی) تشریف لے گئے اور اس کا حال دریافت فرمایا۔ کتنا خوش نصیب تھا یہ فجی کا خادم جو اپنے پیارے آقا کی بے پناہ شفقتوں اور محبتوں کا مورد بنا۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یہاں سے واپس آتے ہوئے لنگر خانہ میں تشریف لے گئے۔ حضور انور نے کارکنان سے شام کے کھانے کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ آلو گوشت اور چاول وغیرہ پکائے گئے تھے۔ اس موقع پر لنگر خانہ کے تمام کارکنان نے اپنے آقا کے اردگرد کھڑے ہو کر تصاویر بنوائیں۔

بعدازاں سات بجکر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ’’مسجد بیت الہدیٰ‘‘ تشریف لائے اور نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

22 اکتوبر بروز منگل 2013ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح پانچ بجکر دس منٹ پر ’’مسجد بیت الہدیٰ‘‘ تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

سڈنی سے برزبن کے لئے روانگی

آج پروگرام کے مطابق سڈنی (Sydney) سے آسٹریلیا کے ایک دوسرے شہر برزبن (Brisbane) کے لئے روانگی تھی۔ دس بجکر پینتالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور سڈنی کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ کے لئے روانگی ہوئی۔ گیارہ بجکر چالیس منٹ پر حضور انور کی ایئرپورٹ پر تشریف آوری ہوئی۔ سپیشل لاؤنج میں کچھ دیر قیام کے بعد قریباً سوا بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جہاز پر سوار ہوئے۔ آسٹریلین ایئرلائن Qantas Air کی پرواز QF528 کی روانگی کا وقت بارہ بجکر پچیس منٹ پر تھا۔ روانگی سے قبل جہاز کے کیبن سے پائلٹ نے اعلان کیا کہ جہاز میں کوئی فنی خرابی ہے۔ جسے انجینئرز ٹھیک کر رہے ہیں اس لئے کچھ تاخیر کے بعد جہاز روانہ ہوگا۔ دس منٹ گزرنے کے بعد پائلٹ نے دوبارہ یہ اعلان کیا کہ ابھی تک جو خرابی ہے وہ ٹھیک نہیں ہوئی۔ اب اس کے لئے آخری کوشش کی جارہی ہے ممکن ہے ہمیں جہاز تبدیل کرنا پڑے۔ پھر قریباً پونے ایک بجے پائلٹ نے یہ اعلان کیا کہ جو فنی خرابی تھی وہ ٹھیک نہیں ہوسکی اس لئے اب ہم جہاز تبدیل کر رہے ہیں۔ تمام مسافر جہاز سے اتر جائیں اور دوسرے جہاز پر سوار ہونے کے لئے گیٹ نمبر 2 پر چلے جائیں۔ پائلٹ نے یہ بھی کہا کہ بہت اچھا ہوا کہ ہمیں روانہ ہونے سے قبل ہی جہاز میں ایک فنی خرابی کا علم ہوگیا اگر یہ اوپر جا کر ہوتا تو پھر ہم جہاز تبدیل نہیں کر سکتے تھے۔

چنانچہ اس جہاز سے اتر کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گیٹ نمبر 2 کے Waiting Area میں تشریف لے گئے اور یہاں کچھ دیر قیام کے بعد قریباً دو بجے دوبارہ نئے جہاز پر سوار ہوئے۔ Qantas Air کی پرواز QF 528 دو بجکر بیس منٹ پر سڈنی ایئرپورٹ سے برزبن (Brisbane) کے لئے روانہ ہوئی۔

برزبن آسٹریلیا کی سٹیٹ Queensland کا مرکزی شہر ہے اور سیاحت کے لحاظ سے آسٹریلیا کا ایک مشہور شہر ہے۔ یہاں پر سیر و تفریح کے لئے بہت خوبصورت جگہیں ہیں اور دلکش مناظر ہیں۔ مثلاً Big Pineapple اور برزبن کے ساحلی علاقہ Gold Coast پر بہت سے پارک ہیں جن میں Theme پارک بہت مشہور ہے۔ برزبن کا موسم آسٹریلیا میں بہترین موسم ہے۔ Hot Summers اور Mild Winters کے ساتھ یہاں سارا سال سورج چمکتا ہے۔ برزبن کو Sun Shine سٹیٹ بھی کہا جاتا ہے۔ اس شہر کی آبادی 2.2 ملین ہے۔

قریباً ایک گھنٹہ پچیس منٹ کی پرواز کے بعد برزبن کے

لوکل وقت کے مطابق دو بجکر پینتالیس منٹ پر جہاز برزبن کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر اترا۔ (برزبن کا وقت سڈنی کے وقت سے ایک گھنٹہ پیچھے ہے)۔ جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جہاز کے دروازہ سے باہر تشریف لائے تو صدر جماعت برزبن عبدالسلام اسلم صاحب، مبلغ سلسلہ برزبن مسعود احمد شاہد صاحب، نیشنل صدر مجلس انصاراللہ محمد امجد صاحب اور زعیم انصاراللہ برزبن شفقت علی گوہر صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو خوش آمدید کہا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔ صدر صاحبہ لجنہ برزبن امۃ المتین صاحبہ اور سیکرٹری تربیت لجنہ شاہدہ نسرین صاحبہ نے حضرت بیگم صاحبہ مدّظلہا العالی کو خوش آمدید کہا۔

برزبن میں احباب جماعت کی طرف سے حضور انور کا والہانہ استقبال

سوا تین بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یہاں سے جماعت احمدیہ برزبن (Brisbane) کے سینٹر کے لئے روانہ ہوئے اور قریباً ایک گھنٹہ کے سفر کے بعد سوا چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعت کے مشن ہاؤس پہنچے۔ جہاں احباب جماعت مرد و خواتین اور بچوں نے بڑے والہانہ انداز میں اپنے پیارے آقا کا بھرپور استقبال کیا۔ احباب نے پُر جوش نعرے بلند کئے۔ بچوں اور بچیوں نے استقبالیہ خیر مقدمی دعائیہ نظمیں پیش کیں۔ استقبال کرنے والوں میں آسٹریلیا کی بعض دوسری جماعتوں سے آنے والے احباب بھی شامل تھے۔ دو بچوں نے حضور انور کو پھول پیش کئے جبکہ دو بچیوں نے حضرت بیگم صاحبہ مدّظلہا العالی کو پھول پیش کئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا ہاتھ بلند کرتے ہوئے سب کو السلام علیکم کہا اور مشن ہاؤس کے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد مسرور'' میں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

برزبن سینٹر کا معائنہ

سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ وقت کے لئے اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور لنگر خانہ تشریف لے گئے اور معائنہ فرمایا اور پکا ہوا کھانا دیکھا اور کارکنان کو ہدایت فرمائی کہ گوشت اس طرح پکا ہوا ہونا چاہئے کہ صحیح طرح گلا ہوا ہو اور ہاتھ سے آسانی سے ٹوٹ جائے۔ نیز ہدایت فرمائی کہ آپ نے یہ لنگر خانہ اگرچہ عارضی طور پر بنایا ہے لیکن کونسل سے اس کے عارضی استعمال کی اجازت لے لینی چاہئے تھی۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے لائبریری دیکھی۔ یہ لائبریری نئی بنی ہے۔ ابھی یہاں کتب ترتیب سے رکھی جانی ہیں۔ نیز حضور انور نے بعض نئے تعمیر ہونے والے دفاتر کا بھی معائنہ فرمایا اور نئی تعمیر ہونے والی مسجد کے ارد گرد کے علاقہ کا بھی وزٹ فرمایا۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد مسرور'' میں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

............☆☆☆............

جماعت احمدیہ برزبن کا یہ مقامی سینٹر برزبن شہر کے سنٹر سے 40 کلومیٹر باہر Beaudesert Shire Council کے علاقہ Stockleigh میں واقع ہے۔ اس قطعہ زمین کا کل رقبہ 10 ایکڑ ہے جو فروری 1999ء میں خریدا گیا تھا۔ جماعت نے اس پر 286 مربع میٹر کا ایک ہال تعمیر کیا تھا جو نمازوں کے لئے اور دیگر جماعتی پروگراموں کے لئے استعمال ہوتا رہا۔ اس کے علاوہ مشن ہاؤس، گیسٹ ہاؤس اور مختلف دفاتر وغیرہ بھی تعمیر کئے گئے تھے۔ پختہ کار پارک بھی تعمیر کیا گیا تھا۔

22,21/اپریل 2006ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے آسٹریلیا کے دورہ کے دوران دو روز کے لئے برزبن تشریف لائے تھے تو 22/اپریل کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کمپلیکس ''بیت المسرور'' کا افتتاح فرمایا تھا اور تختی کی نقاب کشائی فرمائی تھی۔ اُس وقت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس خواہش کا اظہار فرمایا تھا کہ اب یہاں پر باقاعدہ اپنی مسجد بنائیں۔

چنانچہ اب جماعت احمدیہ آسٹریلیا کو یہاں بڑی خوبصورت اور وسیع مسجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی ہے۔ اس مسجد کی عمارت کا رقبہ 750 مربع میٹر ہے۔ مینار کی اونچائی دس میٹر اور گنبد کا قطر چھ میٹر ہے۔

مسجد کے ایک طرف مردوں کا ہال اور دوسری طرف عورتوں کا حصہ ہے۔ دونوں اطراف علیحدہ علیحدہ وضو کی جگہیں اور بیوت الخلاء بنائے گئے ہیں۔ مردانہ حصہ کی طرف لائبریری اور MTA روم، سٹوڈیو روم بھی بنائے گئے ہیں۔ خواتین کی طرف ایک علیحدہ ہال نما کمرہ نرسنگ روم کے طور پر بنایا گیا ہے۔ جماعت کے اس سینٹر اور مسجد کو دو اطراف سے سڑک لگتی ہے اور اس راستہ پر سفر کرنے والوں کو یہ مسجد نظر آتی ہے۔ اس مسجد کا افتتاح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز انشاء اللہ تعالیٰ 25/اکتوبر بروز جمعۃ المبارک 2013ء کو فرمائیں گے۔

23 اکتوبر بروز بدھ 2013ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چار بجے ''مسجد مسرور'' میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور ہدایات سے نوازا۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔ آج صبح کے اس سیشن میں برزبن جماعت کی 36 فیملیز کے 110 ممبران نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ شرف ملاقات پایا۔ ہر ایک نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔

حضور انور نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔ ملاقاتوں کا یہ پروگرام دوپہر ایک بجکر پچاس منٹ تک جاری رہا۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

مسجد مسرور کے افتتاح کے تعلق میں

خصوصی تقریب

آج جماعت احمدیہ برزبن نے ''مسجد مسرور'' کے افتتاح کے تعلق میں ایک تقریب عشائیہ Reception کا اہتمام کیا تھا جس میں دیگر مختلف مہمانوں کے علاوہ حکومتی لیول کے سرکردہ حکّام اور نمائندے بھی مدعو تھے۔

پروگرام کے مطابق چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس تقریب میں شرکت سے قبل ایک میٹنگ روم میں تشریف لائے جہاں 13 مہمان جن میں ممبران پارلیمنٹ، میئرز، کونسلرز، پولیس کمشنر اور بعض حکومتی شعبوں کے ہیڈز شامل تھے، حضور انور سے ملاقات کے لئے منتظر تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان مہمانوں سے گفتگو فرمائی اور ان کا تعارف حاصل کیا۔ سبھی نے باری باری اپنا تعارف کروایا حضور انور نے ان مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور آسٹریلیا کے بعض علاقوں میں لگنے والی آگ کی صورتحال کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ آسٹریلیا میں گرمی کی شدّت یا بعض دوسری وجوہات کی بناء پر کھلے علاقوں میں، فیلڈ میں آگ لگ جاتی ہے۔ اس وقت بھی قریباً ستر سے زائد جگہوں پر یہ آگ لگی ہوئی تھی۔ جس سے قریبی آبادیاں بہت متاثر ہوتی ہیں اور تیس تیس، چالیس چالیس میل تک اس کے دھویں کا اثر پہنچتا ہے۔ مہمانوں نے بتایا کہ مختلف جگہوں پر آگ پر قابو پانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ مہمانوں نے جماعت احمدیہ برزبن کی تعریف کی اور بتایا کہ جب بھی یہاں سیلاب وغیرہ آتا ہے تو احمدیہ کمیونٹی ہماری بہت مدد کرتی ہے اور بڑا اچھا کام کرتی ہے۔

آسٹریلیا میں حضور انور کے سفر کے حوالہ سے جب بات ہوئی تو حضور انور نے فرمایا۔ زیادہ قیام تو سڈنی میں رہا ہے۔ سڈنی سے چند دن کے لئے میلبورن گیا تھا۔ پھر واپس سڈنی گئے اور اب یہاں چند دنوں کے لئے برزبن آیا ہوں۔ پھر واپس سڈنی جا کر وہاں سے نیوزی لینڈ انشاء اللہ جاؤں گا۔

ملاقات کا یہ پروگرام قریباً پچیس منٹ تک جاری رہا۔ بعدازاں اس تقریب میں شمولیت کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعتی سینٹر کے بڑے ہال میں تشریف لے آئے۔ حضور انور کی آمد سے قبل مہمان اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ چکے تھے۔

تقریب میں شامل بعض اہم مہمان

آج کی اس اہم تقریب میں شامل ہونے والے مہمانوں میں!

Hon. Dr. Jim Chalmers ممبر آف فیڈرل پارلیمنٹ، Hon. Michael Latter ممبر پارلیمنٹ، Hon. Anthony Shorten ممبر پارلیمنٹ، Hon. Michael Pucci ممبر پارلیمنٹ، Hon. Freya Ostapovitch ممبر پارلیمنٹ، Russel Lutton ڈپٹی میئر Logan سٹی کونسل، Angela Owen-Taylor برزبن سٹی کونسلر، Silvio Rose ڈپٹی CEO Logan سٹی کونسل، Mr. Ian Stewart کمشنر آف پولیس، Peter Fleming سپرنٹنڈنٹ آف پولیس، David Hutchinsun سپرنٹنڈنٹ آف پولیس، Craig Servin انسپکٹر آف ٹرانسپورٹ QLD، Dr. Neil Robinson ڈائریکٹر آف سرجری، آرتھوپیڈکس، Dr. John Kinyanjui Consultant Anaesthesiologist، Dr. Dieter Berens Anaesthetist، Dr. Sudheer Kumar کنسلٹنٹ Anaesthesiologist، Mr. Hetty Vosselman Crininologist سنگاپور، David Gardner پریذیڈنٹ روٹری کلب، Stacey Mcintosh وائس پریذیڈنٹ Logan سٹی چیمبر آف کامرس، Laurie Koranski پریذیڈنٹ Logan سٹی چیمبر آف کامرس، Jim Bellos پولیس Liaison آفیسر، Dr. Robert Noakes Economist حکومت کے فنانشل ایڈوائزر ہیں اور بینکوں کے بھی ایڈوائزر ہیں، John Pinney چیئرمین آف Queensland ایڈوائزری بورڈ، ریڈکراس Sunnybank کے پریذیڈنٹ اور پروگرام مینیجر، Mr. Natalie جرنلسٹ ایڈیٹر اخبار Jimboomba Times اور اس کے علاوہ بہت سے ڈاکٹرز، پروفیسرز، پرنسپلز، ٹیچرز، انجینئرز اور مقامی حکومتی انتظامیہ کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ اور مختلف آرگنائزیشنز کے نمائندے بھی شامل ہوئے۔

اسی طرح Lutheran Church برزبن کے پادری بھی شامل ہوئے۔ علاوہ ازیں آج کی اس تقریب میں بعض ایسے ہمسائے بھی شامل ہوئے جو پہلے اس مسجد کی تعمیر کی سخت مخالفت کرتے تھے۔

ان میں ایک Mr. Claus Grimm ہیں جو مذہباً یہودی ہیں اور پیشہ کے حساب سے پائلٹ ہیں۔ انہوں نے مسجد کی تعمیر کی شدید مخالفت کی تھی اور مسجد کی تعمیر کے خلاف Campaigns چلائی تھیں۔

ایک دوسرے ہمسائے Mr. Ralph Grmm تھے۔ موصوف Naturalist، Microbiologist ہیں۔ یہ بھی مسجد کی تعمیر کے سخت مخالف تھے۔ جب جماعت کے ممبران نے ان سے مستقل رابطہ رکھا، ان کی غلط فہمیاں دور کیں تو یہ جماعت کے دوست بن گئے اور پھر مسجد کی تعمیر کی حمایت کی اور جماعت کے حق میں آواز اٹھائی۔

ایک تیسرے ہمسائے Hank Berlee ہیں جو ڈچ آسٹریلین ہیں موصوف نے بھی ایک کمپین چلا کر مسجد کی شدید مخالفت کی تھی۔ لیکن جماعت کے مسلسل رابطہ رکھنے سے جماعت کے دوست بن گئے ہیں اور اب نہ صرف مسجد کی حمایت کرتے ہیں بلکہ مسجد کے لئے بچوں کا جھولا بھی بطور تحفہ دیا ہے۔

اس طرح آج کی اس اہم تقریب میں شامل ہونے والے مہمانوں کی تعداد 70 سے زائد تھی اور سبھی ہال میں حضور انور کی آمد پر اپنی سیٹوں سے کھڑے ہوگئے اور حضور انور کو خوش آمدید کہا۔

ساڑھے چھ بجے پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم مدثر احمد نے کی۔ بعدازاں عزیزم انعام علوی نے اس کا انگریزی زبان میں ترجمہ پیش کیا۔

اس کے بعد مکرم عبدالسلام اسلم صاحب نے اپنا تعارفی ایڈریس پیش کیا اور اس تقریب میں شامل ہونے والے مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔

بعض معزز مہمانوں کے ایڈریسز

بعدازاں پروگرام کے مطابق بعض مہمانوں نے اپنے ایڈریسز پیش کئے۔

سب سے قبل Aunty Rubbiey

کلام الامام

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''انسان اصل میں اُنسان سے ہے یعنی دو محبتوں کا مجموعہ ہے۔ ایک اُنس وہ خدا سے کرتا ہے دوسرا اُنس انسان سے۔'' (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۶)

طالب دُعا: قریشی محمد عبداللہ تیماپوری۔ صدر و ضلعی امیر جماعت احمدیہ گلبرگہ، کرناٹک

آٹوٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگولین کلکتہ 70001
دکان: 2248-16522243-0794 , 2248-5222
رہائش:: 2237-8468 , 2237-0471

ارشادِ نبوی ﷺ

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن

(نماز دین کا ستون ہے)

طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

Williams جو آسٹریلیا کی قدیم قوم **Aboriginal** کے قبائل **Ugambe** اور **Mulanjali** کی ایک بزرگ خاتون ہیں، نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔

موصوفہ نے اپنے ایڈریس میں کہا کہ میں خلیفۃ المسیح کو اپنے قدیم قبائل کی سرزمین پر خوش آمدید کہتی ہوں۔ جماعت احمدیہ نے برزبن (کوئنز لینڈ) میں جو خوبصورت مسجد تعمیر کی ہے اس کے لئے یہاں کی لوکل کمیونٹیز کو اور ہم سب کو ایک دوسرے کے قریب آنے میں مدد ملے گی۔ موصوفہ نے جماعت احمدیہ کی خدمات کو سراہا اور برملا اس بات کا اظہار کیا کہ جماعت کوئنز لینڈ کی کمیونٹی کے لئے خدمت میں آگے آگے ہوتی ہے۔

موصوفہ نے ایک بار پھر حضور انور کا برزبن تشریف لانے پر شکریہ ادا کیا اور حضور انور کی خدمت میں ایک مقامی آرٹسٹ Joey Skeen کا بنایا ہوا Didgeridoo پیش کیا۔ مقامی قبائل ابورجنیز اسے میوزک کے لئے، مختلف آوازیں نکالنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ یہ ایک میٹر یا اس سے بھی زیادہ لمبا ہوتا ہے اور درخت کی لکڑی میں سوراخ کر کے بنایا جاتا ہے۔

موصوفہ نے بتایا کہ اسے کوئی عام آدمی چھو یا بجا نہیں سکتا لہٰذا انہوں نے ایک ممبر آف پارلیمنٹ سے درخواست کی کہ وہ خود اسے حضور انور کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کریں۔ چنانچہ ممبر پارلیمنٹ نے اسے حضور انور کی خدمت میں پیش کیا۔

❁ ... اس کے بعد ڈپٹی میئر **Russel Lutton**، **Logan City Council** نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا کہ آج ہم خلیفۃ المسیح کو برزبن شہر کے علاقے Logan سٹی کونسل میں خوش آمدید کہتے ہیں اور یہ ہماری خوش قسمتی ہے اور ہمارے لئے یہ بات باعث عزت ہے کہ خلیفۃ المسیح ہمارے پاس تشریف لائے ہیں۔ موصوف نے کہا کہ احمدیہ مسلم کمیونٹی خدمت انسانیت میں بہت آگے ہے اور احمدیہ کمیونٹی کی اعلیٰ خدمات اسے دیگر کمیونٹیز سے ممتاز کرتی ہیں۔ جن میں ہر سال آسٹریلیا کلین اپ کے دوران صفائی کرنا، ریڈ کراس کے لئے فنڈز اکٹھے کرنا، بلڈ ڈونیشن (Blood Donation) اور دیگر فلاحی کام شامل ہیں۔ اسی طرح کوئنز لینڈ میں اس سال کے آغاز میں آنے والے سیلاب کے دوران جماعت احمدیہ کے پچاس افراد نے دو ہفتوں تک مختلف سیلاب زدہ علاقوں میں مدد کی۔

موصوف نے کہا کہ عموماً یہ کہا جاتا ہے کہ بیرون ملک سے ہجرت کر کے یہاں بسنے والے افراد عموماً معاشرے میں نہیں گھلتے ملتے۔ لیکن ہم اس بات کا برملا اظہار کرتے ہیں کہ احمدیہ مسلم کمیونٹی کے بارہ میں یہ نہیں کہا جا سکتا بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو آسٹریلیا سے پیار کرتے ہیں اور اس ملک کے لئے قابل قدر خدمت سرانجام دے رہے ہیں اور یہی محبت اور رواداری ہے جس کی دنیا کو آج ضرورت ہے۔ اپنے ایڈریس کے آخر پر موصوف نے ایک دفعہ پھر برزبن آنے پر حضور انور کا شکریہ ادا کیا اور نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔

❁ ... بعد ازاں فیڈرل ممبر پارلیمنٹ **Hon. Jim Chalmers** نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا: آج کا دن ایک انتہائی خاص دن ہے اور یہ خاص موقع ہے اور ایسا ہر روز نہیں ہوتا کہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب جیسا عالمی سربراہ ہمارے درمیان موجود ہو۔ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب دنیا کے مختلف ممالک میں پرائم منسٹرز اور صدران مملکت سے مل چکے ہیں اور کانگرس کے ممبران سے خطاب کر چکے ہیں اور یہ ہماری بڑی خوش قسمتی ہے کہ آج آپ ہمارے درمیان موجود ہیں۔

موصوف نے احمدیہ کمیونٹی کی خدمات کو سراہتے ہوئے کہا کہ مختلف عقائد اور مذاہب سے تعلق رکھنے کے باوجود ہم سب ایک بنیادی نظریے سے اتفاق کرتے ہیں کہ اگر ہم اخلاص کے ساتھ کمیونٹی کی خدمت کے لئے وقت دیتے ہیں اور دوسری قربانیاں کرتے ہیں تو یقیناً ہم اپنی کمیونٹی کو ایک بہتر کمیونٹی بنا رہے ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ احمدیہ کمیونٹی کا یہ نعرہ Love For All Hatred For None انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ خواہ آپ کسی بھی مذہب یا کمیونٹی سے تعلق رکھتے ہوں۔ آپ اپنے اردگرد کے ماحول پر مثبت اثر چھوڑ سکتے ہیں۔ آخر پر موصوف نے ایک دفعہ پھر حضور انور کا شکریہ ادا کیا اور نیک تمناؤں کا اظہار کیا اور آخر پر حضور انور کی خدمت میں تحفہ پیش کیا۔

❁ ... اس کے بعد ممبر پارلیمنٹ **Hon. Michael Latter** نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا کہ: میں آج اپنے آپ کو بہت خوش قسمت تصور کر رہا ہوں کہ مجھے اس پروگرام میں جس میں خلیفۃ المسیح موجود ہیں کچھ کہنے کا موقع مل رہا ہے۔ موصوف نے کہا کہ جب مجھے یہاں آنے سے قبل آج کے پروگرام میں کچھ کہنے کے لئے درخواست کی گئی میں نے خلیفۃ المسیح سے متعلق کچھ تحقیق کی اور عزت مآب خلیفۃ المسیح کے مقام اور دنیا کے جن لیڈروں سے وہ مل چکے ہیں، اس کے بارہ میں جان کر مجھے بڑی حیرانی ہوئی کہ مجھے یہ سعادت اور عزت مل رہی ہے کہ میں خلیفۃ المسیح سے مل سکوں۔ موصوف نے سپیشل طور پر حضور انور کو مخاطب کر کے دعا کی درخواست کی۔

موصوف نے حضور انور کو مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ خلیفۃ المسیح! جب آپ اور آپ کی جماعت Love For All Hatred For None کے نظریے کو سامنے رکھتے ہوئے کام کرتے ہیں اور جب آپ ساری دنیا کو امن کا پیغام دیتے ہیں اور اس پیغام کو پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب آپ خدمت خلق کے بارہ میں بات کرتے ہیں تو مجھے یہ کہنے دیں کہ آپ کا پیغام ایک زندہ پیغام ہے اور آپ کی کمیونٹی اس پیغام کو نہ صرف سمجھتی ہے بلکہ ہر روز اس پیغام کو اپنے عمل کے ذریعہ سے پھیلانے کی کوشش کر رہی ہے۔ موصوف نے اپنے ایڈریس کے آخر پر ایک دفعہ پھر حضور انور کا آسٹریلیا اور پھر برزبن آنے پر شکریہ ادا کیا اور حضور انور کی خدمت میں تحفہ پیش کیا۔

❁ ... اس کے بعد **کمشنر آف پولیس Ian Stewart نے اپنا ایڈریس پیش کیا**۔ موصوف نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا کہ یہ یقیناً ایک حیرت انگیز بات ہے کہ عزت مآب خلیفۃ المسیح جیسا ایک عظیم لیڈر آج ہمارے درمیان برزبن میں موجود ہے اور میں انہیں اس شہر اور اس سٹیٹ میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ موصوف نے کہا کہ آپ لوگ حیران ہوں گے کہ ایک پولیس کمشنر آج یہاں کیا کر رہا ہے؟ تو میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ میں آج اس لئے یہاں آیا ہوں تاکہ میں خلیفۃ المسیح کی موجودگی میں برملا اس بات کا اظہار کر سکوں کہ احمدیہ مسلم کمیونٹی جو ایک مختلف کلچر اور دینی اقدار کی نمائندہ ہے ہمارے ساتھ مل کر کام کرتی ہے اور تمام لوگوں سے عزت کے ساتھ پیش آتی ہے اور آپ لوگ اعلیٰ اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اور پھر موصوف نے اس بات کا بھی اظہار کیا کہ میں اس بات سے بے حد متاثر ہوا ہوں کہ لوگ عزت مآب خلیفۃ المسیح کی کس قدر عزت کرتے ہیں۔

❁ ... بعد ازاں ممبر پارلیمنٹ **Hon. Michael Pucci** نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔ موصوف نے اپنے ایڈریس میں کہا: میں عزت مآب خلیفۃ المسیح کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ہمارے شہر آ کر ہمیں عزت بخشی ہے۔ موصوف نے کہا کہ احمدیہ کمیونٹی ہمارے علاقے Logan کا ایک بڑا حصہ ہے اور تنگی اور آسائش ہر حالت میں جماعت احمدیہ، کوئنز لینڈ کے لوگوں کی خدمت کر رہی ہے۔ مختلف فلاحی اداروں اور مختلف آفات کے دوران جماعت خدمت میں نمایاں ہوتی ہے۔

ممبر آف پارلیمنٹ نے مزید کہا کہ آپ لوگ صرف احمدیہ کمیونٹی کے سفیر نہیں بلکہ لوگان (Logan) کمیونٹی کے بھی سفیر ہیں اور خدمت انسانیت کی جس روح کے ساتھ احمدیہ کمیونٹی خدمت کرتی ہے اس کو سراہتے ہوئے کہا کہ ہمارے احمدیہ کمیونٹی کے ساتھ اس سے قبل بھی انتہائی خوشگوار تعلقات رہے ہیں اور آئندہ بھی یہ تعلقات مزید مستحکم ہوتے چلے جائیں گے۔ امن کے قیام میں ہم سب آپ کے ساتھ ہیں اور آپ کے پیغام Love For All Hatred For None پر اپنا ایڈریس ختم کرتا ہوں کہ ہم سب مل کر اسے ممکن بنا سکتے ہیں۔

اس کے بعد سات بجکر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطاب کے لئے ڈائس پر تشریف لائے۔

خطاب کے آغاز سے قبل حضور انور نے فرمایا تمام مہمان مقررین کے ایڈریسز کے بعد تالیاں بجائی گئی ہیں لیکن Aunty Robyn کے ایڈریس کے بعد تالیاں نہیں بجائی گئی تھیں۔ تو اب سب سے پہلے آنٹی Robyn کے لئے تالیاں بجائیں۔ چنانچہ سارے ہال نے تالیاں بجائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا برزبن میں مسجد کے افتتاح کے موقع پر خطاب

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تمام معزز مہمانانِ کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔

آج برزبن (Brisbane) آسٹریلیا میں احمدیہ مسلم جماعت کیلئے خوشی منانے کا دن ہے جیسا کہ اس شہر میں یہ اپنی پہلی مسجد کا افتتاح کر رہی ہے۔ ایک سچے مسلمان کے نزدیک ایک مسجد بہت اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ تاہم قبل اس کے کہ میں اس حوالہ سے کچھ کہوں میں آپ تمام مہمانان کا دلی طور پر شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جو اس افتتاحی تقریب میں شمولیت کیلئے تشریف لائے ہیں اور جماعت احمدیہ کی اس خوشی میں شریک ہوئے ہیں۔ اسلام سے تعلق نہ ہونے کے باوجود آپ سب کا مسلمانوں کی عبادتگاہ کی افتتاحی تقریب میں شامل ہونا آپ کی کشادہ دلی، رواداری اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کی علامت ہے۔ اس حوالہ سے آپ کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ درحقیقت شکریہ ادا کرنا اس مسجد کے حقیقی مقاصد حاصل کرنے اور اس مسجد کے حقوق پورے کرنے کا ذریعہ ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ایک سچے مسلمان کیلئے جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا اپنی زندگی کا مقصد سمجھتا ہے ضروری ہے کہ وہ ایسے اعمال بجالائے جن سے اللہ کی رضا حاصل ہو جائے۔ یقیناً شکر ادا کرنا اور قدرشناسی کرنا بھی اللہ کو راضی کرنے اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں حاصل کرنے کا ایک طریق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص اللہ کا شکر ادا کرے گا تو اللہ اس شخص کو مزید انعامات سے نوازے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہمارے عقائد کے مطابق قرآن کریم جو کہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا شریعت کی آخری کتاب ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس کتاب کی تعلیمات کو سب سے بہتر طور پر سمجھے ہیں۔ یقیناً قرآن کریم کا کامل علم اور بصیرت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی حاصل تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی شکر کی اہمیت کو وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ پس جہاں ایک طرف شکر ادا کرنے کی تعلیم انسان کی اعلیٰ اخلاقی معیار کی طرف رہنمائی کرتی ہے وہاں یہ سچے مسلمان کو خدا تعالیٰ کا قرب بھی عطا کرتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اسی ضمن میں جہاں یہ مسجد ہمیں اللہ کا شکر ادا کرنے کی طرف توجہ دلاتی ہے کہ اُس نے ہمیں ایک لمبے انتظار کے بعد اس علاقہ میں عبادت کے لئے ایک جگہ عطا فرمائی وہاں یہ مسجد ہمیں توجہ دلاتی ہے کہ ہم آپ سب کا جو ہماری خوشی کی تقریب اور ہماری خوشی میں شامل ہوئے شکریہ ادا کریں۔ اس لئے اس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے میں تمام مقامی لوگوں کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جنہوں نے اس مسجد کی تعمیر میں ہماری مدد کی۔ اس علاقہ میں رہنے والے لوگ ہمارے شکریہ کے خاص طور پر اس لئے بھی مستحق ہیں کہ اگر ہمارے یہ نئے ہمسائے اپنی رضامندی ظاہر نہ کرتے تو ہم یہ مسجد نہ بنا پاتے۔ پس اس لئے آپ سب کا شکریہ۔ اسی طرح میں لوکل کونسل کے ممبران اور میئر کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے ہمیں مسجد تعمیر کرنے کیلئے جگہ مہیا کی تاکہ ہم سب یکجا ہو کر ایک خدا کی عبادت کر سکیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یقیناً ایک سچے مسلمان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی عبادت بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔ بے شک ایک مسلمان کیلئے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق ہر روز پانچ مرتبہ اپنے رب کے آگے جھکنا ایک اہم فریضہ ہے لیکن یہ عبادت کا صرف ایک پہلو ہے درحقیقت ہر حقیقی مسلمان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی عبادت فرض نمازوں سے کہیں بڑھ کر اپنے اندر ایک وسیع معانی رکھتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہم احمدی مسلمان یقین رکھتے ہیں کہ احمدیہ مسلم جماعت کے بانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہی مسیح موعود اور امام مہدی ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس زمانہ میں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی تعلیمات کو پھیلانے کیلئے مبعوث فرمایا ہے۔ لہٰذا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی وضاحت کے ساتھ عبادت کے تصور کو بیان فرمایا ہے اور عبادت کی حقیقت اور اہمیت کھول کر بیان فرمائی ہے۔ میں چند مثالوں کے ذریعہ عبادت کی حقیقت کو بیان کروں گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ایک مسلمان مرد کیلئے حکم ہے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ محبت اور شفقت کے ساتھ پیش آئے اور اس کے مال و دولت پر نظر نہ رکھے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی اپنی نمازوں کی ادائیگی کیلئے باقاعدگی کے ساتھ مسجد جاتا ہو لیکن اپنے گھر میں اللہ کے حکم کے مطابق اپنی بیوی سے پیار اور محبت سے پیش نہ آتا ہو۔ سچ تو یہ ہے کہ اس صورت میں اس کی ساری عبادتیں اور نمازیں بے معنی سمجھی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ اس قسم کی پرستش اور اس قسم کے پرستاروں کو ناپسند فرماتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پھر یہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسخہ

ملنے کا پتہ: دُکان چوہدری بدرالدین عامل صاحب درویش مرحوم
احمدیہ چوک قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

سرمہ نور۔ کاجل۔ حبّ اٹھرہ (شادی کے بعد اولاد سے محروم کیلئے) زدجام عشق (اعصابی کمزوری وشوگر کیلئے) رابطہ کریں۔

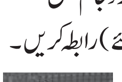

رابطہ: عبدالقدوس نیاز
098154-09445

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نحمدہٗ ونصلی علٰی رُسولہ الکریم وعلٰی عبدہ المسیح الموعود

وَسِّعۡ مَکَانَکَ
الہام حضرت مسیح موعودؑ

Own your Plot/ Home in Qadian Darul Aman

ALLADIN BUILDERS

Please contact for quality construction works in Qadian

Khalid Ahmad Alladin

#67, WHITE AVENUE, QADIAN, PUNJAB 143516 INDIA

Phones: +91 7837211800, +91 8712890678

Email: khalid@alladinbuilders.com, Please visit us at : www.alladinbuilders.com

کہ اسلام مسلمانوں کو اپنے والدین کا خیال رکھنے اور ان کے ساتھ محبت سے پیش آنے کا حکم دیتا ہے اور اگر وہ ایسا کرنے میں ناکام ہوجائیں تو ان کی نمازوں کی کوئی وقعت نہ رہے گی۔ مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حقوق العباد کی ادائیگی، بنی نوع انسان کی خدمت اور ہمیشہ انصاف سے کام لینے کا حکم دیا ہے۔ اگر کوئی شخص ان اہم اقدار کو اپنی روزمرّہ کی زندگی میں اپنانے میں ناکام رہتا ہے لیکن اس کے باجود باقاعدگی سے مسجد آتا ہے تو اس کی عبادت ضائع ہوگی اور مایوسی کا باعث ہوگی۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ نے تو یہ فرمایا ہے کہ ایسا شخص جو اس کے احکامات کو نہیں مانتا تو اس کی نمازیں اس کی بربادی کا ذریعہ بن جائیں گی۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر ایک مسلمان کی نمازیں اس کو حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف نہیں لے کر جاتیں تو اس کی نمازوں کو 'حقیقی عبادت' نہیں کہا جائے گا۔ بانیٔ جماعت احمدیہ نے فرمایا ہے: **نوعِ انسان پر شفقت اور اُس کی ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے یہ ایک زبردست ذریعہ ہے۔**

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس لئے حقیقی عبادت کا تقاضا ہے کہ بےنفس ہوکر حقوق العباد کی ادائیگی ہو۔ محض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے دوسروں کے حقوق ادا ہوں۔ جب کوئی شخص اس روح کے ساتھ کام کرے گا تو اللہ نہ صرف اس کی نمازوں کا شمار عبادت میں کرے گا بلکہ اس کے ہر فعل کو عبادت میں شمار کرے گا۔ لہٰذا سب کیلئے واضح ہے کہ وہ دیکھ سکیں کہ یہ تعلیمات اپنے اندر کتنی خوبصورتی لئے ہوئے ہیں۔ پس ان لوگوں کیلئے کامیابی اور عبادت کے بہت سے مواقع فراہم کئے گئے ہیں جو خدا تعالیٰ کے حکموں کا پاس رکھتے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جو کوئی بھی اللہ کی عبادت کیلئے مسجد آئے یا پھر ایک حقیقی مسلمان جو اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکنے کیلئے پانچ مرتبہ مسجد میں داخل ہو اس کو چاہئے کہ وہ مسلسل اپنا محاسبہ کرتا رہے۔ اسے اپنے آپ سے پوچھنا چاہئے کہ اس نے دونمازوں کے درمیانی عرصہ میں حقوق العباد کی ادائیگی کی خاطر کتنی نیکیاں کیں۔ اگر کوئی حقوق العباد ادا نہیں کررہا تو جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ اس کی عبادت کی کوئی حیثیت نہیں رہے گی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس یہی مسجد کی حقیقت ہے اور حقیقی مسلمان کی عبادت کی بھی یہی حقیقت ہے۔ اس لئے وہ لوگ جن کو اس مسجد کی تعمیر سے تحفظات ہیں یا پھر وہ جو اس علاقہ میں مسلمانوں کی عبادتگاہ کے ممکنہ اثرات کے متعلق پریشان ہیں ان کو اطمینان رکھنا چاہئے۔ اسی طرح اگر بعض لوگ اس وجہ سے پریشان ہیں کہ مسجد کے قریب رہائشی کسی طور تنگ ہوں گے یا پھر جو سمجھتے ہیں کہ یہ مسجد مقامی لوگوں کیلئے کسی خوف کا باعث ہے وہ بھی اطمینان رکھیں کہ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ایسے تمام لوگوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ احمدیہ مسلم جماعت ایک نہایت پُرامن جماعت ہے جو کہ اسلام کی حقیقی اور ہمدردانہ تعلیمات پر عمل پیرا رہنے کا مجاہدہ کرتی ہے۔ جب ہماری مسجد میں لوگوں کو عبادت پر بلانے کیلئے اذان دی جاتی ہے تو اس میں ایک اہم منادی یہ بھی کی جاتی ہے کہ لوگوں کو 'فلاح' کی طرف بلایا جارہا ہے جس کا مطلب ہے کہ لوگوں کو کامیابی اور راحت کی طرف بلایا جارہا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: قرآن کریم فرماتا ہے کہ صرف وہی لوگ حقیقی نجات اور فلاح پاتے ہیں جو دوسروں کو نیکی کی طرف بلاتے ہیں اور جو برائیوں سے روکتے ہیں۔ صحیح اور غلط کی تفصیل بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کے حقوق اور ایک دوسرے کا خیال رکھنے پر بےانتہا زور دیا ہے۔ درحقیقت اللہ فرماتا ہے کہ اصل اطمینان صرف وہی حاصل کرسکتے ہیں جو دوسروں کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر ترجیح دیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس جس لحاظ سے بھی غور کیا جائے یہی ثابت ہوتا ہے کہ حقوق العباد اور خدا تعالیٰ کی عبادت میں ایک لطیف اور گہرا تعلق ہے اور دونوں باہم مربوط ہیں۔ یہ ناطہ اتنا مضبوط ہے کہ اگر ان کو جدا کردیا جائے تو انسان اپنے اس مقصد کو پورا نہیں کرپائے گا جس کیلئے خدا نے اسے پیدا کیا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: احمدیہ مسلم جماعت بھی ہمدردیٔ خلق رکھنے کی وجہ سے ساری دنیا میں بنی نوع انسان کی خدمت کررہی ہے۔ جماعت احمدیہ مذہب، نسل اور رنگ سے بالاتر ہوکر دنیا کے اکثر حصوں میں انسانی بہبود اور تعلیمی منصوبہ جات پر کام کررہی ہے۔ اور ہمارے لئے قرآن کریم کی تعلیمات ہی اصل محرک اور مشعلِ راہ ہیں۔ یہ تعلیمات جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس زمانہ میں کھول کر ہمارے سامنے بیان فرمائیں۔ ہم نے جو سکول، کالج اور ہسپتال بنائے ہیں وہ انہی اہم مقاصد کو پورا کرنے لئے بنائے گئے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہماری عبادتوں کو قبول فرمائے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: صرف ایک مثال دیتا ہوں کہ افریقہ کے بعض دوردراز کے علاقوں اور دنیا کے غربت زدہ ممالک میں جماعت احمدیہ پینے کا صاف پانی مہیا کررہی ہے اور یہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے ہی کررہے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس یہ ہمارے دلوں میں موجود محبت اور ہمدردیٔ خلق ہی ہے کہ جماعت احمدیہ ہر سطح پر دنیا کے رہنماؤں کی توجہ قیامِ امن اور عدل کی طرف مبذول کروارہی ہے۔ ہم یہ کوششیں اسی لئے کررہے ہیں کہ ہم بنی نوع انسان کو تباہی سے بچانا چاہتے ہیں۔ اسی لئے ہم انصاف کے قیام پر زور دیتے ہیں کیونکہ انصاف کا قیام ہی امن کے حصول کا ذریعہ ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: قرآن کریم نے نہ صرف انصاف کی غرض بیان کی بلکہ انصاف کے وہ معیار بھی بیان فرمائے جن کی ضرورت ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ کسی بھی قوم یا ملک کی عداوت کسی شخص کو عدل و انصاف سے مانع نہ ہو۔ ذاتی مفادات کو پورا کرنے یا انتقام کی خاطر انصاف کو نظرانداز کردینا سراسر اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ تاریخ اس حقیقت کی گواہ ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان کے خلاف یہودی کے حق میں فیصلہ دیتے ہوئے انصاف کے تقاضے پورے فرمائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اسی لئے کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فہمِ قرآن بےنظیر تھا اور جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت کا حق ادا کیا وہ بھی بےنظیر تھا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس میں ایک بار پھر کہوں گا کہ جو عبادت گزار اس مسجد میں داخل ہوں گے وہ صرف خدا کے آگے جھکنے والے نہیں بلکہ خلقِ خدا کے حقوق کی ادائیگی کرنے والے بھی ہوں گے۔ تمام وہ لوگ جو اس مسجد میں داخل ہوں گے قانون کی پیروی کرنے والے ہوں گے۔ تمام وہ لوگ جو اس مسجد میں داخل ہوں گے وہ اس ملک سے حقیقی اور غیرمشروط محبت رکھنے والے ہوں گے اور یہ یقین رکھیں گے کہ قوم کیلئے یہ محبت ان کے ایمان کا لازمی جزو ہے۔ تمام وہ لوگ جو اس میں داخل ہوں گے، اپنے ہمسایوں کو بےسکونی یا تکلیف پہنچانے کی بجائے ان کے حقوق ادا کرنے والے ہوں گے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: درحقیقت اسلام نے ہمسایہ کے حقوق پر اس قدر زور دیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمسایوں کے حقوق کی ادائیگی کی اس قدر تاکید کی ہے کہ میں نے گمان کیا کہ شاید اللہ تعالیٰ ہمسایوں کا ورثاء میں شمار کردے۔ پس معاشرہ میں محبت اور اخوت کے قیام کیلئے ہمیں عظیم الشان تعلیمات دی گئی ہیں۔ اس مسجد میں داخل ہونے والے خدا تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے حقوق ادا کرنے والے ہوں گے اور اس طرح یہ مسجد صرف 'عبادتگاہ' ہی نہ کہلائے گی بلکہ محبت، اخوت اور ہمدردی کی ایک نمایاں علامت کے طور پر پہچانی جائے گی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آخر پر میں مختصراً دنیا کے حالاتِ حاضرہ کے متعلق بات کرنا چاہوں گا۔ مجھے امید ہے اور میری دعا ہے کہ اس قوم کے لوگ بلکہ درحقیقت ساری دنیا اپنے اپنے معاشرہ میں موجود اضطراب اور خوف کو ختم کرنے کیلئے کام کریں۔ میری یہ بھی دعا ہے کہ تمام حکومتیں انصاف کا حق ادا کریں اور امن قائم کرنے والی ہوجائیں۔ ورنہ اس بات میں تو کوئی شک نہیں کہ دنیا تیزی سے ایک تباہی کی طرف جارہی ہے جیسا کہ ہولناک عالمی جنگ قریب سے قریب تر ہوتی معلوم ہورہی ہے۔ اور اگر ہم اس کو روکنے میں ناکام ہوگئے تو ہمیں عالمی جنگ کے نہایت وحشت ناک نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا جیسا کہ غالب گمان یہی ہے کہ اس جنگ میں ایٹمی ہتھیار استعمال ہوں گے جس کی وجہ سے آنے والی کئی دہائیوں تک کشت وخون اور تباہی رہے گی۔ اگر ہم نے اس آفت کو نہ روکا تو آنے والی نسلیں ہمیں کبھی معاف نہ کریں گی۔ دنیا کو ان ہولناکیوں سے بچانے کیلئے آسٹریلیا کی حکومت اور عوام کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنی ہوں گی اور اپنا اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان کو ایسا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آخر پر ایک مرتبہ پھر میں اپنے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو وقت نکال اس مسجد کی افتتاحی تقریب پر ہمارے ساتھ شامل ہوئے۔ آپ سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

....

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب سات بجکر پینتیس منٹ تک جاری رہا۔ خطاب کے اختتام پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

بعدازاں مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

کھانے کے بعد جملہ مہمانوں نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ازراہ شفقت سٹیج سے نیچے تشریف لے آئے اور مہمان باری باری حضورانور کے پاس آتے اور شرف مصافحہ حاصل کرتے، حضورانور ہر ایک سے گفتگو فرماتے اور تعارف حاصل ہوتا۔ ہر مہمان نے درخواست کرکے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوائی اور اسے اپنے لئے سعادت سمجھا۔

تقریب میں شامل مہمانوں کے تاثرات

آج کی اس تقریب میں شامل ہونے والے مہمانوں نے اس بات کا برملا اظہار کیا کہ آج کی اس تقریب میں خلیفۃ المسیح کی شخصیت اور خلیفۃ المسیح کے خطاب نے ہم پر گہرا اثر چھوڑا ہے۔ حضورانور کا سارا خطاب حقیقت پر مبنی تھا۔ آج ہمیں اسلام کی خوبصورت تعلیم کا علم ہوا ہے۔

☆......Robyn Aunty جو Aboriginal قبائل سے تعلق رکھتی ہیں اور بزرگ خاتون ہونے کی وجہ سے انہیں اپنے قبیلہ میں عزت دی جاتی ہے۔ موصوفہ نے اس بات کا اظہار کیا آج کی اس تقریب میں جو مجھے عزت دی گئی ہے میں اس کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی ہمارا ابورجنیز کا فلیگ بھی لگایا گیا۔ ایسی عزت تو ہمیں کبھی کسی نے نہیں دی۔ موصوفہ حضرت بیگم صاحبہ مدّظلہا العالی سے بھی ملی تھیں۔ جب مل کر باہر آئیں تو روتی جارہی تھیں اور یہی کہتی تھیں کہ آج مجھے آپ سب نے بہت عزت دی ہے۔

بعض ممبران پارلیمنٹ اور دیگر مہمانوں نے جن تاثرات کا اظہار کیا وہ ذیل میں درج ہیں۔

☆......**ممبر آف پارلیمنٹ Michael Latter نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** حضورانور کا خطاب سن کر میں جذبات سے بھر گیا ہوں۔ حضور انور نے کیا ہی زبردست پیغام دیا ہے۔ میں حضور کے خطاب سے بےحد متاثر ہوا ہوں۔ یہ خطاب دل سے کیا گیا تھا۔ اس خطاب نے اس مسجد کے متعلق ہر ایک کو مطمئن کردیا ہے۔ حضور کے خطاب کے دوران میں نے خاص طور پر غیرمسلم سامعین کے چہروں کو دیکھا اور مجھے محسوس ہوا کہ وہ حضورانور کے اس پیغام کو گرمجوشی سے سراہ رہے ہیں۔

حضورانور یقیناً ایک بہت بڑی شخصیت ہیں اور میں حضورانور کی معیت کے خیال سے درحقیقت سارا ہفتہ بےچین رہا۔ بلکہ میں نے تو اپنے جاننے والے ایک احمدی کو ویک اینڈ (weekend) پر اپنے دفتر بھی بلایا تاکہ حضورانور سے ملاقات کے آداب سیکھ سکوں کیونکہ میں نہیں چاہتا تھا کہ حضورانور کی عزت وتکریم میں مجھ سے کوئی کمی رہ جائے۔ اصل تقریب شروع ہونے سے پہلے ہونے والی ملاقات کے دوران حضورانور نے فرمایا کہ کمرہ کو زیادہ ہی پُرتکلف طور پر سجایا ہوا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ حضورانور جیسی عظیم شخصیت کے لئے پُرتکلف ہی ہونا چاہئے تھا۔ اتنے بڑے رہنما کے لئے کوئی چھوٹا اور سادہ سا کمرہ نامناسب لگنا تھا۔

☆......**Dr Roger Noakes بھی اس تقریب میں شامل تھے۔ انہوں نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** حضورانور کا اتنی دور سے آسٹریلیا آنا اور ہمیں ملاقات کا شرف بخشنا ایک غیرمعمولی بات ہے۔ آپ کا دلکش پیغام حکمت سے پُر تھا۔ آپ کے پیغام میں امن تھا۔ آپ سب کو حضورانور کا خیال رکھنا چاہئے۔ ہم ان کو ہمیشہ سلامت دیکھنا چاہتے ہیں کیونکہ وہ ایک بہت اہم شخصیت ہیں۔

☆......**پولیس کمشنر Ian Stewart نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** حضورانور کے خطاب سے ہم سب نے یہ بات سیکھی ہے کہ اگر ہم دنیا میں امن چاہتے ہیں تو ہم میں

ZUBER ENGINEERING WORK
زبیر احمد شحنہ
(الیس اللہ بکافٍ عبدہ)
Body Building
All Types of Welding and Grill Works
Cell: 09886083030, 09480943021
HK Road- YADGIR-585201
Distt. Gulbarga (KARNATKA)

M/S ALLIA
EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)
Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200
Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221

سے ہر ایک کو انفرادی طور پر ذمہ داری اُٹھانی ہوگی اور ہر ایک کو اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔

موصوف نے کہا کہ ایسے شخص کا یہاں موجود ہونا جو ایک ایسی جماعت کی رہنمائی کر رہا ہے جو دوسو سے زیادہ ممالک میں ہے حیران کن امر ہے۔ واقعی ہمارے لئے یہ غیر معمولی بات ہے۔

موصوف نے کہا کہ حضور انور کا پیغام اور سوچ بالکل ایسی ہی ہے جیسے میں سوچتا تھا اور میرے نزدیک پولیس کو بھی اسی انداز سے چلنا چاہیئے۔ آج انتہائی زبردست شام تھی۔ ہمیں احمدیہ مسلم جماعت پر بہت فخر ہے۔

☆......Michael Pucci MP بھی اس تقریب میں شامل ہوئے۔ انہوں نے کہا:
اس علاقہ کی تاریخ کا یہ ایک بہت بڑا موقع تھا۔ حضور انور کا یہاں کا دورہ فرمانا ہمارے لئے ایک اعزاز ہے۔ حضور انور کی شخصیت نہایت متاثر کن اور حکمت سے پُر ہے۔

☆......پریذیڈنٹ آف چیمبرز آف کامرس Laurie Konsaki نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: حضور انور کا پیغام کہ ہم سب کو ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور شفقت کے ساتھ رہنا چاہیئے مجھے بہت ہی پسند آیا ہے۔ مجھے حضور انور کی یہ بات بھی بہت بھائی کہ اگر آپ دوسروں کے ساتھ برا سلوک کرتے ہیں تو آپ کا مسجد میں آکر عبادت کرنا بالکل بے معنی ہے۔

موصوف نے کہا کہ امن کا یہ پیغام انتہائی مثبت تھا۔ حضور انور اور تمام احمدی احباب گرمجوشی اور پیار سے ملنے والے لوگ ہیں۔ یہ نئی مسجد ہمارے علاقہ میں ایک غیر معمولی اضافہ ہے۔ اگر حضور انور مستقل طور پر آسٹریلیا میں قیام رکھنا چاہیں تو ان کا بھرپور خیر مقدم کیا جائے گا۔

☆......Stephen Nuske جو کہ ایک پادری ہیں انہوں نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: آج شام غیر معمولی پیغام دینے پر میں حضور انور کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ہمیں آپ جیسے مزید لوگوں کی ضرورت ہے اور ہمیں آپ کی سوچ اور پیغام کو پھیلانے کیلئے بھی مزید لوگوں کی ضرورت ہے۔

☆......ایک مہمان Dr John Kanyani نے کہا: آج رات یہاں آنے سے پہلے میں بہت گھبرایا ہوا تھا کیونکہ میں مسلمان نہیں ہوں اور مجھے معلوم نہیں تھا کہ مجھ سے کس قسم کا سلوک کیا جائے گا۔ لیکن حضور انور مرزا مسرور احمد صاحب نے میری ساری گھبراہٹ دور کر دی۔

موصوف نے کہا کہ حضور انور ایک عالمی رہنما ہیں اس لئے میں ان سے ایک زبردست خطاب کی توقع کر رہا تھا اور در حقیقت میری ساری توقعات پوری ہوئیں اور حضور انور کا خطاب نہایت غیر معمولی تھا۔ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ میں آج تک جتنے لوگوں سے ملا ہوں مجھے ان میں سے حضور انور سب سے زیادہ راستباز لگے۔

☆......ایک مہمان David Gardner نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: حضور انور کا خطاب نہایت واضح تھا۔ آپ کے پیغام میں دنیا کیلئے امید کی ایک کرن تھی۔

☆......Rotary Club کے نمائندہ Guy Haora نے کہا: مجھے آج معلوم ہوا ہے کہ اسلام تعلیم دیتا ہے کہ آپ جو کہیں اس پر عمل بھی کریں۔ صرف منہ کی باتیں کافی نہیں ہیں۔ بلکہ صرف منہ کی باتیں تو بے معنی ہیں۔ میرے نزدیک حضور انور کے بیان کردہ اصول ہی درست ہیں۔ آج کی شام کو میں بہت محبت سے یاد رکھوں گا۔

☆......ایک مہمان خاتون Mrs Linda نے کہا: حضور انور کا خطاب نہایت متاثر کن تھا۔ آج کی تقریب نہایت اہم اور یادگار تھی۔

☆......ایک مہمان Wayne Pearson نے کہا: گردو نواح سے قابل عزت اور اہم شخصیات کا یہاں آنا حضور انور اور حضور انور کے پیغام کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔

☆......ایک سیاستدان ممبر پارلیمنٹ Freya Ostopovich نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: حضور انور حکمت سے پُر شخصیت ہیں اور آج ہمیں آپ کی حکیمانہ باتیں سننے کا موقع ملا۔ میرا حلقۂ انتخاب یہاں سے کافی دور ہے لیکن اس کے باوجود میں یہاں آنا چاہتی تھی تا کہ میں خلیفہ کی باتیں سن سکوں اور ان کو خوش آمدید کہہ سکوں۔ آپ سب احمدی بہت اچھے لوگ ہیں اور آج کی تقریب غیر معمولی تھی۔

☆......پولیس فورس سے تعلق رکھنے والے Mr Daryl Johnson بھی اس تقریب کا حصہ تھے۔ موصوف نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: آپ کی دعوت کا شکریہ۔ حضور انور کے پُرحکمت الفاظ اور حضور انور کی صحبت فی الحقیقت غیر معمولی تھی۔

☆......وی ۔پی آف چیمبرز آف کامرس Stacy McKintosh نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: مجھے جماعت احمدیہ پر فخر ہے۔ آج کی یادگار تقریب کو میں کبھی بھلا نہیں پاؤں گا۔

☆......ایک مہمان Chris Rose نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: آج کی شام بہت ہی خاص تھی۔ حضور انور کی طرف سے دیا گیا پیغام نہایت اعلیٰ تھا اور محبت، امن اور لوگوں کے مابین معاشرتی شعور و یکجہتی کی اہمیت کو اجاگر کرنے والا تھا۔

اس تقریب کے اختتام پر آٹھ بجکر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد مسرور میں تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

24 اکتوبر بروز جمعرات 2013ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چار بجے مسجد مسرور میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دنیا کی مختلف جماعتوں سے موصول ہونے والی ڈاک اور فیکسز ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

ایک بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد میں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی قیامگاہ پر تشریف لے گئے۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔ آج شام کے اس سیشن میں 56 فیملیز کے 234 افراد نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ ملاقات کی سعادت پائی۔ آج برزبن (Brisbane) کی سرزمین پر آباد بعض شہدائے احمدیت کی فیملیز اور اسیران راہ مولیٰ اور ان کی فیملیز نے بھی اپنے پیارے آقا سے شرف ملاقات پایا۔ سبھی نے اپنے پیارے آقا سے بے انتہا پیار پایا اور حضور انور کی دعائیں حاصل کیں اور ہر ایک نے اپنے آقا کے ساتھ تصویر بنوائی اور حضور انور سے تحائف بھی حاصل کئے۔ حضور انور نے تعلیم حاصل کرنے والے بچوں اور بچیوں کو از راہ شفقت قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں نے چاکلیٹ حاصل کئے۔ ہر ایک اپنے پیارے آقا سے بے پناہ شفقتیں سمیٹ کر اپنے گھروں کو لوٹا۔ ان ملاقات کرنے والوں میں سے بعض کی تو اپنے پیارے آقا سے ان کی زندگیوں میں پہلی ملاقات تھی۔ یہ ملاقات ان سب کے لئے بے انتہا برکتوں اور تسکین قلب کا موجب بنی۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام رات آٹھ بجکر پینتیس منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد تشریف لے آئے اور پروگرام کے مطابق تقریب آمین کا انعقاد ہوا۔

تقریب آمین

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور آخر پر دعا کروائی۔

بچیوں میں سے عزیزہ طاہرہ ندیم، امۃ الاعلیٰ، امۃ الصبور، اثمارہ ظفر، ماہم مبشر، مناہل احمد، قرۃ العین ظفر، سجیلہ حسن، سحرش حسن، شافعہ مرزا۔

اور بچوں میں سے عزیزم آصف احمد، عبدالسلام، عفان محمود ضیاء، عفنان دانیال رانا، حارث ملک، حسان احمد، مصور احمد مرزا، صبور احمد، سالک شہزاد، ثمر احمد، بلال احمد، حسن محمود ضیاء اور عزیزم عاطف احمد نے اس تقریب آمین میں شمولیت کی سعادت پائی۔

تقریب آمین کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

برزبن کے پہلے احمدی

آسٹریلیا کی جماعت برزبن (Brisbane) کی جب بھی تاریخ لکھی جائے گی تو اس تاریخ کا آغاز برزبن کی سرزمین پر آباد ہونے والے سب سے پہلے احمدی مکرم علی بہادر خان صاحب سے ہوگا۔

آپ آج سے قریباً 100 سال قبل بیسویں صدی کے آغاز میں آسٹریلیا آئے تھے اور کوئنز لینڈ سٹیٹ کے شہر برزبن میں رہتے تھے۔ آپ کی تبلیغ سے ایک نومسلم بھی احمدیت میں داخل ہوا جس کا اسلامی نام رشید برڈ رکھا گیا۔

مکرم علی بہادر خان صاحب ایک فدائی احمدی تھے اور تبلیغ احمدیت میں سرگرم تھے۔ آپ نے نصف صدی سے زائد عرصہ برزبن میں گزارا اور اس عرصہ میں کسی اور احمدی کا برزبن (کوئنز لینڈ) میں آمد کا ذکر نہیں ملتا۔

آپ نے اس پچاس سال کے عرصہ میں تن تنہا احمدیت کا دیا جلائے رکھا اور مرتے وقت بھی اپنی قبر کی پیشانی پر یہ رقم کروا گئے کہ یہ برزبن کی سرزمین پر بسنے والے کسی احمدی کی قبر ہے کہ شاید کبھی کوئی یہاں آئے اور اسے علم ہو کہ یہاں ایک احمدی دفن ہے۔

آپ کی قبر کا کتبہ ہی تھا جس کی وجہ سے آپ کی یہاں موجودگی کا پتہ چلا۔ آپ کی قبر کی دریافت ایک دفعہ اتفاقی طور پر ہوئی۔

جماعت برزبن کے صدر مکرم عبداللطیف مقبول صاحب ایک روز ماؤنٹ گراویٹ (Mount Grawatt) قبرستان کے مسلم حصہ میں تھے۔ جہاں آپ کو دو قبروں پر احمدیہ مسلم (Ahmadiyya Muslim) لکھا نظر آیا۔ بعد میں دیگر احمدی دوست بھی اس قبرستان پہنچے اور ان دونوں قبروں کو دیکھا۔ یہ دونوں قبریں ایک دوسرے کے ساتھ ہیں اور ایک جیسی ہیں اور ان دونوں قبروں پر مندرجہ ذیل الفاظ کندہ ہیں۔

Allah O Akbar
God Greatest of All
A.B. Khan
Ahmadiyya Muslim
Died 13th May 1955
Aged 83 Years

دوسری قبر علی بہادر خان صاحب کی اہلیہ محترمہ مارگریٹ خان صاحبہ کی ہے۔ مارگریٹ خان صاحبہ کی قبر پر لکھا ہوا ہے:

Allah O Akbar
God Greatest of All
Margaret Khan
Ahmadiyya Muslim
Died 12th February 1948
Aged 70 Years

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ برزبن کی تعداد چھ صد کے لگ بھگ ہے اور بڑی مضبوط اور فعال جماعت قائم ہے اور جماعت کا اپنا دس ایکڑ رقبہ پر مشتمل وسیع و عریض سنٹر ہے اور ابھی حال ہی میں بڑی خوبصورت مسجد بھی تعمیر ہوئی ہے۔

25 اکتوبر بروز جمعۃ المبارک 2013ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چار بجے مسجد مسرور میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

مسجد مسرور برزبن کا مبارک افتتاح

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

آج جمعۃ المبارک کا دن تھا اور آج کا دن برزبن کی سرزمین پر ایک غیر معمولی اہمیت کا حامل اور تاریخ ساز دن تھا۔ جماعت برزبن کی نئی تعمیر ہونے والی پہلی اور آسٹریلیا کی سرزمین پر تعمیر ہونے والی دوسری مسجد ''مسجد مسرور'' کا افتتاح ہو رہا تھا۔ اور پھر برزبن، سٹیٹ کوئنز لینڈ سے خلیفۃ المسیح کا یہ پہلا ایسا خطبہ جمعہ تھا جو MTA انٹرنیشنل پر Live نشر ہو رہا تھا۔ اس سے قبل برزبن سے کبھی بھی MTA کی Live نشریات نہیں ہوئیں۔

ایک بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ سے تشریف لائے اور مسجد کی بیرونی دیوار پر لگی ہوئی تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کروائی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد میں تشریف لا کر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

Zaid Auto Repair
زید آٹو رپیئر
Mob. 9041733615, 9876918864
Deals in: Rapair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Avenue Qadian

مالک رام دی ہٹی مین بازار قادیان
Malik Ram Di Hatti, Main Bazar, Qadian

کمپنی کے اُونی، ریشمی بڑھیا کپڑے خریدنے کیلئے تشریف لائیں
098141-63952
نوٹ: پرانی دوکان بدل کر سامنے نئے شوروم میں چلی گئی ہے۔

خطبہ جمعہ

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ الاعراف کی آیات 30 اور 32 کی تلاوت کی اور ان کا ترجمہ پیش فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے برزبن کے احمدیوں کو توفیق دی یا آسٹریلیا کے احمدیوں کو توفیق دی کہ یہاں اس شہر میں باقاعدہ مسجد کی تعمیر کریں۔ پس اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا جتنا بھی شکر ادا کریں، کم ہے۔ تقریباً پندرہ سال پہلے آپ نے یہ جگہ خریدی تھی۔ اس پر مشن ہاؤس اور ایک ہال بھی بنایا جس میں آپ نمازیں بھی پڑھتے تھے۔ پھر جب 2006ء میں پہلی دفعہ میں آیا ہوں تو ان عمارتوں کے ہونے کے باوجود وہ رونق مجھے نہیں لگتی تھی جواب باقاعدہ مسجد بننے سے نظر آتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا جماعت پر احسان ہے کہ جماعت اور خلافت کا ایک ایسا رشتہ قائم کیا ہے جو دنیا میں اور کہیں نظر نہیں آتا۔ یہ دراصل اس تعلیم اور اس عہد بیعت کا نتیجہ ہے جس پر کاربند ہونے کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے جماعت کو تلقین فرمائی تھی۔ اس محبت و اخوت و اطاعت کے رشتہ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی شرائط بیعت میں ذکر فرمایا ہے اور یہی محبت اور اخوت اور اطاعت کا رشتہ پھر آگے آپ کے جاری نظام خلافت کے ساتھ بھی جاری ہے۔ مساجد ہماری ضرورت ہیں اور جیسے جیسے جماعت پھیلتی جائے گی، مساجد بھی انشاء اللہ تعالیٰ بنتی چلی جائیں گی اور بن رہی ہیں۔ لیکن یہاں جو میں نے خلافت کی بات کی، یہ اس لئے کہ خلیفہ وقت کی آواز پر لبیک کہنے کی وجہ سے بھی دنیا میں مساجد کی تعمیر ہو رہی ہے۔ عموماً دنیا میں ہر جگہ میں جماعتوں کو اس طرف توجہ دلا رہا ہوں کہ مساجد کی تعمیر کریں کیونکہ یہ تبلیغ کا ذریعہ ہیں اور حقیقت میں یہ بات سچ بھی ثابت ہو رہی ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ 2006ء میں جب میں یہاں آیا تھا تو کہا تھا کہ نماز سنٹر اپنی جگہ پر ٹھیک ہے لیکن یہاں باقاعدہ مسجد کی شکل میں مسجد بھی تعمیر ہونی چاہئے۔ تو جماعت نے لبیک کہا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسجد کی تعمیر کر دی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ لوگوں کو مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں جو مختلف روکوں سے گزرنا پڑا، مختلف فیزز (Phases) آئے، اس سے آپ کو خود اندازہ ہو گیا ہوگا کہ مقامی لوگوں کے ذہنوں میں مسجد کا تصور کتنا مختلف ہے۔ یہاں سنٹر قائم تھا اور لوگ نمازیں پڑھنے کے لئے آتے تھے۔ باقی جماعتی Activities بھی ہوتی ہوں گی لیکن جب مسجد کے لئے منصوبہ منظوری کے لئے دیا گیا تو ہمسایوں کی طرف سے مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور جو مجھے رپورٹ ملی ہے اس کے مطابق آٹھ نو مہینوں کی کوششوں کے بعد کونسل کی طرف سے اجازت مل گئی اور یوں اس سٹیٹ ''کوئنز لینڈ'' میں جماعت احمدیہ کی باقاعدہ پہلی مسجد کی تعمیر کا آغاز ہوا جو دسمبر 2012ء کے بعد شروع ہوا اور آج آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ خوبصورت مسجد ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس مسجد کی تعمیر پر اور پہلی عمارتوں کی درستی وغیرہ پر جو اعداد و شمار میرے پاس آئے ہیں اس کے مطابق ساڑھے چار ملین ڈالر خرچ کئے گئے اور افراد جماعت نے دل کھول کر قربانیاں دیں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ ایک دوست نے ایک لاکھ پچیس ہزار ڈالر دیئے۔ ایک نے ایک لاکھ ڈالر دیئے اور ہر ایک نے اپنی بساط کے مطابق قربانیاں دیں۔ بلکہ شاید اس سے بڑھ کر قربانیاں دیں۔ خواتین نے جیسا کہ جماعت احمدیہ کی خواتین کی روایت ہے، یہاں بھی اپنے زیور مسجد کے لئے پیش کئے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام قربانی کرنے والے کو بے انتہا دے۔ ان کے اموال و نفوس میں برکت ڈالے۔ لیکن ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ قربانی، یہ محبت اور اخلاص کی روح، یہ اطاعت کے نمونے ایک احمدی کے اندر کسی وقتی جذبہ کے تحت نہ ہونے چاہئیں بلکہ ہمیشہ جاری رہنے والے نمونے اور جذبے ہونے چاہئیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: شروع میں جو آیات میں نے تلاوت کی ہیں وہ سورۃ اعراف کی آیات، 30 اور 32 ہیں اور مسجد سے متعلق ہیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ نے ایک مومن سے بعض توقعات رکھی ہیں بلکہ مومنین کو نصیحت کی ہے کہ مسجد سے منسلک ہونے والے اور حقیقی عبادت گزار ان باتوں کا خیال رکھیں گے تو اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر ان پر پڑے گی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پہلی بات یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انصاف کا حکم دیا ہے اور انصاف صرف معاشرتی معاملات میں نہیں اور بندوں کے ساتھ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے احکام کا حق ادا کرنا بھی انصاف کے تقاضے پورے کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مخلوق کے جو حق ہیں ان میں مثلاً خاوند کو حکم ہے کہ بیویوں کے حق ادا کرو۔ ان کی ضروریات کا خیال رکھو۔ ان سے نرمی اور ملاطفت سے پیش آؤ۔ ان کے رحمی رشتوں کا خیال رکھو۔ بیوی کے ماں باپ اور بہن بھائی اور دوسرے رشتوں کا احترام کرو۔ بیویوں کے مال پر اور ان کی کمائی پر نظر نہ رکھو۔ بچوں کے حق ادا کرو۔ ان کی تعلیم تربیت کی طرف توجہ کرو۔ اپنے نمونے دکھاؤ کہ وہ دین کی اہمیت کو سمجھیں اور دین سے جڑے رہیں۔ ہمیشہ یاد رکھیں لڑکے خاص طور پر جب تیرہ چودہ سال کے ہو جائیں تو عموماً دین کا احترام تب کرتے ہیں جب وہ دیکھیں کہ ان کا باپ بھی دین کا احترام کرنے والا ہے، اپنی عبادتوں کی حفاظت کرنے والا ہے، نمازوں کا پابند ہے، قرآن کریم کی تلاوت کرنے کا پابند ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اسی طرح ہر عورت، ہر بیوی کو بھی اپنی ذمہ داری ادا کرنے کے لئے انصاف کرنا ہوگا۔ اپنے گھر کے فرائض ادا کریں۔ عورت کی سب سے پہلی ذمہ داری گھر کی ذمہ داری ہے، اس کو سنبھالنا ہے۔ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ خاوند کے احترام کے ساتھ اس کے رحمی رشتہ داروں کا بھی احترام کریں۔ بچوں کی تربیت اور نگرانی کریں۔ اس ماحول میں خاص طور پر بچوں کی تربیت کی ماں باپ کو بہت فکر ہونی چاہئے اور توجہ کی ضرورت ہے اور یہ دینی تربیت ماں اور باپ دونوں کا کام ہے۔ بچوں کو یہ باور کرانے کی ضرورت ہے کہ تم احمدی مسلمان ہو اور اس کے لئے سب سے پہلے اپنے آپ کو احمدی مسلمان ثابت کرنا ہوگا۔ یہ باور کرانے کی ضرورت ہے کہ تمہاری کیا ذمہ داریاں ہیں؟ سب سے پہلے ماں باپ کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا ہوگا۔ بچوں کو یہ بتانا ہوگا کہ تم میں اور دوسروں میں ایک فرق ہونا چاہئے۔ بچوں کی جب اس نہج پر تربیت ہوگی تو تبھی بچے دین سے جڑے رہیں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پھر معاشرے کے عمومی تعلقات ہیں۔ یہاں بھی ہر مرد اور عورت جو اپنے آپ کو مومنین میں شمار کرتا ہے یا کروانا چاہتا ہے ان کا یہ فرض ہے کہ ایک دوسرے کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں۔ کاروباری معاملات ہیں یا کسی بھی قسم کے معاملات ہیں ان میں عدل اور انصاف کے تقاضے پورے کرنے ضروری ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس مسجد کے بننے سے یہاں رہنے والے احمدیوں کی ذمہ داریاں بڑھ گئی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ انہوں نے اس مسجد کو آباد بھی کرنا ہے اور اس مسجد میں جو خدا تعالیٰ کی نظر میں زینت ہے اس زینت کو لے کر آنا ہے۔ یہ بھی آپ کی ذمہ داری ہے اور ایک دوسرے کے حقوق بھی ادا کرنے ہیں۔ یہ بھی آپ کی ذمہ داری ہے اور علاقے میں حقیقی اسلام کا پیغام بھی پہنچانا ہے۔ یہ بھی آپ کی ذمہ داری ہے۔ اگر یہ حق ادا کرتے رہیں گے تو یقیناً آپ کی مسجد کی تعمیر کے لئے کی گئی مالی قربانیاں اور وقت کی قربانیاں اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوں گی اور اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو اور اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر کے نظارے آپ دیکھنے والے ہوں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اعتدال کے ساتھ ہر کام ہو تو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ دنیا کمانے سے خدا تعالیٰ نے نہیں روکا بلکہ اس بات پر توجہ دلائی ہے کہ مومنین کو اپنے کام کرنے چاہئیں اور پوری توجہ سے کرنے چاہئیں اور وہاں بھی انصاف کرنا چاہئے۔ لیکن اگر دنیا کمانا دین کو بھلانے کا باعث بن جائے، نمازوں کی طرف سے توجہ ہٹانے کا باعث بن جائے تو پھر یہ بات انسان کو اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے محروم کر دیتی ہے۔ خدا تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو ایسے اسراف سے بچائے جو خدا تعالیٰ سے دور کرے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ جماعت کی اکثریت ان ذمہ داریوں کو سمجھنے والی ہے اور جیسا کہ میں نے مالی قربانی میں بتایا تھا، بڑھ چڑھ کر قربانی کرنے والی ہے اور مالی قربانی کی روح کو سمجھنے والی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ مسجد جو آپ نے بنائی ہے جیسا کہ میں نے کہا بڑی خوبصورت ہے، باہر منارہ بھی ہے، گنبد بھی ہے، جو بہت خوبصورت لگتے ہیں۔ مسجد کا مسقّف حصہ (Covered Area) بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی بڑا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میری دعا ہے کہ یہ تعداد بڑھے اور مقامی لوگوں سے یہ مسجد بھر جائے اور تھوڑی پڑ جائے۔ لیکن ہماری حقیقی خوشی اس وقت ہوگی۔ جب پاکستان سے آنے والے احمدیوں سے نہیں بلکہ مقامی باشندوں سے یہ مسجد بھرے اور نمازیوں کی تعداد میں اضافہ ہو۔ لیکن یہ خواہش اور یہ کام تبلیغ کے بغیر پورا نہیں ہوسکتا۔ پس تبلیغ کی کوشش اور اس کے لئے دعا کو بڑھائیں۔ کوشش بھی بڑھنی چاہئے اور دعا کی طرف توجہ بھی ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ مسجد جلد چھوٹی پڑ جائے اور مزید مسجدیں بنتی چلی جائیں۔ یہ مسجد اس علاقے میں آپ کی انتہا نہیں ہے بلکہ یہ پہلا قدم ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا ہے کہ مسجد سے اسلام کا تعارف ہوتا ہے اور لوگوں کی اسلام کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ مقامی لوگوں میں جلد سے جلد اس طرف توجہ پیدا ہو اور انشاء اللہ تعالیٰ امید ہے کہ ہوگی۔ دنیا میں جہاں بھی ہماری مساجد بنی ہیں، اسلام کا تعارف کئی گنا بڑھا ہے۔ پس اس لحاظ سے پہلے بھی میں کہہ چکا ہوں کہ اپنی ذمہ داری کو سمجھیں کہ اس تعارف کی وجہ سے اردگرد کے لوگوں کی نظر آپ کی طرف پہلے سے زیادہ گہری پڑے گی۔ آپ پاکستان سے اس لئے آئے ہیں کہ وہاں آزادی سے مساجد میں عبادت نہیں کر سکتے تھے، آزادی سے اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتے اور احمدی مسلمان ہونے کا اظہار نہیں کر سکتے تھے۔

خطبہ کے آخر میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پاکستان میں جماعت کی مخالفت اور احمدیوں پر مقدموں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ان حالات کو بھول نہ جائیں۔ یاد رکھیں اور اپنی مسجدوں کے حق ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ....

حضور انور کا خطبہ جمعہ دو بجے تک جاری رہا۔

(خطبہ جمعہ کا مکمل متن اخبار بدر مورخہ ۹/۱۶ جنوری ۲۰۱۴ میں شائع ہو چکا ہے۔)

خطبہ جمعہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز جمعہ و نماز عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

آج مسجد کے اس افتتاح اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اقتداء میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے سڈنی (Sydney)، میلبورن، کینبرا اور ایڈیلیڈ سے بڑے لمبے سفر طے کر کے احباب جماعت اور فیملیز برزبن پہنچے تھے۔ سڈنی اور کینبرا سے بذریعہ سڑک سفر کر کے آنے والے احباب کے سفر کا دورانیہ قریباً بارہ گھنٹے بنتا ہے۔ اسی طرح میلبورن اور ایڈیلیڈ سے آنے والے احباب تین سے چار گھنٹے کا بذریعہ جہاز سفر کر کے برزبن پہنچے تھے اور پھر نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد اتنا ہی سفر کر کے واپس گئے۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق ساڑھے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔ آج شام کے اس سیشن میں 57 فیملیز کے 269 ممبران نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ کینیڈا سے آنے والے دو افراد نے بھی شرف ملاقات پایا۔

ہر ایک نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے بچوں اور بچیوں کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔ ملاقاتوں کا یہ پروگرام نو بجکر بیس منٹ تک جاری رہا۔

تقریب آمین

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد میں تشریف لے آئے جہاں پروگرام کے مطابق تقریب آمین ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل 25 بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور آخر پر دعا کروائی۔

عزیزم عطاء الکریم، دانیال احمد، کامل احمد، کامران احمد عارف، کاشف رحیم، مدیم الحق، صالح احمد، سرمد احمد، سید احمد جاوید، لبیب احمد، حماد احمد، قاسم رحیم، شکیل احمد، ابتسام اسلم۔

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.

Love For All, Hatred For None

AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143

JMB

Prop. Md. Mustafa Late Abdul Qadeer Laadji Yadgir (K.A)
09845924940, 09986253320

BHARAT BATTERIES
SHAHPUR-KARNATAKA

Mfrs of: BHARAT BATTERY & BHARAT PLATES
Spl: In: All kinds of Batteries

Opp. Bajaj Show Room, B.B.ROAD, Shahpur- 585 233, Yadgir, Karnataka

عزیزہ عافیہ نبیل، عالیہ صباحت، امینہ کنول، انعم بشیر، عاطفہ جاوید، ماہم کاشف، ماریہ وقاص، شافعہ نور قمر، زوہا علیم خان، ہبۃ الوحید، علیشاہ قمر۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

26 اکتوبر بروز ہفتہ 2013ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چار بجے مسجد مسرور میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک اور دنیا کی مختلف جماعتوں سے موصول ہونے والی رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا۔

برزبن کے مضافاتی علاقے کی سیر

آج مقامی جماعت نے برزبن شہر سے باہر ایک مضافاتی علاقہ میں سیر کا پروگرام ترتیب دیا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سوا بارہ بجے اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور اس پروگرام کے مطابق سیر کے لئے روانگی ہوئی۔ روانگی سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی۔

قریباً یکصد کلومیٹر کا فاصلہ ڈیڑھ گھنٹہ میں طے کرنے کے بعد ایک بجکر پینتالیس منٹ پر Duranbab کے علاقہ میں Tropical Fruit World & Research Park میں آمد ہوئی۔ یہاں اس پارک کے مالک نے اپنی انتظامیہ کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید کہا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس باغ کے مالک سے گفتگو فرمائی۔ اس مالک نے بتایا کہ وہ گزشتہ چالیس سال سے اس Tropical Food World کا مالک ہے اور اس کی اہلیہ، بیٹی اور دوسرے عزیزوں نے باہم مل کر اس کام کو سنبھالا ہوا ہے اور یہ باغ دوسوا یکڑ رقبہ پر پھیلا ہوا ہے اور اس میں دنیا کے مختلف ممالک کے پانچصد اقسام کے پھل موجود ہیں اور پھر ہر پھل کی آگے مختلف ورائٹیز بھی ہیں۔

حضور انور کے دریافت فرمانے پر موصوف نے بتایا کہ ہم یہ پھل سڈنی اور برزبن مارکیٹ میں بھیجتے ہیں۔

یہاں آسٹریلیا میں آباد قدیم قبائل Aboriginal Community کے تین نمائندے باپ اور دو جوان بیٹے اپنے روایتی لباس میں اپنے روایتی آلات موسیقی Didgeridoo اور Clap Sticks کے ساتھ آئے ہوئے تھے۔ ان تینوں نے مل کر اپنا پروگرام پیش کیا اور Didgeridoo کے ذریعہ میوزک کی مختلف Tunes نکالیں اور دوسرے ساتھی نے ہر Tune پر اپنے روایتی طریق پر مختلف انداز میں اپنے فن کا مظاہرہ کیا۔ باپ ساتھ ساتھ یہ بتاتا رہا کہ یہ جو مختلف Tunes پر فن کا مظاہرہ ہے اس سے ہم امن کا پیغام دیتے ہیں۔ Didgeridoo میوزک کا آلہ درخت کے تنے یا کسی بڑی موٹی شاخ کو اندر سے کھود کر اور سوراخ کر کے بنایا جاتا ہے۔ اس کی لمبائی ایک میٹر یا اس سے زائد بھی ہوتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کچھ دیر کے لئے یہ مظاہرہ دیکھا۔

بعد ازاں 200 ایکڑ کے رقبہ پر پھیلے ہوئے اس باغ کا وزٹ فرمایا۔ اس باغ میں بہت ہی خوبصورت انداز میں مختلف پختہ راستے بنائے گئے ہیں۔ جہاں خاص قسم کی بگھی نما گاڑیاں چلتی ہیں جن کے دونوں اطراف کھلے ہوتے ہیں۔ گائیڈ ساتھ ساتھ مائک کے ذریعہ اس باغ میں لگائے جانے والے پھلدار درختوں اور مختلف اقسام کے پھلوں کے بارہ میں بتاتا جاتا ہے۔

اس باغ کو پھلوں کی دنیا کہا جاتا ہے۔ دنیا کے مختلف ممالک میں پائے جانے والے پھلوں کو یہاں اگایا گیا ہے اور پھلوں کی یہ تعداد پانچصد کے قریب ہے اور پھلوں کے درختوں کی تعداد ہزار ہا ہے۔ اس باغ کے اندر ایک ندی بھی بنائی گئی ہے جو بل کھاتی ہوئی سارے باغ میں گھومتی ہے۔ اس ندی میں خاص قسم کی کشتیاں چلائی گئی ہیں۔ سیر کرنے والے ان کشتیوں کے ذریعہ بھی سیر کر کے پھلوں کا نظارہ کرتے ہیں۔

پھلوں کے لحاظ سے اس باغ کے مختلف حصے بنا کر ان کے باقاعدہ نام رکھے گئے ہیں۔ چند ایک نام درج ذیل ہیں: South Pacific Garden، Medicinal Garden، Home Garden، Tropical Garden، Berry Garden، Indian Garden، Aztec Garden، Amazon Garden، Chinese Garden، ساؤتھ ایسٹ ایشین گارڈن، Bush Tucker Garden، Rare Fruits of the World Garden وغیرہ۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے وزٹ کے دوران اس باغ کے مختلف حصے دیکھے۔

اس باغ کے ایک احاطہ میں چند جانور بھی رکھے گئے ہیں جن میں شتر مرغ اور کینگرو شامل ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت ان جانوروں کے قریب تشریف لے گئے اور اپنے ہاتھ سے کینگروز (Kangaroos) کو اس کی خوراک کھلائی۔ باری باری مختلف کینگروز حضور انور کے قریب آتے اور حضور انور کے دست مبارک سے ہتھیلی پر رکھی ہوئی اپنی خوراک کھاتے اس طرح آج ان جانوروں نے بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی شفقتوں سے حصہ پایا۔

اسی باغ، پارک کے اندر ایک Tropical Restaurant ہے جہاں ایک حصہ مخصوص کر کے نماز ظہر و عصر کی ادائیگی اور دوپہر کے کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔

اس باغ کی سیر کے بعد ساڑھے تین بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تشریف لا کر نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد دوپہر کا کھانا کھایا گیا اور بعد ازاں چار بجکر پچاس منٹ پر یہاں سے واپس جانے کے لئے روانگی ہوئی۔

واپس جاتے ہوئے پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق شہر برزبن کے درمیان سے گزرتے ہوئے سفر اختیار کیا گیا۔ بلند و بالا عمارتوں پر مشتمل برزبن ایک بہت خوبصورت شہر ہے۔ اس کے وسط میں ایک دریا گزرتا ہے جس پر ایک لمبا پل بنایا گیا ہے جو رات بھر رنگ برنگی روشنیوں سے مزین رہتا ہے۔ ان چیزوں نے اس شہر کے حسن کو دوبالا کر دیا ہے۔ اس پل کے اوپر سے گزرتے ہوئے قریب ہی کرکٹ کا وہ سٹیڈیم بھی نظر آتا ہے جہاں دنیا کے مختلف ممالک سے آنے والی کرکٹ کی ٹیمیں میچز کھیلتی ہیں۔

اس طرح برزبن شہر سے ہوتے ہوئے سوا سات بجے شام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی احمدیہ سنٹر بیت المسرور میں تشریف آوری ہوئی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد مسرور میں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔

اعلان نکاح

پروگرام کے مطابق نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک نکاح کا اعلان فرمایا۔

خطبہ نکاح اور مسنونہ آیات کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:

میں ایک نکاح کا اعلان کروں گا جو عزیزہ روبینہ کوثر بنت مکرم بشیر احمد صاحب کا ہے جو عزیزم احسن الجزاء طالب علم جامعہ احمدیہ ربوہ کے ساتھ قرار پایا ہے۔ احسن الجزاء مکرم نذیر احمد صاحب کے بیٹے ہیں۔

دونوں لڑکا اور لڑکی کے ولی یہاں نہیں ہیں۔ دونوں کے وکیل یہاں موجود ہیں۔ عزیزم احسن الجزاء چونکہ جامعہ احمدیہ کے طالبعلم ہیں اور انشاء اللہ مربی سلسلہ بننے والے ہیں۔ اس لئے انہوں نے یہاں نکاح پڑھانے کی درخواست کی تھی۔ اس وجہ سے یہ نکاح پڑھا رہا ہوں۔

لڑکا اور لڑکی یہاں موجود نہیں ہیں۔ دونوں کے وکیل یہاں موجود ہیں ان کے ذریعہ سے ہی یہ پیغام ان تک پہنچنا چاہئے۔ خاص طور پر لڑکی جب واقف زندگی سے شادی کی حامی بھرتی ہے تو اس کو ہمیشہ یہ احساس رہنا چاہئے کہ میں نے دنیا کو اپنے سامنے نہیں رکھنا بلکہ مربی سلسلہ واقف زندگی کے ساتھ میرا نکاح ہو رہا ہے تو میں نے دوسروں سے بڑھ کر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد نبھانا ہے۔ تو اس سوچ کے ساتھ ہی شادیاں قائم رہ سکتی ہیں اور کامیاب ہو سکتی ہیں نہ کہ یہ سوچ ہو کہ دنیاوی خواہشات کو اپنے اوپر غالب کر لینا ہے۔

حضور انور نے فرمایا اگر دونوں وقف کی روح کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے والے ہوں تو خدا تعالیٰ تھوڑے سے پیسوں میں بھی برکت ڈال دیتا ہے اور اگر یہ چیز نہیں ہے تو پھر کروڑوں کی دولت کا بھی پتہ نہیں چلتا کہ کہاں گئی۔

پھر نکاح کی آیات جو آپ کے سامنے پڑھی گئی ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس دنیا کی فکر نہ کرو۔ اگلے جہان کی فکر کرو، اس نصیحت کو سامنے رکھیں گے تو اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضل ہوتے ہیں۔ یہ صرف نئے قائم ہونے والے رشتے کے بارہ میں ہدایت نہیں دی گئی بلکہ سب کے لئے یہ نصیحت ہے جو پہلے بیاہے گئے یا آج بیاہے جا رہے ہیں، یا آئندہ بیاہے جائیں گے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھیں۔ اگر ایسا کریں گے تو پھر اس دنیا کی نعماء کے بھی وارث ہوں گے اور آخرت کی نعماء کے بھی وارث ہوں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑا واضح طور پر فرمایا ہے کہ جو دنیا کے پیچھے چلتے ہیں انہیں دنیا تو مل جاتی ہے لیکن اس دنیا کے ملنے کی بے چینی ان کے دل میں ہوتی ہے۔ یہی بات تجربہ سے سامنے آتی ہے کہ جتنا دنیا کے پیچھے دوڑتے ہیں اتنی زیادہ بے چینیاں بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا پس اگر تم دین کے پیچھے جاؤ گے تو تمہیں دین بھی ملے گا اور دنیا بھی ملے گی اور اللہ کی رضا بھی مل جائے گی اور یہ اہم بات ہے جو ہم سب کو اپنی زندگیوں میں بھی اور اپنے گھروں میں بھی ہمیشہ مدنظر رکھنی چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ کرے کہ یہ رشتہ ہر لحاظ سے بابرکت ہو، دین کو دنیا پر مقدم کرنے والا ہو، اپنی ذمہ داریوں کو نباہنے والا ہو، جس وقف کی روح کے ساتھ عزیزم نے وقف کیا ہے اور جامعہ میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں اس وقف کی روح کو ہمیشہ قائم رکھنے والے ہوں اور ان کی اہلیہ بھی ان کی مددگار رہیں اور اللہ تعالیٰ آئندہ بھی ان سے نیک نسل جاری فرمائے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور بعد ازاں فرمایا اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے یہ رشتہ بابرکت کرے۔ اب دعا کر لیں۔

آخر پر حضور انور نے دعا کروائی۔

....

بعد ازاں پروگرام کے مطابق نیشنل مجلس عاملہ برزبن، مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ اور مجلس عاملہ انصاراللہ برزبن اور مختلف شعبوں جن میں شعبہ ضیافت، شعبہ ٹرانسپورٹ، شعبہ سیکیورٹی، شعبہ خدمت خلق، شعبہ سمعی و بصری اور بعض دیگر شعبوں نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔

آخر پر حضور انور نے فرمایا جن کی کسی بھی شعبہ میں تصویر نہیں ہوئی وہ بھی سب آجائیں اور تصویر بنوا لیں۔ چنانچہ اس طرح جو احباب رہ گئے تھے ان سب نے بھی حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف پایا۔

آج مقامی جماعت نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ کے دوران مختلف شعبوں میں ڈیوٹی دینے والے کارکنان اور احباب جماعت کے ایک اجتماعی کھانے کا پروگرام رکھا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اس میں شمولیت فرمائی اور قریباً ساری جماعت نے اپنے پیارے آقا کی معیت میں کھانا کھایا۔ کھانے کے بعد ایک مقامی دوست مکرم مشتاق احمد صاحب نے مسجد مسرور کے افتتاح کے حوالہ سے اپنی ایک پنجابی نظم پڑھ کر سنائی۔

خواتین کے کھانے کے لئے علیحدہ انتظام کیا گیا تھا۔ حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا خواتین کے حصہ میں تشریف لے گئیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت کچھ دیر کے لئے خواتین کے حصہ میں بھی تشریف لے گئے اور السلام علیکم کہا۔ خواتین شرف زیارت سے فیضیاب ہوئیں۔

بعد ازاں ساڑھے نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

27 اکتوبر بروز اتوار 2013ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چار بجے مسجد مسرور میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک، فیکسز اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا۔

صبح نو بجکر چالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور مربی سلسلہ برزبن مکرم مسعود احمد شاہد صاحب کو جماعت کی تعلیم وتربیت اور دیگر مختلف امور اور پروگراموں کے انعقاد کے حوالہ سے ہدایات دیں اور باقاعدہ ایک منصوبہ بندی اور کام کی پلاننگ کر کے اپنی رپورٹ بھجوانے کی ہدایت فرمائی۔

برزبن سے سڈنی کے لئے روانگی

آج پروگرام کے مطابق برزبن (Brisbane) سے واپس سڈنی (Sydney) کے لئے روانگی تھی۔

دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے۔ آج صبح سے ہی احباب جماعت مرد وخواتین اور بچے بچیاں اپنے پیارے آقا کو الوداع کہنے کے لئے جماعت کے اس سنٹر میں جمع ہونے شروع ہو گئے تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت قریباً دس منٹ احباب کے درمیان رونق افروز رہے۔ احباب نے پُرجوش نعرے بلند کئے اور خواتین مسلسل اپنے ہاتھ ہلاتے ہوئے شرف زیارت سے فیضیاب ہو رہی تھیں۔

اب الوداعی لمحات قریب آرہے تھے ایک پُرسوز جذباتی ماحول تھا بہت سے مردوں اور خواتین کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ سات سال بعد ان لوگوں نے خلیفۃ المسیح کا قرب پایا تھا اور انتہائی قریب سے شرف دیدار پایا۔ اور ان میں سے اکثر ایسے لوگ اور فیملیز تھیں جنہوں نے اپنی زندگی میں پہلی بار خلیفۃ المسیح کو اتنے قریب سے دیکھا تھا اور چند دن اپنے پیارے آقا کے قرب میں گزارے تھے اس لئے یہ جدائی یقیناً ان سب کے لئے بہت شاق تھی۔

دس بجکر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی اور ایئرپورٹ کے لئے روانگی ہوئی۔ قریباً پچاس منٹ کے سفر کے بعد گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی برزبن کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر تشریف آوری ہوئی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سپیشل لاؤنج میں تشریف لے گئے۔

بارہ بجکر پانچ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جہاز پر سوار ہوئے۔ آسٹریلین ایئر لائن Qantas Air کی پرواز QF529 بارہ بجکر پینتیس منٹ پر برزبن سے سڈنی کے لئے روانہ ہوئی۔ قریباً ڈیڑھ گھنٹہ کی پرواز کے بعد

سڈنی کے مقامی وقت کے مطابق تین بجکر پانچ منٹ پر جہاز سڈنی کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر اترا۔ مکرم امیر صاحب آسٹریلیا محمود احمد شاہد صاحب دونوں نائب امراء مکرم خالد سیف اللہ صاحب اور مکرم محمد ناصر کاہلوں صاحب اسی جہاز میں ساتھ سفر کررہے تھے۔

ایئرپورٹ پر نیشنل جنرل سیکرٹری جماعت آسٹریلیا نے نیشنل عاملہ کے بعض ممبران کے ساتھ حضور انور کو خوش آمدید کہا۔

ایئرپورٹ سے روانہ ہوکر قریباً چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مسجد بیت الھدیٰ سڈنی تشریف آوری ہوئی۔ جہاں ایک بار پھر جماعت سڈنی کے احباب جماعت مرد وخواتین نے اپنے پیارے آقا کا پُرجوش استقبال کیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ بلند کرکے سب کو السلام علیکم کہا اور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لاکر مسجد بیت الہدیٰ میں نماز ظہر وعصر جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے دفتر تشریف لائے۔ مکرم امیر صاحب آسٹریلیا نے اپنی فیملی کے ساتھ حضور انور سے ملاقات کی سعادت پائی۔

فیملی ملاقات کے بعد امیر صاحب آسٹریلیا نے حضور انور سے دفتری ملاقات کی جس میں حضور انور نے مختلف امور اور معاملات کے تعلق میں امیر صاحب کو ہدایات فرمائیں۔

اس کے بعد جماعت احمدیہ میلبورن کے صدر جماعت چوہدری صفدر جاوید صاحب نے اپنی عاملہ کے دوممبران کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی سعادت پائی اور احمدیہ سنٹر میلبورن میں بعض رہائشی حصوں کی تعمیرات کے حوالہ سے نقشہ جات پیش کرکے حضور انور سے راہنمائی اور ہدایات حاصل کیں۔

ملک فجی سے مکرم ماسٹر محمد حسین صاحب اور ان کی فیملی کے افراد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کے لئے آئے ہوئے تھے اس فیملی نے بھی اپنے پیارے آقا سے ملاقات کا شرف پایا۔ ماسٹر محمد حسین صاحب فجی کے پرانے ابتدائی مقامی احمدیوں میں سے ہیں۔ آپ نے باقاعدہ اپنی زندگی وقف کی اور اکتوبر 1983ء سے بطور لوکل مبلغ تعینات ہوئے۔ آپ نے فجیین زبان (کویتی) کے ترجمہ قرآن کریم کی نظرثانی کا کام بھی کیا۔ آپ احمدیہ سکول لاٹو کا کے ہیڈ ماسٹر بھی رہے۔ بلکہ یہ سکول آپ کی ہی نگرانی میں قائم ہوا۔ 1971ء میں جب فجی جماعت نے اپنا پرنٹنگ پریس نور احمدیہ پریس کے نام سے شروع کیا تو آپ پریس کے امور کی اور پرنٹنگ کے کاموں کی نگرانی کرتے رہے۔ موصوف اس وقت بڑھاپے کے باعث ویل چیئر پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت وعافیت والی زندگی سے نوازے۔ آمین

ملاقاتوں کے بعد پونے نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الہدیٰ میں تشریف لاکر نماز مغرب و عشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

آج آسٹریلیا میں قیام کا آخری دن تھا اور آسٹریلیا کے اس وسیع وعریض براعظم کا 27 ایام پر مشتمل دورہ اپنے اختتام کو پہنچ رہا تھا۔

آسٹریلیا کے ابتدائی احمدیوں کا ذکر خیر

آسٹریلیا کے مختلف قبرستانوں میں جو ابتدائی احمدی مدفون ہیں ان میں سے بعض کا ذکر خیر قبل ازیں مختلف رپورٹس میں ہو چکا ہے۔

ایک اور ابتدائی احمدی محمد عالم قندھاری صاحب ہیں۔

محمد عالم قندھاری صاحب مسلمان افغان ساربانوں میں سے واحد افغان ہیں جن کے بارے میں ایک آسٹریلوی مصنفہ Madeliene Bronato نے سوانح عمری بھی لکھی ہے اور آپ کا تذکرہ آسٹریلین بائیوگرافیز میں بھی موجود ہے۔ آپ نے بطور ساربان، کان کن، ہاکر اور تاجر وغیرہ مختلف کام کئے اور بالآخر بطور طبیب (Herbalist) پریکٹس کرتے رہے اور بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچاتے رہے۔ آپ کے حلقہ ارادت میں ہزاروں لوگ شامل تھے۔ 1934ء میں جب بعض حالات کی بنا پر مجبور ہوکر آپ نے آسٹریلیا چھوڑنے کا فیصلہ کیا تو دس ہزار اور ایک حوالہ کے مطابق انیس ہزار آسٹریلوی باشندوں نے آپ سے تحریری درخواست کی کہ آپ آسٹریلیا چھوڑ کر نہ جائیں۔

آپ اپنی طبابت کی فیس نہیں لیتے تھے لیکن ہدیہ قبول کرلیتے تھے۔ جو کماتے تھے غریب اور بے کس لوگوں میں تقسیم کردیا کرتے تھے۔ صدقہ وخیرات کردیا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپ نے مارچ 1964ء میں 108 سال کی عمر میں وفات پائی تو ایڈیلیڈ شہر میں آپ کے جنازے میں شامل ہونے والوں کی تعداد ہزاروں میں تھی اور لوگوں کی قطار ڈیڑھ میل لمبی تھی۔ ایک مصنفہ Christine Stevens نے آپ کے بارہ میں لکھا کہ 1930ء اور 1940ء کی دہائی میں آپ کا نام ساؤتھ آسٹریلیا کے تقریباً ہر گھر میں جانا جاتا تھا۔

آپ اسلام اور قرآن کریم کی تعلیمات اخبارات میں شائع کرواتے رہتے تھے اور اپنے مریضوں کو بھی قرآن کریم اور اسلام کے بارہ میں پمفلٹس پڑھنے کو دیتے تھے اور دعوت الی اللہ میں مصروف رہتے تھے۔

آپ کے بارہ میں ایک آسٹریلین رائٹر Micahel Sigler نے لکھا کہ آسٹریلیا میں غالباً آپ وہ پہلے شخص ہیں جس نے قرآنی تعلیمات کے مطابق غذا کے خواص اور انسانی جسم پر اس کے اثرات پر آواز اٹھائی اور مضامین لکھے۔ آپ کی قبر ایڈیلیڈ شہر کے قبرستان Centennial Park Cemetery میں ہے۔

آسٹریلیا کی سرزمین پر 1903ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کرنے والے سب سے پہلے احمدی حضرت صوفی حسن موسیٰ خان صاحب کی تبلیغ سے کئی لوگ احمدی ہوئے۔ لیکن ان کے نام اور کوائف وغیرہ کا پتہ نہیں چلتا۔ لیکن بعض قبروں پر لگے ہوئے کتبے یہ گواہی دیتے ہیں کہ ان میں مسیح محمدی پر ایمان لانے والے دفن ہیں۔

پرتھ (Perth) شہر میں حضرت صوفی حسن موسیٰ خان صاحب کی قبر کی تلاش کے دوران Karrakatta قبرستان کے مسلم سیکشن میں بعض اور قبروں کے متعلق بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہاں مدفون احمدی تھے۔

مثلاً ایک قبر کے کتبہ پر حضرت اقدس مسیح موعود کے یہ اشعار بھی کھدے ہوئے ہیں۔ لیکن نام پڑھا نہیں جاتا۔

”اے حب جاہ والو یہ رہنے کی جا نہیں
اس میں تو پہلے لوگوں سے کوئی رہا نہیں
اک دن یہی مقام تمہارا مقام ہے
اک دن یہ صبح زندگی کی تم پہ شام ہے
کل نفس ذائقة لموت“

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاد اُذْكُرُوْا اَمْوَاتَكُمْ بِالْخَيْرِ کے تحت ہم یہی دعا کرتے ہیں کہ اپنے وطن سے دور آسٹریلیا کی اس سرزمین پر دفن ہونے والے احمدی محبان کو اللہ تعالیٰ اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

(باقی آئندہ)

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل مورخہ ۲۰ دسمبر ۲۰۱۳)

”بے قیادت دُنیا“

یہ عنوان ہمارا نہیں ہے۔ یہ عنوان اخبار سہ روزہ ”دعوت“ نئی دہلی ۴ دسمبر ۲۰۱۳ کا ہے۔ جس طرح مدیرُ دعوت‘ کا دل مسلمانوں کی کسمپرسی کی حالت کو دیکھ کر تڑپتا ہے ایسے ہی اور بھی لاکھوں کروڑوں مسلمان ہوں گے جو مسلمانوں کی زبوں حالی، اِدبار، ذلّت ونکبت کی مار اور تشتت وافتراق کو دیکھ کر تڑپتے ہوں گے۔ ہم مدیرُ دعوت‘ اور آپ کی طرح اسلامی قیادت کے متلاشیان کی خدمت میں بہت ہی ادب کے ساتھ عرض کرتے ہیں کہ جس قیادت کی آپ کو تمنّا ہے اور جس قسم کی قیادت آپ کے ذہن وافکار میں ہے اُس سے لاکھوں گُنا بڑھ کر بہترین اور شاندار قیادت اللہ تعالیٰ نے اُمت مسلمہ کو عطا کردی ہے۔ کیا آپ اُس کے قبول کرنے کے لئے تیار ہیں؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ جب اُس قیادت کی آپ کو خبر دی جائے تو آپ کہیں اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے عین مطابق چودھویں صدی کی ابتداء میں اِمام مہدی اور مسیح موعود مبعوث ہوچکے ہیں۔ اور اُن کو ماننے والے حبل اللہ کی مضبوط رسی کو تھام چکے ہیں۔ جس قیادت کی آپ کو حسرت اور تمنا ہے وہ قیادت آپ اس جماعت میں دیکھ سکتے ہیں۔ کیا اِس خالص رُوحانی اور انتہائی تابناک قیادت کو قبول کرنے کے لئے آپ تیار ہیں؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو یہ خبر دی تھی کہ ایک زمانہ میری اُمت پر ایسا بھی آئے گا جبکہ یہ بگڑ جائے گی اور یہود کی طرح فرقے فرقے ہوجائے گی۔ جہاں آپ نے اپنی اُمت کے بگڑ جانے کی خبر دی وہاں آپ نے اس کا علاج بھی بتایا۔ آپ نے اشارۃً بھی کہیں اس بات کا ذکر نہیں فرمایا کہ جب میری اُمت بگڑ جائے گی تو اُمت کے علماء یا حکمران یا سیاستدان اس کی حالت کو چست ودرست کردیں گے۔ نہیں ایسا آپ نے کہیں بھی نہیں فرمایا آپؐ نے علاج یہ بتایا کہ ایسے وقت میں ایک رُوحانی مصلح مسیح ومہدی نازل ہوگا۔ جو تمہارا اِمام ہوگا۔ جس کی بیعت کرنا تم پر فرض ہوگا۔ اور تم اُسے میرا اسلام پہنچانا۔ یہی وہ قیادت ہے جو دُنیا میں اُمت کو مظفر ومنصور کرنے والی ہے، جس کے آثار بہت آسانی سے دیکھے اور سمجھے جاسکتے ہیں۔ یہ قیادت آج صرف اور صرف جماعت احمدیہ کو حاصل ہے۔ کیا آپ اس قیادت کے قبول کرنے کے لئے تیار ہیں؟

آپ کی خواہش ہے کہ دنیا کے مسلم ممالک سعودی عرب، مصر، ترکی، ایران، پاکستان وغیرہ ایک جٹ ہوجائیں جس سے کہ مسلمانوں کے پاس ایک زبردست سیاسی قوت ہو۔ پھر نہ تو مسلمانوں کو کوئی آنکھ دکھا سکے اور نہ انہیں حقیر جاننے کی کوشش کرے۔ بڑے ہی ادب سے ہم عرض کرتے ہیں کہ اگر ایسا ہوجائے تو اس سے زیادہ خوشی کی بات ہمارے لئے اور کیا ہوسکتی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکے گی۔ ہر مسلم ملک اوّل اپنے ہی اندرونی حالات سے تڑپ رہا ہے اور دوسرے یہ کہ ان کے بیچ مسلکی اور سیاسی منافرت اس قدر ہے کہ یہ کبھی آپس میں متحد نہیں ہوسکتے۔ علاج تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا چلے گا۔ اور آپ کے بتائے ہوئے علاج سے ہی شفا ملے گی۔ آپ کے مقابل پر کسی اور کا علاج کام نہیں آسکتا۔ اگر کوئی ایسا سوچتا ہے تو یہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید گستاخی اور بے ادبی ہے۔

چودھویں صدی کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو مسیح اور مہدی بناکر قادیان دارالامان کی سرزمین میں مبعوث فرمایا۔ یہ وہ وقت تھا جبکہ ہندوستان مذہبی کُشتیوں کا دنگل بنا ہوا تھا اس اکھاڑے میں رُستم اور سہراب جیسے پہلوانوں کے مقابل اسلام کی حالت ایک بچہ کی سی تھی، ایسے بچہ کی جسے خاک میں ملانے کے لئے ہر طرف سے پہلوانوں نے گھیر رکھا تھا۔ ایسے نازک حالات میں جبکہ لگ رہا تھا کہ اسلام اب کوئی دم کا مہمان ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا ایسا شاندار دفاع کیا کہ اِسے ایک نئی زندگی عطا کی اور وہ جو اسلام کو نگل جانے کے لئے تیار بیٹھے تھے اُنہیں اپنی ہی جانوں کے لالے پڑ گئے۔

آپ کی وفات پر مولانا ابوالکلام آزاد نے لکھا:

”ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پُورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے۔“ (اخبار وکیل امرتسر)

سوچنے کا مقام ہے؟ اگر واقعی آپ اسلام کے مخالفین کے خلاف فتح نصیب جرنیل تھے تو آپ سچے تھے، یقیناً آپ سچے تھے۔

دہلی کے اخبار ”کرزن گزٹ“ کے مشہور ومعروف ایڈیٹر مرزا حیرت دہلوی صاحب نے لکھا:

”مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں وہ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں...... نہ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے بلکہ محقق ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا۔“

غور کرنے کا مقام ہے اسلام کی خدمت کی جس کو سب سے زیادہ توفیق ملی وہ یقیناً خدا ہی کی طرف سے ہے۔ وہ جھوٹا کیسے ہوسکتا ہے؟

ہم ہرگز یہ نہیں کہہ سکتے کہ آج پوری دنیا بے قیادت ہے۔ اللہ کے فضل سے ہمارے پاس ایک زبردست قیادت موجود ہے، جو خالص آسمانی قیادت ہے۔ اس آسمانی قیادت کو تسلیم کرنے میں ہی امت کا اتحاد واتفاق وابستہ ہے۔ الگ رہنے سے اتحاد نہیں ہوسکتا۔ آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پانچویں خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ کی رُوحانی قیادت میں جماعت پوری دنیا میں تن من دھن سے تبلیغِ اسلام کررہی ہے۔ اتحاد واتفاق کا ایک بے نظیر نمونہ یہاں موجود ہے۔ وہ نحیف وضعیف آواز جو قادیان کی گمنام بستی سے اُٹھی تھی آج دنیا کے 204 ممالک میں پھیل چکی ہے۔ امت محمدیہ کی سعادت اسی میں ہے کہ وہ وقت کے امام کو پہچانے۔ ماننے میں ہی اتحاد ہے الگ رہنے سے اتحاد نہیں ہوسکتا۔

(منصور احمد مسرور)

بقیہ: منصف کے جواب میں از صفحہ ۲

کو پورے طور پر بے نقاب کرتے ہوئے اسے پاش پاش کر دیا ہے کتاب کے فیصلہ کن دلائل کا رد کرنا قطعی طور پر ناممکن ہے۔'' (لائف آف احمد صفحہ ۱۲۱)

یہ تو ۱۸۸۶ء کی آپؑ کی ایک تصنیف کی ایک معمولی سی جھلک ہے جس کے بعد باوجود مالی تنگی کے اور باوجود مسلمان عوام وخواص اور امراء کی سردمہری کے اگلے ۱۱ سال یعنی ۱۸۹۷ء تک بشمول سراج منیر آپؑ نے ۳۶ معرکۃ الاراء تصانیف شائع فرمائیں اور یہ وہ ایک شاخ تھی جس کا ذکر آپؑ نے فتح اسلام میں فرمایا تھا اور دیگر شاخیں بھی اسی طرح سرسبز و شاداب اور پھل پھول رہی ہیں۔ کیا ایک جھوٹے مدعی رسالت کی یہی نشانی ہوا کرتی ہے کہ دعویٰ نبوت و رسالت کے بعد اس کا ہر قدم ترقی کی طرف اُٹھے۔ قرآن مجید تو فرماتا ہے کہ ہم ایسے شخص کو اپنے داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے ہیں اور اس کی شہ رگ کاٹ دیتے ہیں اور کوئی اسے ہم سے بچا نہیں سکتا لیکن اس جگہ تو تائید و نصرت نظر آتی ہے اور شہ رگ مخالفین کی کٹ رہی ہے۔ جیسا کہ پنڈت لیکھرام کی کٹی، جان الیگزینڈر ڈوئی کی کٹی پادری عبد اللہ آتھم کی کٹی، سعد اللہ لدھیانوی کی کٹی، محمد حسین بٹالوی کی کٹی، غرض کس کس کا نام لیں۔ کیا یہ وہی لوگ نہیں تھے جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت میں ناخنوں تک زور لگایا اور ناکامی کا منہ دیکھا! حضرت مسیح موعودؑ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

شریروں پر پڑے اُن کے شرارے
نہ اُن سے رُک سکے مقصد ہمارے
اُنہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

آج بھی خدا تعالیٰ کا یہ سلوک آپؑ کی قائم کردہ جماعت کے ساتھ جاری ہے۔ معترض نے سراج منیر کی طباعت میں ۱۱ سال کے توقف سے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ گویا نعوذ باللہ آپ نے وہ گیارہ سال بیکار ضائع کر دیئے اور جب لوگوں کی لعنت ملامت حد سے بڑھ گئی تو ۲۷ صفحات کا معمولی رسالہ لکھ دیا۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان گیارہ سالوں میں شائع کی جانے والی کتب پر جو داد تحسین آپؑ کو ملی ہے اس کا مختصر خاکہ بیان کرنے کیلئے بھی سینکڑوں صفحات درکار ہوں گے پھر بھی مضمون تشنۂ تکمیل رہے گا۔

انبیاء پر لعنت ملامت تو شیطان اور اس کے چیلوں کا شروع سے خاصہ رہا ہے اور قیامت تک کرتے رہیں گے۔ خدا نے اُنہیں اسی کام کی ڈھیل دے رکھی ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ سعید فطرتوں کی دنیا میں کوئی کمی ہو گئی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی اسلامی خدمات کو اپنوں نے بھی اور غیروں نے بھی سراہا ہے۔ اس جگہ ان تمام بیانات کی گنجائش نہیں۔ مختصراً ان ۳۶ کُتب کے نام درج کئے جا رہے ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ نے ان گیارہ سالوں میں تصنیف فرمائیں۔ اس سے قارئین کو معترض کی بد دیانتی کا اندازہ بخوبی ہو جائے گا۔

(۲) ''شحنۂ حق'' براہین احمدیہ اور سرمہ چشم آریہ کی اشاعت کے بعد حق وصداقت کی تاب نہ لا کر آریوں نے نہایت اشتعال انگیز اور گالیوں سے بھرے ہوئے اشتہارات اور رسالے شائع کئے اور حضورؑ کو قتل تک کی دھمکیاں دیں جس پر حضورؑ نے ''شحنۂ حق'' نامی بلند پایہ تصنیف لکھی جس میں حضورؑ نے آریہ سماج کے عقائد کا قلع قمع کیا۔

(۳) ''ایک عیسائی کے تین سوالوں کے جواب'' مئی یا جون ۱۸۸۹ء میں ایک عیسائی عبد اللہ جیمز نامی نے انجمن حمایت اسلام لاہور کے پاس تین سوالات بغرض جواب لکھے۔ انجمن سے ان کا جواب نہ بن پڑا اور انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ سے استدعا کی۔ باوجود قلت فرصت کے آپ نے وہ جواب لکھے جسے انجمن نے ایک عیسائی کے تین سوالوں کے جواب کے نام سے شائع کیا۔

۴۔ ''مباحثہ الحق لدھیانہ'' جولائی ۱۸۹۱ء میں حضورؑ لدھیانہ تشریف لے گئے جہاں مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب سے قرآن شریف کے مقام ومرتبے پر مباحثہ ہوا۔ اس مباحثہ میں حضورؑ نے قرآن مجید کا حدیثوں پر تفوق ثابت کیا اور مولوی محمد حسین کو شرمندگی کا منہ دیکھنا پڑا۔

۵۔ ''ازالہ اوہام'' قیام لدھیانہ کے دوران چند ماہ کے اندر آپ نے حضرت مسیح ناصری کی وفات اور اپنے دعویٰ کے ثبوت کے لئے وسط ۱۸۹۱ء میں ازالہ اوہام کے نام سے نہایت مدلل و مبسوط اور جامع کتاب لکھی۔ اس میں آپ نے لفظ توفی اور دجال کے بارہ میں ایک ہزار روپے کا انعامی چیلنج دیا۔

۶۔ ''مباحثہ الحق دہلی'' اکتوبر ۱۸۹۱ء میں حضرت مسیح موعودؑ کا مولوی محمد بشیر صاحب کے ساتھ مسئلہ حیات و وفات مسیح علیہ السلام اور نزول مسیحؑ پر مباحثہ ہوا جو بعد از الحق دہلی کے نام سے شائع ہوا۔ اس مباحثہ میں مولوی محمد بشیر کو شکست فاش کا منہ دیکھنا پڑا اور وہ تین پرچوں سے زائد کچھ پیش نہ کر سکے۔

۷۔ ''آسمانی فیصلہ'' دسمبر ۱۸۹۱ء میں حضرت مسیح موعودؑ نے ایک لطیف رسالہ آسمانی فیصلہ تصنیف فرمایا۔ اب تک حضورؑ نے غیر مذاہب کے ماننے والوں کو ہی روحانی مقابلہ کا چیلنج دیا تھا۔ اس رسالہ میں آپؑ نے تمام مکفر علماء مثلاً مولوی نذیر حسین دہلوی، مولوی محمد حسین بٹالوی اور ان کے ہمنوا دوسرے مولویوں، صوفیوں، پیرزادوں، فقیروں اور سجادہ نشینوں کو مقابلہ کی دعوت دی لیکن سوائے تکفیر بازی کے کوئی مقابلہ پر نہیں آیا۔

۸۔ ''نشان آسمانی'' سن ۱۸۹۲ء میں قیام لدھیانہ کے دوران آپؑ نے نشان آسمانی کے نام سے ایک کتاب تصنیف فرمائی جس کا دوسرا نام شہادت الملہمین بھی ہے۔ اس کتاب میں حضرت مسیح موعودؑ نے آنحضورؐ اور نعمت اللہ ولی اور جمال پور کے ایک درویش بزرگ مجذوب گلاب شاہ کی پیشگوئیاں درج کیں جو انہوں نے مسیح و مہدی کے متعلق کی تھیں۔ اس کتاب میں حضورؑ نے اپنے دعویٰ کی صحت جاننے کیلئے دو ہفتہ استخارہ کا طریق بتایا۔

۹۔ ''آئینہ کمالات اسلام'' سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے ۱۸۹۲ء میں دنیا کو قرآن مجید کے کمالات اور اسلام کی اعلیٰ تعلیم سے روشناس کرانے کے لئے آئینہ کمالات اسلام کے نام سے ایک بلند پایہ کتاب لکھنی شروع کی جو ۱۸۹۳ء میں شائع ہوئی۔ دوران تصنیف دو مرتبہ آپؑ کو آنحضورؐ کی زیارت ہوئی اور آپؐ نے اس کتاب مستطاب پر خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ اس کتاب میں حضورؑ نے مقام فنا، بقا، لقا، روح القدس کی دائمی رفاقت اور ملائک و جنات کے وجود کے ثبوت پر جدید زاویہ نگاہ سے روشنی ڈالی ہے۔

۱۰۔ ''التبلیغ'' آئینہ کمالات اسلام کا اردو حصہ مکمل ہونے پر حضرت مولانا عبد الکریم سیالکوٹیؓ کی تجویز پر مسلمان فقرا اور پیرزادوں پر حجت پوری کرنے کیلئے حضورؑ نے عربی میں التبلیغ کے نام سے ایک فصیح و بلیغ خط لکھا۔ اس سلسلہ میں ایک ہی رات میں اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو عربی زبان کے ۴۰ ہزار مادے سکھائے۔ جس کے بعد آپؑ کی جانب سے عربی زبان میں ایسا عظیم الشان لٹریچر منصۂ شہود پر آیا کہ فصحائے عرب و عجم کی زبانیں گنگ ہو گئیں اور وہ سب کے سب اپنی اپنی بیاضیں بغل میں دبا کر گھر بیٹھ گئے۔ التبلیغ میں آپؑ نے آنحضورؐ کی مدح میں ایک معجزنما عربی قصیدہ بھی رقم فرمایا جو چودہ سو سال کے اسلامی لٹریچر میں اپنی نظیر آپ ہے۔ اسی طرح آئینہ کمالات اسلام میں بھی ایک بلند پایہ فارسی نعت رقم فرمائی۔ اسی کتاب میں آپؑ نے ملکہ وکٹوریہ کو دعوت اسلام دی اور آنحضورؐ کے الفاظ میں اسلام کا پیغام پہنچایا۔

۱۱۔ ''برکات الدعا'' سر سید احمد خان مسلمانوں کے سیاسی لیڈر تھے۔ انہوں نے مغربیت اور اسلام کے درمیان خلا کو دور کرنے کیلئے اسلام کے بنیادی اصول مثلاً وحی کو اندرونی خیالات کا نام دیا اور استجابت دعا کا انکار کر دیا اور اپنے خیالات کی اشاعت کیلئے ''الدعا والاستجابت'' اور ''تحریر فی اصول التفسیر'' جیسے رسالے لکھے۔ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے ان خیالات کے رد میں ۱۸۹۳ء میں ''برکات الدعا'' جیسی لطیف تصنیف شائع فرمائی۔ جس میں حضورؑ نے دعا اور اس کی حقیقت پر سیر کن بحث کی۔

۱۲۔ ''حجۃ الاسلام'' اور ''سچائی کا اظہار'' بتاریخ ۲ تا ۵ مئی ۱۸۹۳ء سیدنا حضرت مسیح موعودؑ اور عیسائی پادریوں کے مابین امرتسر کے جنڈیالہ میں ایک مباحثہ طے پایا جسے عیسائیوں نے مولوی صاحبان کی انگیخت پر یہ کہہ کر ٹالنے کی کوشش کی کہ چونکہ مسلمانوں نے آپ پر کفر کے فتوے لگا رکھے ہیں اس لیے آپ مسلمانوں کے وکیل نہیں ہو سکتے۔ جبکہ وہ خود حضرت مسیح موعودؑ سے مباحثہ کرنے سے خوف زدہ تھے۔ حضور نے انہیں کہا کہ ہم خدا کے فضل سے مسلمان ہیں۔ کفر کے فتوے تو آپ پر بھی لگے ہوئے ہیں لہٰذا آپ بھی عیسائیت کے وکیل نہیں ہو سکتے۔ پھر وکالت تو ہم نے اسلام اور قرآن کی اور آپ نے انجیل کی کرنی ہے بھلا اس کو کفر کے فتوے سے کیا تعلق!

ان پر مزید حجت ثابت کرنے کیلئے اور مناظرہ کی ابتدائی خط و کتابت، مارٹن کلارک کا چیلنج، پاندہ صاحب کا خط، مناظرے کی شرائط اور دیگر کوائف منظر عام پر لانے کیلئے حضورؑ نے ''حجۃ الاسلام'' اور سچائی کا اظہار نامی رسالے شائع کئے۔

۱۳۔ ''جنگ مقدس'' ۲۲ مئی سے ۵ جون ۱۸۹۳ء کے درمیان امرتسر کے جنڈیالہ میں حضرت مسیح موعودؑ اور پادریوں کے مابین جو مباحثہ ہوا وہ ''کتاب جنگ مقدس'' کے نام سے شائع ہوا۔ اس مباحثہ میں عیسائیوں کو شکست فاش ہوئی۔

۱۴۔ ''تحفہ بغداد'' یہ کتاب سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے ایک شخص سید عبد الرزاق قادری بغداد کے ایک اشتہار اور ایک خط کے جواب میں بزبان عربی جولائی ۱۸۹۳ء میں تصنیف فرمائی۔ اس کتاب میں حضورؑ نے اپنے دعاوی پر شرح و بسط کے ساتھ روشنی ڈالی۔

۱۵۔ ''کرامات الصادقین'' ۱۸۹۳ء میں شائع ہونے والی اس کتاب میں حضرت مسیح موعودؑ نے عربی زبان میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر بیان فرمائی ہے اور چار عربی قصائد لکھے ہیں اور مولوی محمد حسین بٹالوی اور دیگر حضرات کو عربی میں تفسیر اور قصائد لکھنے کی دعوت دی ہے جس کے ساتھ ایک ہزار روپے کا انعامی چیلنج ہے۔ لیکن کوئی مقابلہ پر نہیں آیا۔

۱۶۔ ''شہادت القرآن'' ۱۸۹۳ء میں سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے ایک صاحب منشی عطا محمد صاحب کے سوال کہ قرآن مجید سے اس بات کا جواب دیں کہ آپ مسیح موعود ہیں کے جواب میں یہ کتاب تصنیف فرمائی۔ حضورؑ نے اس میں قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی رو سے اپنے دعویٰ مسیح موعودؑ کے دلائل دیئے نیز منشی صاحب کے لئے نشان نمائی کا وعدہ بھی کیا مگر وہ مقابلہ پر نہ آئے۔

۱۷۔ ''حمامۃ البشریٰ'' التبلیغ، تحفہ بغداد اور کرامات الصادقین کے ذریعہ آپؑ کی آواز عرب تک پہنچ چکی تھی اور شامی عالم دین سید محمد سعیدی اور سید علی بن شریف اور مکہ کے محمد بن احمد مکیؒ جیسے زبردست عالم

دین آپؑ پر ایمان لا چکے تھے ۔فروری ۱۸۹۶ میں آپؑ نے ’’حمامۃ البشریٰ‘‘ کے نام سے عربی زبان میں ایک فصیح وبلیغ تصنیف شائع فرمائی جس میں نزول مسیح اور اپنے دعویٰ کے متعلق وضاحت سے روشنی ڈالی ۔یہ کتاب اور اس کے بعد کی تمام عربی کتب حضورؑ نے حجاز شام، عراق، مصر اور افریقہ کے مسلمانوں کو مفت بطور ہدیہ عطا فرمائیں۔

۱۸۔’’نورالحق‘‘ ’’حصہ اول‘‘ جنگ مقدس کی شکست فاش کی خفت مٹانے کیلئے عیسائیوں نے ایک بدزبان اور دریدہ دہن دیسی پادری عماد الدین کو مہرہ بنایا۔اس نے ’’توزین الاقوال‘‘ نامی اشتعال انگیز کتاب لکھی جس میں قرآن مجید اور آنحضورؐ کی ذات پر نہایت درجہ ناپاک حملے کیے گئے مگر کسی مسلمان سے اس کا جواب نہ بن پڑا اور حضرت مسیح موعودؑ نے روح القدس کی برکت سے فروری ۱۸۹۶ء میں چند ہی دنوں میں نہایت مقفع اور مسجع عربی زبان میں اس کا ناقابل تردید جواب لکھا اور تمام پادریوں کو للکارا کہ اگر تین ماہ کے اندر اس کتاب کا جواب لکھ دیں تو پانچ ہزار روپے کا انعام لیں اور اس طرح ہمیشہ کے لئے ان بدزبانوں پر حجت تمام کردی۔

۱۹۔’’نورالحق حصہ دوم‘‘ ۱۸۹۴ء میں جب کسوف وخسوف کا نشان پورا ہوا تو ایک مولوی صاحب نے کہا کہ اب لوگ گمراہ ہوں گے اور مرزا صاحب کو مہدی مان لیں گے۔اس کے جواب میں حضور نے مئی ۱۸۹۶ء میں نورالحق حصہ دوم لکھی جس میں اس نشان کی حقیقت کھول کر بیان کی اور فرمایا کہ اگر کوئی اس کی مثال پیش کرے تو میں ایسے شخص کو ایک ہزار روپیہ دوں گا مگر کوئی نظیر پیش نہ کر سکا۔

۲۰۔’’اتمام الحجۃ‘‘ جون ۱۸۹۶ء میں حضرت مسیح موعودؑ نے معاند احمدیت مولوی رسل بابا کی ’’حیات المسیح‘‘ کے جواب میں یہ رسالہ تصنیف فرمایا جس میں قرآن، حدیث اور سلف صالحین کے اقوال سے مسیحؑ کی وفات پر جامع بحث کی ہے۔

۲۱۔’’سر الخلافہ‘‘ حضرت مسیح موعودؑ کی یہ بے نظیر عربی تصنیف جولائی ۱۸۹۶ء میں شائع ہوئی۔اس کتاب میں حضرت مسیح موعودؑ نے مسئلہ خلافت پر فیصلہ کن رنگ میں روشنی ڈالی ہے اور شیعہ سنی جھگڑے کا نہایت عمدہ رنگ میں تصفیہ کیا ہے ۔اسی کتاب مستطاب کے مطالعہ سے شیعہ مذہب کے مشہور عالم، فارسی زبان کے فقید المثال شاعر اور ’’ارجح المطالب فی مناقب اسداللہ الغالب‘‘ کے مؤلف مولانا عبیداللہ بسمل صاحب پر حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت واضح ہوئی اور انہیں خواب میں حضرت امام حسینؓ نے کہا کہ مرزا صاحب سے کہو کہ میں آ گیا ہوں۔مولانا موصوف نے دوسرے دن ہی حاضر ہو کر بیعت کر لی۔

۲۲۔انوارالاسلام۔۲۳۔ضیاءالاسلام
۲۴۔انجام آتھم۔

حضرت مسیح موعودؑ اور عیسائیوں کے مابین جو مناظرہ امرتسر کے جنڈیالہ میں ہوا اس میں عیسائیوں کی طرف سے مناظر پادری عبداللہ آتھم تھے۔جنہوں نے اپنی کتاب اندرونہ بائیبل میں حضورؑ کو دجال کہا تھا۔مباحثے کے آخری دن خدا تعالیٰ سے خبر پا کر سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے اعلان کیا کہ جو شخص جان بوجھ کر ایک عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے اور جھوٹ کا ساتھ دے رہا ہے اگر وہ اپنی ان حرکتوں سے باز نہ آیا تو ۱۵ ماہ کے اندر ہاویہ میں گرایا جائے گا۔پادری عبداللہ آتھم پر یہ پیشگوئی بجلی کی طرح گری اور اس نے اسلام اور بانیٔ اسلام کے خلاف بدزبانی سے توبہ کی اور عیسائی عقائد کی تائید، زبانی اور تحریری دونوں طریق پر کرنی چھوڑ دی اور پیشگوئی کی شرط سے فائدہ اٹھا کر ۱۵ ماہ کے اندر مرنے سے بچ گیا جس پر مخالفین نے شور مچا دیا کہ پیشگوئی جھوٹی نکلی۔جبکہ پیشگوئی اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ پوری ہوئی تھی۔سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے اس اہم پیشگوئی کی وضاحت کرنے کے لئے مندرجہ بالا تین مستقل تصانیف فرمائیں اور بالترتیب ستمبر ۱۸۹۶ مئی ۱۸۹۵ء اور جنوری ۱۸۹۷ء میں شائع ہوئیں۔

۲۵۔’’منن الرحمن‘‘ اپریل ۱۸۹۵ء میں آپؑ نے ایک عظیم محققانہ تصنیف تحریر فرمائی جس میں پانچ قطعی اور ناقابل تردید دلائل سے ثابت کیا کہ عربی سب زبانوں کی ماں ہے۔

۲۶۔’’نورالقرآن‘‘ اس کا حصہ اول ۱۵ جون ۱۸۹۵ء کو شائع ہوا جس میں حضرت مسیح موعودؑ نے آنحضرت ﷺ کی نبوت پر ضرورت زمانہ کی شہادت پیش کی اور ثابت کیا کہ آنحضورؐ کی بعثت عین اس زمانہ میں ہوئی جب دنیا ایک عظیم الشان مصلح کا تقاضہ کر رہی تھی۔اس دعویٰ کے ثبوت کے طور پر حضورؑ نے چھٹی صدی عیسوی کی مسیحی دنیا کی اخلاقی اور علمی حالت کا نقشہ کھینچا۔

۲۷۔’’نورالقرآن حصہ دوم‘‘
۲۰ دسمبر ۱۸۹۵ء کو مذکورہ کتاب کا دوسرا حصہ نورالقرآن حصہ دوم کے نام سے شائع کیا جس میں آپ نے پادری فتح مسیح کے آنحضورؐ پر لگائے گئے ناپاک اعتراضات کا جواب الزامی رنگ میں دیا ہے۔

۲۸۔’’ست بچن‘‘ ستمبر ۱۸۹۵ء کو حضرت مسیح موعودؑ اپنے ایک کشف کی بنا پر ڈیرہ بابا نانک تشریف لے گئے۔جہاں آپ نے چولہ بابا نانک کی زیارت کی اور سکھوں پر اتمام حجت کی غرض سے ’’ست بچن‘‘ نامی بلند پایہ تصنیف شائع کی جس میں آپؑ نے اپنے سفر ڈیرہ بابا نانک کے حالات تحریر کرتے ہوئے حضرت بابا نانک کے مسلمان ہونے پر زبردست دلائل دیئے۔

۲۹۔’’آریہ دھرم‘‘ قادیان کے آریہ سماجیوں نے جب اسلام اور بانیٔ اسلام پر نہایت توہین آمیز الزامات لگائے اور انہیں ایک اشتہار کی شکل میں شائع کیا تو اس کے جواب میں حضورؑ نے ۱۸۹۵ء میں ہی ’’آریہ دھرم‘‘ تصنیف فرمائی جس میں آریوں کے عقائد نیوگ وغیرہ کی حقیقت بیان کرنے کے علاوہ اسلامی نظام اخلاق وتمدن کی فضیلت بیان کی۔

۳۰۔’’اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘ دسمبر ۱۸۹۶ء میں سوامی شوگن چندر کی تحریک پر ایک جلسہ مذاہب عالم کا انعقاد ہوا جس میں مختلف مذاہب کے رہنماؤں کو اپنے اپنے مذہب کی تعلیم کی رو سے پانچ سوالات کے جواب پر خطاب کا موقعہ دیا گیا۔اس موقعہ پر اسلام کی طرف سے دیگر علماء کے علاوہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کا مضمون بھی پڑھا گیا جو ’’اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘ کے نام سے شائع ہوا۔اس مضمون کے سب مضامین پر بالا رہنے کی خبر اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو قبل از وقت ہی دے دی تھی اور واقعات نے ایسا ثابت بھی کردیا۔

۳۱۔’’سراج منیر‘‘ ۲۴ مارچ ۱۸۹۷ کو شائع ہوئی۔تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

۳۲۔’’استفتاء‘‘ یہ رسالہ ۱۲ مئی ۱۸۹۷ کو شائع ہوا۔اس میں حضرت مسیح موعودؑ نے پنڈت لیکھرام کی پیشگوئی کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے اہل الرائے اصحاب سے دریافت کیا ہے کہ کیا خدا کی یہ پیشگوئی کمال صفائی سے پوری ہوگئی ہے یا نہیں؟ حضور نے اس میں یہ بھی ثابت کیا ہے کہ یہ پیشگوئی ۱۷ برس قبل براہین احمدیہ میں موجود تھی جبکہ لیکھرام ۱۲۔۱۳ برس کا تھا یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ نشان خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی سے ظہور میں آیا ہے کسی انسان کا منصوبہ نہیں تھا۔

۳۳۔’’حجۃ اللہ‘‘ مولوی عبد الحق غزنوی نے ۱۸۹۷ء میں ’’ضرب النعال علی وجہ الدجال‘‘ کے نام سے حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف ایک نہایت دلآزار اشتہار شائع کیا جس میں اس نے حضورؑ کو عربی زبان میں مباحثہ کی دعوت دی۔اس کے جواب میں حضورؑ نے ضمیمہ انجام آتھم میں لکھا کہ اگر تم مجھ سے شکست کھا گئے تو فوراً میری بیعت کروگے۔اس پر مولوی صاحب پر سکوت مرگ طاری ہو گیا اور کوئی جواب نہ دے سکے۔جس پر حضور نے خدا کی تائید سے مئی ۱۸۹۷ء کو فصیح وبلیغ عربی میں حجۃ اللہ تصنیف فرمائی جس میں مولوی صاحب کو چیلنج دیا کہ اگر اس کی نظیر پیش کرو اور کوئی عربی پروفیسر اس پر موکد بعذاب قسم کھا کر کہے کہ یہ مضمون میرے مضمون سے فصیح وبلیغ ہے تو اکتالیس دن کے اندر اگر مولوی موصوف عذاب الٰہی میں گرفتار ہو کر ہلاک نہ ہوں تو میں اپنی تمام کتب کو جلا کر مولوی صاحب کی بیعت کرلوں گا۔اس کا بھی مولوی صاحب نے کوئی جواب نہ دیا اور ہمیشہ کے لیے خاموش ہو کر حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کردی۔

۳۴۔’’تحفہ قیصریہ‘‘ ۲۷ مئی ۱۸۹۷ء کو شائع ہونے والے اس رسالے میں حضرت مسیح موعودؑ نے ملکہ وکٹوریہ کو تثلیث سے تائب ہو کر قرآن مجید کی سچی اور پرحکمت تعلیم سے وابستہ ہونے کی دعوت دی۔اس کتاب میں حضورؑ نے ملکہ کے سامنے جلسہ مذاہب کے انعقاد کی بھی تجویز پیش کی۔حضورؑ نے ملکہ کو اس امر کی طرف بھی توجہ دلائی کہ میں نے عین بیداری میں حضرت عیسیٰؑ سے ملاقات کی ہے۔وہ کفارہ، تثلیث اور ابنیت کے عقیدہ سے سخت بیزار ہیں اور جو شخص چاہے میری دعا کی برکت سے مسیح سے ملاقات کرسکتا ہے کیونکہ بروزی طور پر میں مسیح ہی ہوں۔

۳۵۔’’سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب‘‘ لاہور کے ایک عیسائی سراج الدین نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں چار سوالات لکھے جن کے جواب میں حضور نے ایک زبردست مضمون لکھا جو سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب کے نام سے ۲۲ جون ۱۸۹۷ کو شائع ہوا۔

۳۶۔’’کتاب البریہ‘‘ پادری مارٹن کلارک کے مقدمہ اقدام قتل اور خدائی الہام کے مطابق بریت کی تفصیلات اور اس زبردست نشان آسمانی سے دنیا کو روشناس کرانے کیلئے ۱۸۹۷ء میں حضورؑ نے یہ کتاب تصنیف فرمائی جو جنوری ۱۸۹۸ء کو شائع ہوئی۔اس کے علاوہ لاتعداد اشتہارات خطوط ہیں جو مخالفین اسلام پر حجت تمام کرنے کیلئے شائع کیے گئے۔اور بے شمار نشانات اللہ تعالیٰ نے آپ کی تائید میں دکھائے۔ان تمام حالات کو آپؑ کے دعاوی کو مدنظر رکھتے ہوئے منہاج نبوت کی کسوٹی پر پرکھا جائے تو ایک طالب صادق کی روح پکار اٹھے گی کہ یقیناً یہ خدا کا ایک برگزیدہ اور اپنے تمام دعاوی میں سچا انسان تھا۔پس یہ تاثر دینا کہ گیارہ سال تک آپ خاموش بیٹھے رہے، آپ کی خدمات جلیلہ پر پردہ ڈالتے ہوئے تعصبانہ اعتراض کے سوا کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔(جاری)

تنویر احمد ناصر۔قادیان

مشرق بعید کے طویل دورہ کے بعد حضور انور کی بابرکت مراجعت پر (۱۲ نومبر ۲۰۱۳)

آپ آئے ہیں تو انگلستان میں آئی ہے بہار
گھپ اندھیروں کی اداسی میں اتر آیا ہے نور
کھل اٹھے ہیں آج راشد سارے چہروں کے گلاب
اھلاً و سھلاً و مرحبا پیارے حضور

(عطاء المجیب راشد)

حضرت مصلح موعودؓ اور صحبت مسیح موعودؑ

سید آفتاب احمد نیرؔ - اُستاذ جامعہ احمدیہ قادیان

اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت کا نشان ہو اور غیر معمولی نہ ہو تو یقیناً تعجب کی بات ہوگی۔ تبھی تو جب حضرت مصلح موعودؓ مسند خلافت پر سرفراز فرمائے گئے تو یہ ندا بجاطور پر سامنے آتی ہے:۔

’’اے آنے والے! تجھے بھی مبارک ہو کہ تو نے سیاہ بادلوں دل ہلا دینے والی گرجوں میں مسند خلافت پر قدم رکھا اور قدم رکھتے ہی رحمت کی بارشیں برسا دیں۔ تو ہزاروں کانپتے ہوئے دلوں میں سے ہو کر تختِ امامت کی طرف آیا اور پھر صرف ایک ہاتھ کی جنبش سے اُن تھرائے ہوئے سینوں کو سکینت بخش دی آ! اور ایک شکور جماعت کی ہزاروں دعاؤں اور تمناؤں کے ساتھ ان کی سرداری کے تاج کو قبول کر۔ تو ہمارے پہلو سے اُٹھا ہے مگر بہت دور سے آیا ہے۔ آ۔ اور ایک قریب رہنے والے کی محبت اور دور سے آنے والے کے آرام کا نظارہ دیکھ۔ اے فخرِ رُسل قُرب تو معلوم شُد

دیر آمدہٗ زراہ دور آمدہٗ

(سلسلہ احمدیہ طبع اول صفحہ ۳۳۴)

ایسی عظیم ہستیوں کے لئے استقبال کرنے والوں اور احترام کرنے والوں کی کثرت ہے تو دوسری طرف حاسدین کی بھی کمی نہیں ہوا کرتی۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود کی (پیدائش ۱۸۸۹ء) اور آپ کے مقدس والد حضرت نبی اللہ مسیح موعودؑ کی وفات (۱۹۰۸ء) کے انیس سالہ دور کو تنقیص کی نظر سے دیکھا۔ یعنی حضرت مصلح موعود نے بہت کم عرصہ صحبتِ مسیح موعودؑ کا پایا ہے اور وہ بھی کم سنی کے دور میں۔ یہ بات کہنے والے وہ لوگ ہیں جو آپ کو رحمت کا نشان نہیں سمجھتے۔ چونکہ ان میں سے اکثر اِن (حضرت مصلح موعودؓ) سے عمر میں بڑے تھے اور زیادہ لمبا عرصہ صحبت مسیح موعودؑ پانے کا دعویٰ تھا۔ چنانچہ امر واقعہ یہ ہے کہ مولوی صدر الدین صاحب جو غیر مبائعین گروہ کے لیڈروں میں سے مولوی محمد علی صاحب لاہوری کے بعد دوسرے نمبر پر تھے اور دوسرے ’’امیر جماعت‘‘ بھی بنے رہے تھے۔ ایک مرتبہ اپنے جلسہ سالانہ کے دوران اپنی سمجھ کے مطابق ۲۵ دسمبر ۱۹۴۳ء کو درس قرآن میں کہا۔

’’میں ہائی اسکول (مراد تعلیم الاسلام) ہائی اسکول قادیان زمانہ مسیح موعودؑ) کا ہیڈ ماسٹر رہا ہوں۔ میاں صاحب (مراد حضرت مصلح موعود بچپن کے دور میں) اسکول میں پڑھا کرتے تھے اور جو بچہ اسکول میں پڑھتا ہے، ۵، ۶ گھنٹے اس کے وہاں صرف ہوئے ہیں اور گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کپڑے بدلنے، ہاتھ منہ دھونے اور آنے جانے میں صرف ہو جاتا ہے۔ اب بتاؤ کہ جس کے ۸۔۱۰ گھنٹے اس طرف صرف ہو جائیں۔ اسے مسیح موعود کی صحبت میں بیٹھنے کا کتنا وقت ملتا ہوگا۔ اب بتاؤ کہ ایسے شخص کو خلافت کا مستحق کیسے قرار دیا جاسکتا ہے۔‘‘

(بحوالہ فرقان جنوری ۱۹۴۴ صفحہ ۱۸)

اس کی یک طرفہ روایت کے مقابلہ میں ایک اور بزرگ کی روایت بھی ملاحظہ ہو یعنی حضرت میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ کی روایت (جن کو ان کی انجمن نے خلیفہ قرار دیا تھا) فرماتے ہیں:

’’یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت مسیح موعود کے ایام حیات سے حضرت سیدنا محمود حضور مرحوم (مراد حضرت مسیح موعودؑ) کی صحبت اور معیت ایک دم کیلئے ترک کرنا گوارہ نہ فرماتے تھے۔ حضور مرحوم کی ہر وقت کی اندرونی اور بیرونی معیت ایک خصوصیت کے ساتھ ہے۔ جب کبھی حضور برآمد ہوتے تو آپ سایہ کی طرح ساتھ ہوتے تھے اور جب حضور اُمت محمدیہ کے غم میں اور اسلام کی ترقی کے تفکرات میں صحن خانہ میں سرنگوں قدم انداز ہوتے تھے تو آپ بھی بقدم سر جھکائے ساتھ ساتھ چلتے تھے۔ یہ ایک ابتدائی زمانے کا ایک واقعہ ہے۔ اور ایک واقعہ کا ذکر ہے کہ اس عاجز نے حضور مرحوم و مغفور کی خدمت میں قادیان میں کچھ عرصہ قیام کے بعد رخصت حاصل کرنے کے واسطے عرض کیا۔ حضور اندر تشریف رکھتے تھے اور چونکہ حضور کی ذرہ نوازی اور رحمت بے پایاں نے خادموں کو اندر پیغام بھجوانے کا موقعہ دے رکھا تھا اس واسطے اس عاجز نے اجازت طلبی کے واسطے اندر پیغام بھجوایا۔ حضور نے فرمایا کہ وہ ٹھہریں ہم ابھی باہر آتے ہیں۔ یہ سن کر میں بیرونی میدان میں گول کمرہ کے ساتھ کی مشرقی گلی کے سامنے کھڑا ہو گیا اور باقی احباب بھی یہ سن کر کہ حضور باہر تشریف لاتے ہیں پروانوں کی طرح اِدھر اُدھر سے اس شمع نور الٰہی پر جمع ہونے کیلئے آ گئے..... حضور اندر سے برآمد ہوئے اور خلافِ معمول کیا دیکھتا ہوں کہ حضور کے ہاتھ میں دودھ کا بھرا ہوا لوٹا ہے اور گلاس شاید حضرت میاں (مصلح موعود ناقلؔ) صاحب کے ہاتھ میں ہے اور مصری رومال میں ہے....

میں نے جب وہ گلاس پی لیا تو پھر دوسرا گلاس پر کر کے عنایت فرمایا.... پھر حضور نے اپنی جیب خاص سے چھوٹی چھوٹی بسکٹیں نکالیں اور فرمایا کہ یہ جیب میں ڈال لیں۔ حضرت محمود لوٹا اور گلاس لیکر اندر تشریف لے گئے اور حضور نے فرمایا کہ چلو آپ کو چھوڑ آئیں۔‘‘ (الفضل ۱۴ جنوری ۱۹۱۵ء صفحہ ۴)

یقیناً حضرت مصلح موعود صحبت صادقہ کے لیے حضرت اقدسؑ کا سایہ کی طرح پیچھا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر لوگوں کو بعض باتوں کا علم نہیں ہوتا۔ چنانچہ ایک واقعہ صحبت و تعاقب کا یوں بیان فرماتے ہیں:

’’میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا ہے آپ جنگل سے تنہا چلے جایا کرتے تھے۔ اس بات کا علم اکثر لوگوں کو نہیں ہے۔ مگر آپ اس راستہ سے جو میاں بشیر احمد کے مکان کے پاس سے گذرتا ہے۔ دس بجے کے قریب سیر کو جانے کے علاوہ اکیلے ہی جایا کرتے تھے۔ ایک دن جو آپؑ جانے لگے تو میں بھی آپ کے ساتھ چل پڑا۔ تھوڑی دور چلے تو واپس لوٹ آئے اور مسکرا کر فرمانے لگے پہلے تم جانا چاہتے ہو تو ہو آؤ۔ میں بعد میں جاؤں گا۔ اس سے میں سمجھ گیا کہ آپ اکیلے جانا چاہتے تھے۔ میں واپس آ گیا۔‘‘

(خطبات محمود جلد پنجم صفحہ ۱۹۷ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸ جولائی ۱۹۱۶ء)

یہ تو ہوئی خلوت کی بات اور نادر مشاہدہ۔ اب نمونہ کے طور پر حضرت مصلح موعودؓ کے ایسے مشاہدہ کی بات پیش کی جاتی ہے جو جلوت کا رنگ رکھتی ہے اور دربارِ حضرت اقدس کی بات ہے۔ وہ بھی ایسا دربار جس میں کچھ ایسے ویسے لوگ بھی تھے جن کے نام کی پردہ پوشی کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ کا بیان ہے۔

’’رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں آپؐ کی مسجد سے ایسے (منافق) لوگ اکڑ کر بیٹھتے تا کہ لوگ سمجھیں کہ یہ بڑے مقرب ہیں۔ مگر جاننے والے جانتے تھے کہ ابو بکر کا قرب اور تھا۔ ہم نے حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے آپ حضرت مسیح موعود کی مجلس میں ہمیشہ پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب آپ کو کہتے کہ آگے آؤ تو دیکھنے والے جانتے ہیں آپ پسینہ پسینہ ہو جاتے۔ مگر منافق طبع لوگوں کو دیکھا ہے۔ آدمیوں کی صفوں کو چیرتے ہوئے آتے اور سب سے آگے بڑھ کر بیٹھتے۔ میں نے ان پیغامیوں کو دیکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے لاتیں پھیلائی ہوئی یوں رانوں پر ہاتھ مار رہے ہوتے جس طرح کوئی بے تکلف دوست سے گفتگو کرتے وقت مارتا ہوتا ہے جو کوئی دیکھے انہیں بہت بڑا مقرب سمجھے۔‘‘

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۲۵ صفحہ ۲۷)

پھر ایک اور روایت آپ کی بیان فرمودہ ایسی ہے جسے خاص مقرب اصحاب ہی بیان کر سکتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا:

’’مجھے یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک میراثن آئی۔ اس کا لڑکا عیسائی ہو گیا تھا اور وہ سِل کا مریض بھی تھا۔ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے درخواست کی کہ میرا اکلوتا لڑکا عیسائی ہو گیا ہے اور ساتھ ہی سل کی بیماری میں مبتلا ہے۔ آپ اسے تبلیغ کریں تا کہ دوبارہ اسلام قبول کر لے اور علاج بھی کریں۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کو اس کے علاج کیلئے ہدایت فرمائی اور خود اسے تبلیغ کرتے رہے لیکن وہ اس قدر کٹر عیسائی تھا کہ آپ جتنی تبلیغ کرتے وہ اتنا ہی عیسائیت پر پکا ہوتا۔ ایک رات جبکہ اس کی حالت زیادہ خراب تھی وہ آدھی رات کو بھاگا اور بٹالہ کی طرف چل پڑا۔ وہاں عیسائیوں کا مشن تھا۔ اس کی ماں کو پتہ لگا وہ رات کو گیارہ میل کے سفر پر چل پڑی اور قادیان سے ۸۔۹ میل کے فاصلہ پر دوانی وال کے تکیہ کے پاس اسے جا لیا۔ مجھے یاد ہے۔ جب وہ قادیان واپس آئی تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاؤں پر روتی ہوئی گر گئی اور کہنے لگی میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتی ہوں کہ آپ ایک دفعہ اسے کلمہ پڑھا دیں۔ پھر بے شک یہ مر جائے مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ لیکن میں یہ نہیں چاہتی کہ یہ عیسائی ہونے کی حالت میں مرے۔‘‘

(تحریک جدید ایک الٰہی تحریک جلد سوم صفحہ ۵۳۶۔۵۳۷)

اب حضرت اقدسؑ کی صحبت کے تعلق سے حضرت مصلح موعودؓ کا واقعہ جو ناز والا بھی تھا، یوں بیان فرماتے ہیں:

’’بے وقوفی کے واقعات میں مجھے بھی اپنا ایک واقعہ یاد ہے۔ کئی دفعہ اس واقعہ کو یاد کر کے میں ہنستا بھی ہوں اور بسا اوقات میری آنکھوں میں آنسو بھی آ گئے ہیں۔ مگر میں اسے بڑی قدر کی نگاہ سے بھی دیکھا کرتا ہوں اور مجھے اپنے زندگی کے جن واقعات پر ناز ہے اُن میں وہ ایک حماقت کا واقعہ بھی ہے۔ وہ واقعہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ایک رات ہم سب صحن میں سو رہے تھے۔ گرمی کا موسم تھا کہ آسمان پر بادل آیا اور زور سے گرجنے لگے۔ اسی دوران میں قادیان کے قریب ہی کہیں بجلی گر گئی مگر اس کی کڑک اس زور کی تھی کہ قادیان کے ہر گھر کے لوگوں نے یہ سمجھا کہ شاید ان کے گھر میں ہی گری ہے۔ ہمارے مدرسہ میں ہی ایک واقعہ ہوا جس کو یاد کر کے لڑکے مدتوں ہنستے رہے اور وہ یہ کہ فخر دین ملتانی جو بعد میں مرتد ہو گیا وہ اس وقت طالب علم تھا اور بورڈنگ ہاؤس میں رہا کرتا تھا جب بجلی کی زور سے کڑک ہوئی تو اس نے اپنے متعلق سمجھا کہ بجلی شاید اس پر گری ہے اور ڈر کے مارے چارپائی کے نیچے چھپ گیا اور زور زور سے آواز دینے لگا کہ بلی بلی بجلی کا لفظ اس کے منہ سے نکلتا ہی نہیں تھا۔ پہلے تو سارے ہی لڑکے بھاگ کر کمروں میں چلے گئے مگر پھر تھوڑی دیر کے بعد باہر نکلے تو اسے چارپائی کے نیچے چھپا ہوا پایا اور دیکھا کہ وہ بلی بلی کر رہا ہے۔۔۔ جس وقت بجلی کی یہ کڑک ہوئی اس وقت ہم بھی جو صحن میں سو رہے تھے اُٹھ کر اندر چلے گئے۔ مجھے آج (فرمودہ ۱۲ جنوری ۱۹۴۰ء) تک وہ نظارہ یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب اندر کی طرف جانے لگے تو میں نے اپنے دونوں ہاتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سر پر رکھ دیئے کہ اگر بجلی گرے تو اِن پر نہ گرے بعد میں جب میرے ہوش ٹھکانے آئے تو مجھے اپنی اس حرکت پر ہنسی آئی کہ ان (یعنی حضرت اقدسؑ ناقل)

(باقی صفحہ ۲۱ پر ملاحظہ فرمائیں)

سیرت حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ
قبولیت دُعا کے آئینہ میں

محمد کلیم خان مبلغ انچارج بنگلور۔ کرناٹک

اللہ تعالیٰ کی کائنات کی تخلیق کو دیکھنے والے اور غور وفکر کرنے والے صاحب بصیرت لوگ سمجھتے ہیں کہ کائنات کی تخلیق حضرت اقدس محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پیدا کرنے کیلئے ہی ہوئی ہے جیسا کہ فرمایا لولاک لما خلقت الافلاک پھر اس عظیم الشان پیدائش اور آپ کی بعثت کو دُعائے ابراہیم ربنا وابعث فیھم رسولا کی قبولیت کا نتیجہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس پہلو سے جب حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے وجود پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ایک طرف یہ امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک عظیم الشان پیشگوئی یتزوج ویولدلہ۔ (مشکوۃ مجتبائی صفحہ ۴۸۰)

یعنی وہ شادی کرے گا اور اُس کی خاص اولاد ہوگی کا ظہور ہے تو دوسری طرف حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ہوشیار پور میں چالیس روز شب چلّہ کشی کی متضرعانہ دُعاؤں کا نتیجہ بھی ہے جیسا کہ الہامی کلمات ہیں ”میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دُعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی۔“

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶)

اس لحاظ سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا وجود ہی قبولیت دعا کا نتیجہ ہے اور آپ کی سیرتِ طیبہ زندگی بھر قبولیت دُعا کے ایمان افروز واقعات سے بھری پڑی ہے۔

اپنے گھر میں پیدا ہونے والے اس بابرکت وجود کو حضرت اقدس علیہ السلام قبولیت دُعا کا نشان ہی نہیں سمجھتے تھے بلکہ اُن کی تربیت بھی دُعا کی اہمیت کے سبق کے ساتھ فرمایا کرتے تھے اور دُعا کیلئے ارشاد بھی فرمایا کرتے تھے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی دوسروں کو دُعا کیلئے کہا کرتے تھے بلکہ بعض دفعہ بچوں کو بھی دُعا کی تحریک کیا کرتے تھے مجھ سے بھی آپ کئی موقع پر دُعا کیلئے کہا کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ آپؑ نے مجھے دُعا کیلئے فرمایا اُس وقت میری عمر نو سال کی تھی۔“

(الفضل ۵/اپریل ۱۹۳۵ء بحوالہ شمائل احمد صفحہ ۴۴)

یہ تو آپؓ کے بزرگ والد (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کی شہادت تھی آپؓ کو دیکھنے والوں نے اور آپ کی سیرت کا مطالعہ کرنے والوں نے بھی ایسا ہی مشاہدہ کیا۔ چنانچہ دیگر کئی واقعات میں سے آپ کی دُعا کی کیفیت کا ایک واقعہ آپ کے بچپن کے دور کا ہے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کی شہادت ہے کہ:

”ایک دفعہ مجھے یاد ہے جب آپ کی عمر دس سال کے قریب ہوگی، آپ مسجد اقصیٰ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ نماز میں کھڑے تھے اور پھر سجدہ میں بہت رو رہے تھے۔“

(الفضل ۲۰ جنوری ۱۹۶۸)

اِسی طرح حضرت شیخ محمد اسماعیل سرساوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہے کہ ایک دفعہ مسجد اقصیٰ میں سورج گرہن کی نماز کے بعد مولوی محمد احسن امروہی صاحب رضی اللہ عنہ نے صاحبزادہ صاحب (مُراد حضرت مصلح موعودؓ) سے عرض کیا کہ ”میاں صاحب! آپ دعا کروائیں۔ تب آپ نے دُعا شروع فرمائی مگر آپؓ اس دُعا میں ایسے محو ہوئے کہ آپ کو یہ خبر ہی نہ رہی کہ میرے ساتھ اور لوگ بھی دُعا میں شریک ہیں۔ دُعا میں جس قدر لوگ شامل تھے اُن کے ہاتھ اُٹھے اُٹھے اِس قدر تھک گئے کہ وہ شل ہونے کے قریب ہوگئے اور کئی کمزور صحت کے لوگ تو پریشان ہوگئے تب مولوی محمد احسن صاحب نے جو خود بھی تھک چکے تھے دُعا کے خاتمہ کے الفاظ بلند آواز میں کہنے شروع کئے جسے سن کر آپ نے دُعا ختم فرمائی۔“

(الحکم جوبلی نمبر ۹ ۱۹۳ء صفحہ ۸۰)

یہ تو اجتماعی دُعا کے موقعہ پر آپ کی سیرت کا واقعہ تھا اب آپ کی ایک انفرادی دُعا کی کیفیت کے تعلق سے ایک روایت حضرت غلام احمد صاحب واعظ کی بیان فرمودہ ہے، لکھتے ہیں۔

”ایک دفعہ میں نے یہ ارادہ کیا کہ آج کی رات مسجد مبارک میں گزاروں گا اور تنہائی میں اپنے مولیٰ سے جو چاہوں گا مانگوں گا مگر جب مسجد پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی شخص سجدے میں پڑا ہوا ہے اور الحاح سے دُعا کر رہا ہے۔ اُس کے اِس الحاح کی وجہ سے میں نماز بھی نہ پڑھ سکا اور اس شخص کی دُعا کا اثر مجھ پر بھی طاری ہوگیا اور میں بھی دُعا میں محو ہوگیا اور میں نے یہ دُعا کی کہ یا الٰہی یہ شخص تیرے حضور سے جو کچھ بھی مانگ رہا ہے وہ اس کو دیدے اور میں کھڑا کھڑا تھک گیا کہ یہ شخص سر اُٹھائے تو معلوم کروں کہ کون ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھ سے پہلے وہ کتنی دیر سے آئے ہوئے تھے مگر جب آپ نے سر اُٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت میاں محمود احمد صاحب ہیں۔ میں نے السلام علیکم کی اور مصافحہ کیا اور پوچھا میاں آج اللہ تعالیٰ سے کیا کچھ لے لیا تو آپؓ نے فرمایا کہ میں نے تو یہی مانگا ہے کہ الٰہی مجھے میری آنکھوں سے اسلام کو زندہ کرکے دکھادے اور یہ کہہ کر آپ اندر تشریف لے گئے۔“ (الحکم جوبلی نمبر ۹ ۱۹۳ صفحہ ۸۰)

قبولیت دُعا کے تعلق میں حضرت مصلح موعودؓ کی سیرت کے تعلق سے بعض مشاہدین کے بیان کے ساتھ خود حضرت مصلح موعودؓ کا بیان فرمودہ یہ ارشاد بھی قابل قدر ہے جس سے نہ صرف آپ کی سیرت کا اظہار ہوتا ہے بلکہ استفادہ کرنے والوں کو بڑی رہنمائی بھی ملتی ہے:

”دُعا اس امر کا نام نہیں کہ انسان صرف منہ سے ایک بات کہہ دے اور سمجھ لے دُعا ہوگئی دُعا اللہ تعالیٰ کے حضور پگھل جانے کا نام ہے۔ دُعا ایک موت اختیار کرنے کا نام ہے۔ دُعا تذلل اور انکسار کا مجسم نمونہ بن جانے کا نام ہے۔ جو شخص صرف رسمی طور پر منہ سے چند الفاظ دُہراتا چلا جاتا ہے اور تذلل اور انکسار کی حالت اُس کے اندر پیدا نہیں ہوتی، جس کا دل اور دماغ اور جسم کا ہر ذرہ دُعا کے وقت محبت کی بجلیوں سے تھرتھرا نہیں رہا ہوتا وہ دُعا سے تمسخر کرتا ہے۔۔۔ جب تم دُعا کرو تو تمہارا ہر ذرہ خدا تعالیٰ کے جلال کا شاہد ہو۔ تمہارے دِماغ کا ہر گوشہ اس کی قدرتوں کو منعکس کر رہا ہو اور تمہارے دِل کی ہر کیفیت اس کی عنایتوں کا لطف اُٹھا رہی ہو، تب اور صرف تب تم دُعا کرنے والے سمجھے جاسکتے ہو۔

(تفسیر کبیر جلد ششم مطبوعہ لندن صفحہ ۲۰۱ الفرقان)

سیرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مطالعہ کرنے کیلئے آپ کی زندگی کے دونوں دوروں کو دیکھنا ضروری ہے۔ پہلا دور خلافت سے قبل کا ہے اور دوسرا دور دورِ خلافت ہے۔ پہلے دور کے چند واقعات سے قبولیت دُعا کے ضمن میں آپ کی سیرت کا اندازہ ہوا۔ اب دورِ خلافت کا کچھ نقشہ پیش خدمت ہے۔ چنانچہ منصب خلافت کے تعلق سے آپؓ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصبِ خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔“

(منصب خلافت صفحہ ۳۲ طبع اوّل)

منصبِ خلافت کی وجہ سے قبولیت دعا کی نعمت جو آپ کو ملی تو آپ نے کیا اور کس مضمون کی دعائیں کیں اسے بھی جاننے کی ضرورت ہے۔ چونکہ آپ کے خداداد منصب کی وجہ سے لوگ آپ کی محبت میں آپ کی بھرپور اطاعت کرتے تھے اس نیک جذبے کو دیکھ کر آپ کی دعا کی کیفیت یوں ہوتی، فرماتے ہیں:۔

”جب میں نے دیکھا کہ وہ میرے دوستوں کے بلانے ہی پر جمع ہوگئے ہیں اس لئے آج رات (۱۱/۱۲/اپریل ۱۹۱۴ کی رات ناقل) کو میں نے بہت دعائیں کیں اور اپنے رب سے یہ عرض کیا کہ الٰہی میں تو غریب ہوں میں اِن لوگوں کو کیا دے سکتا ہوں۔ حضور آپ ہی اپنے خزانوں کو کھول دیجئے اور اِن لوگوں کو جو محض دین کی خاطر یہاں جمع ہوئے ہیں اپنے فضل سے حصہ دیجئے اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دُعاؤں کو ضرور قبول کرے گا کیونکہ مجھے یاد نہیں میں نے کبھی دردِ دل اور بڑے اضطراب سے دعا کی ہو اور وہ قبول نہ ہوئی ہو۔“

(منصب خلافت صفحہ ۳ طبع اوّل)

یہ تو دوست احباب کے لیے آپ کی دعا کی کیفیت تھی۔ اپنے منصبی فرائض کو مدنظر رکھتے ہوئے بھی دُعا کی ہے۔ چونکہ خلیفہ کا پہلا فریضہ تبلیغ کرنا ہے۔ فرماتے ہیں۔

”جہاں تک میں نے غور کیا ہے میں نہیں جانتا کیوں بچپن ہی سے میری طبیعت میں تبلیغ کا جوش رہا ہے اور تبلیغ سے ایسا اُنس رہا ہے کہ میں سمجھ ہی نہیں سکتا میں چھوٹی سی عمر میں بھی ایسی دعائیں کرتا تھا (جیسا کہ حضرت شیخ غلام احمد واعظ رضی اللہ عنہ کی شہادت گزر چکی ہے۔ ناقل) اور مجھے ایسی حرص تھی کہ اسلام کا جو بھی کام ہو میرے ہی ہاتھ سے ہو پھر اتنا ہو کہ قیامت تک کوئی زمانہ ایسا نہ ہو جس میں اسلام کی خدمت کرنے والے میرے شاگرد نہ ہوں۔ میں نہیں سمجھتا تھا اور نہیں سمجھتا ہوں کہ یہ جوش اُنس اسلام کی خدمت کا میری فطرت میں کیوں ڈالا گیا ہاں اتنا جانتا ہوں کہ یہ جوش بہت پرانا رہا ہے غرض اسی جوش اور خواہش کی بنا پر میں نے خدا تعالیٰ کے حضور دعا کی۔

میرے ہاتھ سے تبلیغ اسلام کا کام ہو۔

اور میں خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ اُس نے میری دعاؤں کے جواب میں بڑی بڑی بشارتیں دی ہیں.... اب میں یقین رکھتا ہوں کہ دُنیا کو ہدایت میرے ہی ذریعہ ہوگی۔ قیامت تک کوئی زمانہ ایسا نہ گزرے گا جس میں میرے شاگرد نہ ہوں گے۔

(منصب خلافت صفحہ ۱۶۔۱۷ طبع اوّل) اپنی اولاد کو بھی سامنے رکھ کر حضرت مصلح موعودؓ نے دعا کی ہے فرماتے ہیں۔

میں نے ہمیشہ یہ دُعا کی ہے اور متواتر کی ہے کہ اگر میرے لئے وہ اولاد مقدر نہیں جو دین کی خدمت کرنے والی ہو تو مجھے اولاد کی ضرورت نہیں اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس دُعا کی اخیر دم تک توفیق عطا فرمائے۔“

(خطبات محمود جلد سوم صفحہ ۳۲۱)

جنگ عظیم دوم کے زمانہ کی بات ہے کہ ایک طرف انگریز اور اُس کے ساتھی ممالک تھے تو دوسری طرف جرمن اور اُس کے ساتھی ممالک تھے، بڑی سخت جنگ تھی۔ فریقین نے اپنی اپنی فتح کیلئے کیا کیا

جتن نہ کئے ہوں گے۔ ایسے وقت میں حضرت مصلح موعودؓ نے ۲۶ مئی ۱۹۴۰ء کو بعد نماز عصر مسجد اقصیٰ میں ایک تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

’’مجھے تو کامل یقین ہے کہ اگر انگریز سچے طور پر توحید کا اقرار کر کے مجھ سے دُعا کی درخواست کریں تو اللہ تعالیٰ اُن کی فتح کے سامان کر دے گا۔‘‘

(الفضل ۴ جون ۱۹۴۰)

اس خاموش تحریک کا کیا ردعمل ہوا۔ (اس کی کسی قدر تفصیل خطبہ جمعہ فرمودہ ۵ جولائی ۱۹۴۰ء اور فرمودہ ۲۶ جون ۱۹۴۲ء سے مل سکتی ہے) اُسے چھوڑ دیا جائے کیونکہ حقیقت بہر حال یہ ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ کو قبولیت دُعا کا مقام عطا ہوا تھا مگر انگریز کے اس جنگی مسئلہ اور درخواست دُعا کے تعلق سے حضرت مصلح موعودؓ کے حاسدین نے بہت تمسخر سے کام لیا تھا جبکہ اتفاق کی بات یہ ہے کہ خود ان حاسدین (غیر مبائعین یعنی پیغامی وابستہ مولوی محمد علی لاہوری) کے گروہ کے افراد اعتراف کیا کرتے تھے کہ آپؓ کی دُعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔ چنانچہ امر واقعہ یہ ہے کہ فرمایا ’’میں ایک دفعہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؓ (۱۸۹۳۔۱۹۸۵) کے ہاں بیٹھا ہوا تھا کہ کسی دوست نے ایک غیر مبائع کے متعلق بتایا کہ وہ کہتے ہیں عقائد تو ہمارے ہی درست ہیں مگر دعائیں میاں صاحب کی زیادہ قبول ہوتی ہیں۔‘‘

(خلافت راشدہ صفحہ ۹۷ مطبوعہ قادیان ۲۰۰۷)

اسی طرح حاسدین کی جب بات چلی تو قبولیت دُعا کے سلسلہ میں حضرت مصلح موعودؓ کی سیرت پھر بھی چھن چھن کر نظر آتی ہے چنانچہ واقعہ یوں ہوا کہ باوجود صراحت کے آپ نے اپنے منصب عالی مصلح موعودؓ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا مگر جب وقت آیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے رؤیا کے ذریعہ کامل انکشاف ہو گیا تو آپؓ نے بار بار علی الاعلان اس دعویٰ کا ذکر فرمایا مگر حاسدین کو اس میں بھی نقص نظر آنے لگا۔ نقص اس مخصوص رؤیاء کی تعبیر میں انہیں نظر آیا اور اس کی اُلٹی تعبیر انہوں نے بنائی اور ناصحانہ اور دُعا گو انداز میں آپ کو لکھا تھا۔ واقعہ یوں ہوا ہے کہ مولوی محمد علی لاہوری کے بڑے بھائی مولوی مرزا خدا بخش صاحب نے اپنی من گھڑت تعبیر والا پرچہ بھیجا اور لکھا کہ ’’میں بھی دُعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔‘‘ اس کا جواب حضرت مصلح موعودؓ نے یوں دیا ’’پرچہ مل گیا میں نے جو اعلان کیا ہے بڑی دعاؤں کے بعد کیا ہے اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ نہیں بولا ہے۔ باقی آپ جو مولوی عبد الرحمن صاحب مصری کی تعبیر کی طرف اشارہ کر رہے ہیں، اس کا جواب رسول کریم ﷺ کی حدیث میں موجود ہے۔ جب شائع ہوگا آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ درمیانی راستہ پر جانے والا غلطی پر ہے یا ان تعبیروں کے مرتکب اور خدا تعالیٰ کے دین پر ہنسی کرنے والے۔ آپ کی دُعاؤں کا بہت بہت شکریہ۔

مگر یہ سمجھ میں نہ آیا کہ آپ کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عمر بھر کی دعائیں آپ کی اولاد کے حق میں رد گئیں تو آپ کی ایک دعا سے کیا بنے گا؟ آپ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کو جس امر کے بارہ میں بیکار قرار دیتے ہیں تو اپنی دُعاؤں کو اس بارے میں کیا اور کیوں وقعت دیتے ہیں۔‘‘

(ماہنامہ فرقان قادیان بابت اپریل ۱۹۴۴ صفحہ ۴)

دُعا کے آداب سے غافل لوگوں کے ساتھ حضرت مصلح موعودؓ بڑی حکمت سے نپٹتے تھے جیسا کہ مرزا خدا بخش صاحب کی دعا کے متعلق آپ نے اپنی رائے کا اظہار فرمایا ہے چنانچہ ایک اور عبرتناک واقعہ آداب دُعا سے غافل لوگوں کا ہوا ہے۔ واقعہ یوں ہوا کہ ایک خفیہ دُعا گو پارٹی قادیان کے اِردگرد ۱۹۳۹ء کے اواخر میں بننے لگی۔ در پردہ شیطان کے چیلے بننے والوں نے دُعا کو باجماعت نماز پر ترجیح دینی شروع کر دی۔ پھر اپنی دعاؤں کی عظمت کو مشتہر کرنے لگے اور یہاں تک پہنچ گئے کہ لوگوں کو کہتے پھرتے تھے کہ ہمیں دُعا کیلئے کہا کرو اور تحفے بھی اسی غرض سے دیا کرو۔ ان لوگوں کا سرغنہ جو بعد میں خواجہ اسمعیل لندنی نبی کہلایا نے ایک انجمن اتحاد عالمین‘‘ کے نام سے دُعا گوؤں کی ایک خفیہ انجمن بنائی تھی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے (خطبہ جمعہ فرمودہ ۳ نومبر ۱۹۳۹ نیز ۷ مئی ۱۹۴۰) اس کا سخت نوٹس لیا۔

(تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو تاریخ احمدیت جلد نہم طبع اوّل صفحہ ۵۴ تا ۵۹)

قبولیت دُعا کی نعمت کسی خاص بندہ کیلئے مخصوص نہیں ہے، یہ نعمت عام ہے مگر بعض لوگ اس حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے۔ ایسے لوگوں کو بھی قبولیت دُعا اور اُس کے فوائد اور اُس کے سلیقے حضرت مصلح موعودؓ نے خوب سکھائے ہیں۔ قبولیت دعا کے طریق کے نام سے ایک کتابچہ بھی موجود ہے۔ اس میں بیان فرمودہ ایک گُر کا ذکر کرنا یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے فرماتے ہیں:

’’دُعا کی قبولیت کیلئے ایک اور طریق ہے اور وہ یہ ہے کہ دُعا کیلئے ایسا وقت انتخاب کیا جائے جبکہ خاموشی ہو۔ مثلاً اگر دن کا وقت ہے تو جنگل میں چلا جائے.... یا رات کے وقت جب سب سوئے ہوئے ہوں دُعا کرے..... میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا ہے آپ جنگل میں تنہا چلے جایا کرتے۔ اس بات کا علم اکثر لوگوں کو نہیں ہے مگر آپ اس راستہ سے جو میاں بشیر احمدؓ کے مکان کے پاس سے گزرتا ہے دس بجے کے قریب سیر کو جانے کے علاوہ اکیلے بھی جایا کرتے تھے۔ ایک دن جو آپ جانے لگے تو میں بھی آپؑ کے ساتھ چل پڑا۔ تھوڑی دور چلے پھر واپس لوٹ آئے اور مسکرا کر فرمانے لگے تم جانا چاہتے ہو تو پہلے ہو آؤ میں بعد میں جاؤں گا۔ اس سے میں سمجھ گیا کہ آپ اکیلے جانا چاہتے ہیں۔ میں واپس آ گیا۔ غرض یہ کہ علیحدہ جگہ اور خاموش وقت میں خاص توجہ سے دُعا کی جاسکتی ہے کیونکہ توجہ کیلئے کوئی بیرونی روک نہیں ہوتی۔ اس لئے طبیعت کا زور ایک ہی طرف لگتا ہے تو اپنے سامنے کی ہر ایک روک کو بہا کر لے جاتا ہے۔‘‘

(قبولیت دُعا کے طریق صفحہ ۲۴۔۲۳ طبع اوّل)

حضرت مصلح موعودؓ کی قبولیت دُعا کے سینکڑوں واقعات میں سے چند ایک پیش خدمت ہیں۔ (اول) جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے آپؓ کو شروع سے خدمت دین کا شوق رہا ہے اور اپنی اولاد کیلئے بھی اللہ تعالیٰ سے اسی توقع کے ساتھ دُعا کی ہے۔ اس تعلق سے آپ نے فرمایا۔

’’میں نے دیکھا کہ میں بیت الدعا میں بیٹھا تشہد کی حالت میں دعا کر رہا ہوں کہ الٰہی میرا انجام ایسا ہو جیسا کہ حضرت ابراہیم کا ہوا۔ پھر جوش میں آکر کھڑا ہو گیا ہوں اور یہی دعا کر رہا ہوں کہ دروازہ کھلا ہے اور میر محمد اسماعیل صاحب اس میں کھڑے روشنی کر رہے ہیں۔ اسماعیل کے معنے ہیں خدا نے سن لی اور ابراہیمی انجام سے مُراد حضرت ابراہیم کا انجام ہے کہ اُن کے فوت ہونے پر خدا تعالیٰ نے حضرت اسحاق اور حضرت اسماعیل دو قائمقام کھڑے کر دیئے۔ یہ ایک طرح کی بشارت ہے جس سے آپ لوگوں کو خوش ہونا چاہیئے۔‘‘

(عرفان الٰہی صفحہ ۱۷ طبع اوّل مشتمل بر تقریر جلسہ سالانہ فرمودہ ۶ مارچ ۱۹۱۹ء)

۱۹۱۹ء کی اس قبولیت دعا کی بشارت کو سامنے رکھنے کے بعد اب ہم جبکہ ۲۰۱۴ء کے دور سے گزر رہے ہیں ۱۹۶۵ء اور ۱۹۸۲ء کا دور بھی گزر چکا ہے تاریخ عالم میں قبولیت دُعا کا ثبوت نقش ہو چکا ہے۔

جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

قبولیت دُعا کی تاثیر سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذاتی طور پر سینکڑوں بلکہ ہزاروں واقعات میں سے ایک واقعہ مولانا عبد المالک خان صاحب مرحوم سابق ناظر اصلاح وارشاد کا ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

’’حضرت مولوی عبد المالک خان صاحب مرحوم مغفور یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۳۹ء کا واقعہ ہے میں فیروز پور میں متعین تھا۔ مختصراً میں ان کی طرف سے یہ بیان کر دیتا ہوں۔ ان کی بیگم صاحبہ بہت سخت بیمار ہو گئیں۔ بچے کی پیدائش کے نتیجہ میں اُن کی بڑی بیٹی فرحت پیدا ہوئی تھیں جو آج کل (یہ ۱۹۹۰ء کی بات ہے) حیدر آباد دکن میں ہیں۔ اس کے نتیجہ میں بے احتیاطی ہوئی۔ بخار چڑھ گیا جو انفکشن کا بخار تھا۔ اس زمانے میں تو ابھی پینسلین وغیرہ ایجاد نہیں ہوئی تھیں۔ بخار اکثر مہلک ثابت ہوا کرتا تھا اور ۱۰۸ تک درجہ حرارت پہنچ گیا۔ وہ اپنی بیوی کو ہسپتال چھوڑ کر سیدھا قادیان بھاگے اور جا کر وہ کہتے ہیں کہ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا قصرِ خلافت کا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (المصلح الموعودؓ) باہر نکلے اور کہا مالک کس طرح آئے ہو؟ اور ساتھ مجھے لیکر اندر ڈرائینگ روم میں چلے گئے جہاں حافظ مختار احمد صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ کیفیت ہے اور بچنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی وہ کہتے ہیں کہ حضرت صاحب نے دُعا کی اور چند لمحے توقف فرمایا اور میرے بازو پر ہاتھ مار کر فرمایا مولوی صاحب اب آپ کی بیوی کو بخار نہ ہوگا۔ اُس جگہ حضرت حافظ مختار احمد صاحب بھی تشریف فرما تھے۔ حضور نے مجھے یہ بشارت دی اور فرمایا آپ اب جاسکتے ہیں اس پر حضرت حافظ صاحب بھی میرے ہمراہ باہر تشریف لائے اور باہر نکل کر مجھے بتایا کہ آپ کی بیوی کو بخار پونے دس بجے ٹوٹا ہوگا کیونکہ جس لمحہ حضور نے آپ کو بشارت دی تھی اس وقت میں نے گھڑی دیکھی تو بعینہٖ اس وقت پونے دس کا وقت تھا اس لئے آپ جایئے دریافت کریں کہ یہ بخار کب ٹوٹا تھا؟ کہتے ہیں میں واپس پہنچا۔ فیروز پور ہسپتال میں جو عیسائی ہاسپٹل تھا، وہاں کی عیسائی لیڈی ڈاکٹر سے انہوں نے کہا کہ میری بیوی ٹھیک ہو چکی ہے اور میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کیا اس کا بخار پونے دس بجے ٹوٹا تھا؟ اس نے کہا تمہیں کیسے پتہ کہ یہ ٹھیک ہو گئی ہے اور تمہیں کیسے پتہ کہ پونے دس بجے ٹوٹا ہے؟ انہوں نے کہا میں قادیان سے آ رہا ہوں۔ اس طرح میں نے دُعا کی درخواست کی تھی۔ یہ واقعہ ہوا ہے اس لئے مجھے یقین ہے۔ شاید اس اُمید پر کہ یہ بات جھوٹی نکلے وہ اُسی وقت حالانکہ ملاقات کا وقت نہیں تھا اُن کو ساتھ لے کر مولوی عبد المالک خان صاحب کو ان کے کمرے میں

قربانی، صدقہ، شادی اور ولیمہ کیلئے بکرے و مرغے کا حلال گوشت دستیاب ہے

SINDHI BROTHERS & MEAT SHOP

Prop. Tariq

Ahmadiyya Mohalla Qadian

Mob. 9780601509, 9888266901, 9988748328

گئی اور بخار کا چارٹ دیکھا۔ عین نو بج کر پنتالیس منٹ پر بخار نارمل ہوا تھا اور وہ چارٹ گواہ بنا ہوا کھڑا تھا۔“ (خطبات طاہر (عیدین) صفحہ ۱۲۵۔۱۲۴)

حضرت مصلح موعودؓ ازراہ شفقت قبولیت دُعا کے طریق لوگوں کو سمجھایا بھی کرتے تھے اور احباب اس سے فائدہ اٹھا کر مستفید بھی ہوا کرتے تھے چنانچہ حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب مرحوم نے اپنا مشاہدہ و تجربہ یوں بیان فرمایا ہے۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے ۱۶؍نومبر ۱۹۵۶ء کے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے یہ دعا القاء فرمائی ہے کہ ہم قدم قدم پر خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرتے ہیں اور اس کی رضا کی جستجو کرتے ہیں اور ساتھ ہی جناب الٰہی سے بتایا گیا کہ یہ دعا سورۃ فاتحہ کا حصہ ہے۔ جو لوگ اپنی دُعاؤں میں یہ فقرے پڑھیں گے ان کی دعائیں زیادہ قبول ہوں گی۔

(الفضل ۲۳ نومبر ۱۹۵۶ء صفحہ ۳)

اس خطبہ کے چند ہفتے بعد حضرت مصلح موعودؓ کی اجازت سے تحریک کشمیر کے قدیم ریکارڈ کی عکسی کاپیاں بنوانے کیلئے لاہور آنا پڑا۔ میں سیدھا برصغیر کے نامور ادیب حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے توجہ فرمائی اور عجائب گھر کے مشفق انچارج صاحب کے ذریعہ راتوں رات دستاویزات کے روٹو گراف بنوا دیئے۔ میں حضرت شیخ صاحب کے مکان واقع رام گلی میں ہی ٹھہرا ہوا تھا۔ ابھی رات کی سیاہی ہر طرف چھائی ہوئی تھی اور ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا کہ میں طلوع فجر سے بہت پہلے کراؤن بس کے اڈے تک پہنچ گیا معلوم ہوا کہ ابھی پہلی سروس کے چلنے میں خاصی دیر ہے جس پر میں اپنے دو بیگ سنبھالے ہوئے ٹانگہ میں بیٹھ کر یونائٹڈ بس کے اڈے پر پہنچا۔ میں نے اسے کرایہ دیا اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہو گیا اور ساتھ ہی یہ معلوم ہونے پر میرے اوسان خطا ہو گئے اور زمین پاؤں سے نکل گئی کہ وہ بیگ جس میں اصل کاغذات اور اس کے فوٹو کاپی رکھے تھے ٹانگہ میں ہی رہ گئے ہیں جس پر میں نے واپس کراؤن کے اڈا کی طرف سرپٹ دوڑنا شروع کر دیا۔ عین اس وقت جبکہ مجھ پر ایک قیامت ٹوٹ چکی تھی اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے میری توجہ کا رخ حضرت مصلح موعودؓ کے بیان فرمودہ القائی نسخہ دعا کی طرف پھیر دیا۔ میں لاہور کی سڑکوں پر ایک اڈہ سے دوسرے اڈہ کی طرف بھاگتا چلا جا رہا تھا مگر ساتھ ہی درد بھرے دل سے دعائیہ کلمات بھی پڑھتا جاتا تھا۔ سراسیمگی کے اس عالم میں دن چڑھ گیا مجھے یکا یک غیبی تحریک سی ہوئی کہ موچی دروازہ میں ٹانگوں کا وسیع اڈہ ہے، مجھے فی الفور وہاں جانا چاہیئے۔ میں تیزی سے وہاں پہنچا۔ واقعی اس جگہ ٹانگے بکثرت موجود تھے اور آنے جانے والوں کا تو تانتا بندھا ہوا تھا۔ میں نے ہر ایک کوچوان سے یہی پوچھنا شروع کیا کہ میرا بیگ آپ کے ٹانگہ میں رہ گیا ہے؟ سبھی نے نفی میں جواب دیا اور اگرچہ بعض نے اظہار ہمدردی بھی کیا لیکن اکثر نے کھلا مذاق اڑایا کہ ہم تو ابھی گھر سے آرہے ہیں، ہم نے کوئی سواری بٹھائی ہی نہیں۔ ایک کو یہ پھبتی بھی سوجھی کہ یہ عجیب شخص ہے جو ہر ٹانگے میں بیٹھنے کا دعویٰ کر رہا ہے۔ غرضیکہ جتنے منہ اتنی باتیں۔ میں اس پریشان خیالی میں خاصی دیر تک سرگردان رہا کہ اچانک ایک ٹانگہ تیزی سے میرے سامنے آ کھڑا ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ اس کا مالک میرا بیگ تھامے ہوئے نیچے اتر رہا ہے اور ساتھ ہی مجھے مخاطب کر کے کہہ رہا ہے کہ میں صبح سے تمہاری تلاش میں ہوں۔ میں نے لاہور کا کونہ کونہ چھان مارا ہے۔ یہ لو اپنی امانت!! میں اس شخص کی دیانتداری پر حیران رہ گیا۔ حق یہ ہے کہ لاہور جیسے وسیع و عریض شہر میں کسی ٹانگہ بان سے گمشدہ متاع کا دوبارہ مل جانا یقیناً ایک معجزہ تھا جو حضور انور کی القائی دعا کی برکت سے رونما ہوا۔

جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

(مشکوٰۃ فروری ۲۰۱۱ صفحہ ۲۳۔۲۲)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے درج ذیل الفاظ کے ساتھ یہ مضمون ختم کیا جاتا ہے فرماتے ہیں۔

”اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان سے میں برابر یہ نظارہ دیکھ رہا ہوں کہ میری ہر دُعا اس طرح قبول ہوتی ہے کہ شائد کسی اعلیٰ درجہ کے شکاری کا نشانہ بھی اس طرح نہیں لگتا۔“

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۴۵۱)

بقیہ: حضرت مصلح موعودؓ اور صحبت مسیح موعودؑ از صفحہ ۱۸

کی وجہ سے تو ہم نے بجلی سے بچنا تھا نہ یہ کہ ہماری وجہ سے وہ بجلی سے محفوظ رہتے۔ میں سمجھتا ہوں میری وہ حرکت ایک مجنوں کی حرکت سے کم نہیں تھی مگر مجھے ہمیشہ خوشی ہوا کرتی ہے کہ اس واقعہ نے مجھ پر بھی اُس محبت کو ظاہر کر دیا جو مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تھی“ (خلافت علی منہاج النبوۃ جلد سوم صفحہ ۲۶۹۔۲۷۰ مطبوعہ قادیان)

حضرت مصلح موعودؓ ہوش سنبھالتے ہی حضرت اقدسؑ کی صحبت صادقہ کے لئے سایہ کی طرح چپکے رہتے تھے مگر اُن کو الف، ب پڑھانے کا دعویٰ کرنے والے ہیڈ ماسٹر صاحب نے روزانہ روٹین کا یوں حساب لگایا گویا بیشتر وقت اسکول میں پھنسے رہنے کی وجہ سے صحبت صادقہ سے محروم رہے۔ حالانکہ خود اُن ہی کے ایک مسلمہ لیڈر نے صاف صاف گواہی دے دی ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ سایہ کی طرح رہ کر حضرت اقدسؑ کی صحبت سے فیضیاب ہوتے رہے۔ اب آخر میں مذکورہ ہیڈ ماسٹر مولوی صدر الدین صاحب کے ایک دوست ماسٹر فقیر اللہ مرحوم جو حضرت مصلح موعودؓ (میاں صاحب) کو حساب پڑھایا کرتے تھے، کی آپؓ کے بارے میں شکایت ملاحظہ ہو۔

ایک ماسٹر (مولوی صدر الدین صاحب) کا میاں صاحب کے متعلق بیان ہے کہ کثرتِ اوقات اسکول میں گذارتے تھے تو دوسرے ماسٹر (ماسٹر فقیر اللہ صاحب) کا میاں صاحب کے خلاف شکوہ حضرت اقدسؑ کی خدمت میں یہ تھا کہ میاں صاحب اسکول میں کثرت سے ناغہ کرتے ہیں۔ چنانچہ واقعہ کی تفصیل حضرت مصلح موعودؓ کے مقدس الفاظ میں جو خود بھی ایک مستقل روایت حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی صحبت کی ہے فرمایا۔

”ماسٹر فقیر اللہ صاحب جن کو خدا تعالیٰ نے اسی سال (۱۹۴۴ء) ہمارے ساتھ ملنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ (۱۹۱۴ء سے ۱۹۴۴ء تک مولوی صدر الدین صاحب کے ساتھ تھے) وہ ہمارے حساب کے استاد تھے اور لڑکوں کو سمجھانے کے لئے بورڈ پر سوالات حل کرتے تھے لیکن مجھے اپنی نظر کی کمزوری کی وجہ سے وہ دکھائی نہیں دیتے تھے کیونکہ جتنی دور بورڈ تھا۔ اتنی دور تک میری بینائی کام نہیں دے سکتی تھی اور پھر زیادہ دیر تک میں بورڈ کی طرف یوں بھی نہیں دیکھ سکتا تھا کیونکہ نظر تھک جاتی۔ اس وجہ سے میں کلاس میں بیٹھنا فضول سمجھا کرتا تھا۔ کبھی جی چاہتا تو چلا جاتا اور کبھی نہ جاتا ماسٹر فقیر اللہ صاحب نے ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس میرے متعلق شکایت کی کہ حضور یہ کچھ نہیں پڑھتا۔ کبھی مدرسہ میں آجاتا ہے اور کبھی نہیں آتا۔ مجھے یاد ہے جب ماسٹر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس یہ شکایت کی تو میں ڈر کے مارے چھپ گیا کہ معلوم نہیں حضرت مسیح موعودؑ کس قدر ناراض ہوں۔

لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب یہ بات سنی تو آپؑ نے فرمایا۔ آپ کی بڑی مہربانی ہے جو آپ بچے کا خیال رکھتے ہیں اور مجھے آپ کی بات سن کر بڑی خوشی ہوئی کہ یہ کبھی کبھی مدرسے چلا جاتا ہے ورنہ میرے نزدیک تو اس کی صحت اس قابل نہیں کہ پڑھائی کر سکے۔ پھر ہنس کر فرمانے لگے اس سے ہم نے آٹے دال کی دُکان تھوڑی کھلوانی ہے کہ اسے حساب سکھایا جائے۔ حساب اسے آئے نہ آئے کوئی بات نہیں۔ آخر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا آپ کے صحابہ نے کونسا حساب سیکھا تھا۔ اگر یہ مدرسہ میں چلا جائے تو اچھی بات ہے ورنہ اسے مجبور نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ سن کر ماسٹر صاحب واپس آگئے۔ میں نے اس نرمی سے اور بھی فائدہ اٹھانا شروع کر دیا اور پھر مدرسے جانا ہی چھوڑ دیا۔ کبھی مہینہ میں ایک آدھ دفعہ چلا جاتا تو اور بات تھی“۔

(سوانح فضل عمر جلد اوّل ۱۰۵۔۱۰۶ طبع اول ربوہ)

مولوی صدر الدین صاحب کے بیان کے بالمقابل دو گواہوں کے بعد امر واقعہ یہ ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ نے ایک مختصر عمر (انیس سال) تک جس میں غیر شعوری دور بھی شامل ہے میں حضرت اقدسؑ کی صحبت سے جو فائدہ اُٹھا کر لوگوں کو مستفید کیا ہے اس کا عشر عشیر بھی ان ہیڈ ماسٹر یا سینئر کہلانے والوں نے نہیں کیا بلکہ امر واقعہ یہ ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت اقدس کے دربار کی خلوت و جلوت کے اتنے مشاہدات بیان فرمائے ہیں کہ اگر ان سب روایات کو ہی جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب بن سکتی ہے جس طرح حضرت خلیفہ اوّلؓ نے حضرت صاحبزادہ صاحب کی ۱۹ سال کی عمر میں تصنیف صادقوں کی روشنی کو کون دور کر سکتا ہے“ کو اتمام حجت کی خاطر مولوی محمد حسین بٹالوی کو بھیجا اور لکھا کہ:

”حضرت مرزا صاحب کی اولاد میں سے ایک نے تو یہ کتاب لکھی ہے جو میں تمہاری طرف بھیجتا ہوں۔ تمہاری اولاد میں سے کسی نے کوئی کتاب لکھی ہو تو مجھے بھیج دو“۔ (عرفان الٰہی صفحہ ۹۰ طبع اول)

اسی طرح حضرت مصلح موعودؓ کے حاسدین سے ہم بھی یہ کہتے ہیں کہ دربار مسیح موعودؑ کی متعدد باتوں میں سے چند ہم نے نقل کی ہیں اور اگر آپ کی طرف سے ایسی چیز ہے تو بھیجیں تا کہ موازنہ ہو کہ حضرت اقدسؑ کی صحبت سے زیادہ فیضیاب کون ہوا۔

آخر میں حضرت خلیفہ اوّلؓ کے الفاظ میں یہ لکھ کر اس مضمون کو ختم کرتے ہیں کہ: ”محمود مسیح موعود کا بیٹا ہے۔ اس پر جو زبان تیز کرے گا وہ یاد رکھے کہ محمد حسین نے ایسا کیا اور اس کی اولاد گندہ ہو گئی“

(الفضل ۱۸؍اپریل ۱۹۱۴ منقول از الفرقان مئی جون ۱۹۶۵ء صفحہ ۹۸)

❀❀❀

اعلان دُعا

خاکسار کی بھانجی عزیزہ سارہ ریحان صاحبہ بنت مکرم مرحوم سید ابو ریحان صاحب ساکن برّہ پورہ بہار کی شادی خاکسار کے بھتیجہ عزیزم سید عبد القیوم ابن مکرم سید عبد النسیم ساکن برّہ پورہ بہار کے ساتھ ۲۰ نومبر ۲۰۱۳ء کو ہوئی اور اسی طرح مورخہ ۲۲ نومبر ۲۰۱۳ء کو خاکسار کی بھتیجی عزیزہ صباح النصر بنت مکرم محمد عبد الباقی صاحب امیر ضلع بھاگلپور کی شادی خاکسار کے بھتیجے مکرم محمد ابو الفضل ابن مکرم سید عبد النسیم صاحب برّہ پورہ کے ساتھ ہوئی۔ قارئین کرام سے ہر دو رشتوں کے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کیلئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

(سید عبد الرفیع، کارکن نظارت امور عامہ قادیان)

حاصل مطالعہ

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ ـــــ بائبل کے ایک زبردست عالم

(حفیظ احمد الہ دین مینیجر ہفت روزہ اخبار بدر)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ بائبل کے زبردست عالم تھے۔ بائبل پر آپ کی نظر بہت گہری تھی۔ آپ نے عیسائی پادریوں اور بڑے بڑے عیسائی عالموں اور منّادوں سے بیسیوں گفتگو کی اور کوئی گفتگو بھی ایسی نہ تھی جس میں مدّمقابل آپ سے متاثر نہ ہوا ہو۔ بلکہ اکثر تو گفتگو کے دَوران ہی اسلام اور بانی اسلام اور قرآن مجید کی عظمت کے قائل ہوجاتے اور اسلام کے قریب ہوجاتے اور اسلام سے ان کا نفرت کا جذبہ کافور ہوجاتا بلکہ بعض نے تو پہلی گفتگو میں ہی اسلام قبول کرلینا اپنے لئے باعثِ فخر سمجھا اور اسلام میں داخل ہوگئے۔

خلافت کے شروع سال میں ایک عیسائی دوست نے جو قادیان ٹھہر کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سے مذہبی تبادلہ خیالات کررہے تھے اپنا تاثر ان الفاظ میں بیان کیا :

''میرا زمانہ تجربہ ۲۵ سال کا ہے اور اس شخص (حضورؓ) کی عمر ۲۵ سال ہے۔ مگر مَیں دیکھتا ہوں کہ مسیحی مذہب کا علم ان کو مجھ سے زیادہ ہے۔ مَیں نے بہت وعظ اور تقاریر سنی ہیں مگر یہ حالت نہیں دیکھی یہ تو خداداد قابلیت ہے۔''

پھر حضور سے مزید تبادلہ خیالات کے بعد انہوں نے کہا :

'' آپ کے سردار حضرت صاحب باوجود اس نوجوانی کے وہ روشن ضمیری رکھتے ہیں کہ مَیں نے کئی مولویوں اور مقرروں کے وعظ سُنے مگر یہ اثر، یہ جادُو بیانی ان میں ہرگز نہیں پائی جاتی۔ مَیں جب آپ کی صحبت میں بیٹھا تو کئی اعتراضات لے کر بیٹھا مگر بغیر اس کے کہ مَیں انہیں زبان پر لاؤں حضرت صاحب نے ایسی تقریر شروع کی کہ وہ خود بخود دُور ہوگئے۔ باوجود عیسائی ہونے کے پیغمبرِ عرب کی اب مطلقاً نفرت میرے دل میں نہیں بلکہ بہت بڑی عزت ہوگئی۔ قرآن مجید کو پہلے لغو کتاب سمجھتا تھا اب مَیں اسے اعلیٰ کتاب سمجھتا ہوں۔ میرے دل میں ایک جنگ شروع ہوگئی ہے مَیں نے جو کچھ حضرت صاحب نے فرمایا سب نوٹ کرلیا ہے اب مَیں اطمینان سے اس پر غور کروں گا۔ مَیں اُمید کرتا ہوں کہ آپ لوگ میرے حق میں دعا کریں گے کہ جو خدا کے نزدیک راہِ راست ہے وہ مجھے دکھائے۔ مَیں پھر اقرار کرتا ہوں کہ حضرت صاحب کے بیان میں ایک جادو کا اثر ہے اور نہایت اعلیٰ معلومات رکھتے ہیں اور مَیں بہت شکرگزار ہوں۔''

اسی طرح ماسٹر عبدالرحمن صاحب خاکی راولپنڈی کی ایک روایت بھی پڑھنے کے لائق ہے جو مناظرہ کے وقت آپ کی حاضر جوابی اور بائبل سے گہری واقفیت کے موضوع پر عمدہ روشنی ڈالتی ہے۔ ماسٹر صاحب لکھتے ہیں :-

'' ایک عیسائی جس نے ۲۵-۲۶ سال تک عیسائیت کی تبلیغ کی تھی قادیان میں آیا۔ مغرب کی نماز کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سے گفتگو شروع کی۔ حضرت حافظ روشن علی صاحب بھی اس مجلس میں موجود تھے۔ گفتگو کے دَوران حضور نے کسی بات پر ''اگر'' کا لفظ استعمال فرمایا یعنی فرمایا کہ اگر ایسا ہوتو ایسا ہوسکتا ہے۔ اس پر پادری نے کہا کہ اگر والی بات تو کمزور ہوتی ہے۔ اس پر حضور نے فرمایا: کہ اگر مَیں چاہوں تو دس ہزار فرشتے میری مدد کو آسکتے ہیں۔ کیا حضرت مسیح علیہ السلام کی یہ بات کمزور تھی؟ یہ بات سُن کر وہ پادری ہنس پڑا اور لاجواب ہوگیا۔ یہ خلافت ثانیہ کے بالکل ابتدائی زمانہ کی بات ہے۔''

(ماخوذ از سوانح فضل عمر جلد دوم صفحہ ۸۹ تا ۹۸ مطبع فضل عمر پریس ایڈیشن ۲۰۰۶)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:-

''اوائل ۱۹۱۶ء میں لاہور کے تین یورپین عیسائی علماء تحقیق اور احمدیت کے مطالعہ کی غرض سے قادیان تشریف لائے ان میں ایک مسٹر والٹر ینگ مَین کرسچن ایسوسی ایشن لاہور کے سیکرٹری تھے۔ دوسرے مسٹر ہیوم اِسی ایسوسی ایشن کے ایجوکیشن سیکرٹری اور تیسرے مسٹر لیوکس ایف سی کالج لاہور کے وائس پرنسپل تھے۔ مسٹر والٹر کا ارادہ قادیان اور تحریک احمدیت پر ایک کتاب لکھنے کا تھا۔ چنانچہ وہ مختلف مقامات کی زیارت کے علاوہ مختلف پرانے اور نئے احمدیوں سے گفت وشنید اور تبادلہ خیالات کرتے رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح سے مذہبی امور پر آپ کی ایک طویل گفتگو ہوئی جو الفضل ۱۵ جنوری ۱۹۱۶ء میں شائع ہوئی اور پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ مدِّمقابل ایک عیسائی مستشرق ہے جسے بائبل پر بھی گہرا عبور ہے اور اسلامیات پر بھی وہ نظر رکھتا ہے۔ گہری تنقیدی نظر سے وہ تحریک احمدیت کا مطالعہ کررہا ہے اور ایسے پیچیدہ سوالات کرتا ہیکہ جن کے جوابات دیتے وقت مدِّمقابل اُلجھن میں پڑجائے اور بعض ایسے سوالات کرتا ہے جن کے متعلق وہ جانتا ہے کہ دیگر فرقوں اور مذاہب کے ماننے والوں کے سامنے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی پوزیشن کو مشکل میں ڈال دیں گے۔ یہ ایسا سنجیدہ اور اعلیٰ پایہ کا علمی مکالمہ ومخاطبہ ہے کہ اس کا خلاصہ پیش کرنا ہمارے لئے مشکل ہے اور طوالت کے خوف سے من عن پیش کرنا بھی محال ہے صرف ایک سوال اور اس کا جواب پیش کرنے پر اکتفا کی جاتی ہے :-

مسٹر والٹر: کیا سوائے احمدیوں کے سب لوگ دوزخ میں جائیں گے احمدی تو بہت تھوڑے ہیں؟

حضرت خلیفۃ المسیح :: آپ کے نزدیک حضرت مسیح جب آئے تھے تو اس وقت صرف تیرہ آدمی نجات یافتہ نکلے تھے۔ اگر اُن کے وقت سوائے تیرہ کے اَور کوئی نجات نہیں پاسکا تو اِس وقت کئی لاکھ کے سوا اگر اَور نجات نہیں پائیں گے تو کیا حرج ہے۔

تاریخ احمدیت میں مسٹر والٹر اور ان کے ساتھیوں کے تأثرات کا دلچسپ ذکر ملتا ہے قادیان میں آمد حضرت خلیفۃ المسیح اور صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاقات کا ایسا گہرا اثر ان زائرین کے دل پر پڑا کہ مسٹر والٹر نے بعد میں اپنی ایک کتاب ''احمدیہ موومنٹ'' میں اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے گہرے تأثرات کا اظہار کیا جو احبابِ قادیان سے مل کر ان کے دل پر پڑے پھر مدتوں بعد ایک موقعہ پر سیلون میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر لیوکس نے سامعین کے سامنے بڑے وثوق کے ساتھ یہ اظہار خیال کیا کہ عیسائیت اور اسلام کی جنگ کا فیصلہ دنیا کے کسی بڑے شہر میں نہیں ہوگا۔ نہ لنڈن میں نہ نیویارک میں نہ ہی واشنگٹن میں بلکہ دنیا کی ایک نامعلوم چھوٹی سی بستی میں اسلام اور عیسائیت کی آخری جنگ لڑی جائے گی اور اس بستی کا نام قادیان ہے۔

اِسی دَور میں ایک اَور عیسائی محقق کی قادیان میں آمد کا تفصیلی ذکر الفضل 27 رمئی 1916 میں ملتا ہے۔ اس کے مطالعہ سے بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے عیسائیت کے بارہ میں نہایت گہرے مطالعہ اور لدُنّی علم کا حال معلوم ہوتا ہے۔ ان صاحب نے جو نجات دہندہ کی تلاش میں گھومتے ہوئے قادیان پہنچے اور ایسے وقت میں حضرت صاحب سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے کہ حضور ڈاک دیکھنے کے لئے باہر تشریف لائے تھے۔ آتے ہی بڑے دُکھ سے اس امر کا اظہار کیا کہ مَیں نے نجات دہندہ کی تلاش میں دنیا کی خاک چھان ماری ہے مگر ابھی تک سوائے یسوع مسیح کے کوئی نجات دہندہ میرے معیار پر پُورا اترتا نظر نہیں آتا۔ اگر آپ اس بارہ میں میری رہنمائی فرماسکیں تو میری خوش بختی ہوگی۔ حضرت صاحب نے اس موضوع پر جو فی البدیہہ تقریر فرمائی وہ آج بھی احمدی مبلغین کے لئے اور عیسائیت میں دلچسپی رکھنے والے محققین کے لئے ایک روشنی کا مینار ہے۔ یہ فی البدیہہ تقریر جس کو ایک زودنویس نے جو غالباً ڈاک کے نوٹس لینے کے لئے حاضر تھا اسی وقت کم وبیش انہی الفاظ میں نوٹ کرلیا اور جلد ہی اسے الفضل میں شائع کروادیا۔ یہ الفضل کے قریباً سات صفحات پر مشتمل ہے اور پڑھنے والا یُوں محسوس کرتا ہے کہ مقرر نے بہت گہری تحقیق اور غور کے بعد باقاعدہ نوٹس تیار کرکے اور انہیں عمدہ ترتیب دینے کے بعد یہ تقریر فرمائی ہے۔ مربوط جامع دلائل اور حکمت وفلسفہ سے پُر یہ مضمون پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے

اس تقریر کا نتیجہ بھی بہت جلد ایک شیریں ثمر کی صورت میں ظاہر ہوا اور سوال کرنے والا متلاشی حق جو خدا جانے کب سے تلاشِ حق میں سرگرداں تھا اس تقریر کے اثر سے مسلمان ہوگیا اور اسے بالآخر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکمل وجود میں وہ آخری نجات دہندہ مل گیا جس کی اُسے ایک مدت سے تلاش تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی تقریر کا جو گہرا اور دیرپا اثر اس کے دل پر پڑا اس کا اس امر سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ قبولِ اسلام کے بعد اس نے قادیان ہی میں ٹھہر کر اسلامی تعلیم حاصل کرنے کا فیصلہ کرلیا اور قادیان کے دینی مدرسہ میں داخل ہوکر ایک لمبے عرصہ تک تعلیم پاتا رہا۔

قادیان میں پروفیسر مارگولیتھ کی آمد اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے دلچسپ گفتگو

مسٹر والٹر اور مسٹر لیوکس کی قادیان میں آمد کا ذکر گزر چکا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ قادیان روز بروز ایک عالمی دلچسپی کا مرکز بنتا چلا جارہا تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس کلام کی صداقت ہر آنے والے سال میں پہلے سے بڑھ کر ظاہر ہوتی جارہی تھی کہ ؎

مَیں تھا غریب و بے کس و گمنام و بے ہُنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی
اب دیکھتے ہو کیسا رجوعِ جہاں ہوا
اک مرجعِ خواص یہی قادیاں ہوا

پس قادیان مرجعِ عوام بھی ہوا اور مرجعِ خواص بھی بنا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک دوسری پیشگوئی کے پورا ہونے کے بھی آثار ظاہر ہونے لگے کہ آپ کا موعود بیٹا زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ گو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ ہی سے قادیان کی حیثیت اس لحاظ سے تو خوب متعارف ہوچکی تھی کہ یہ دَورِ حاضر کی ایک مذہبی تحریک کا مرکز ہے جو اسلام کے اِحیائے نَو کی دعویدار ہے۔ لیکن جہاں تک حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا تعلق تھا ابھی آپ نے عالمی شہرت نہ پائی تھی۔ ایک نوعمر رہنما جو نہ بڑے مذہبی مدارس کا سند یافتہ ہو نہ دنیوی تعلیم کے زیور سے آراستہ، ایسے نوجوان رہنما سے ملاقات کا امکان یقینا دلوں کو بڑا حوصلہ بخشتا ہوگا۔ اور بعض جوشیلے ملاقاتیوں کے دل میں تو یقینا یہ اُمید چٹکیاں لیتی ہوگی کہ کس کس طرح اس ''ناتجربہ کار'' اور ''کم علم'' بچے کو نیچا دکھائیں گے۔ مگر واقعتاً ایسی ملاقاتوں کا جو نتیجہ نکلتا وہ اس کے برعکس ہوتا جس کا کچھ حال پہلے بیان ہوچکا ہے اور کچھ اب بیان کیا جاتا ہے۔

پروفیسر مارگولیتھ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ یہ وہ شہرۂ آفاق مستشرق مؤرّخ ہیں جن کے علم کا سکّہ ان کے عہدِ زندگی میں ہی سب دنیا کے علمی حلقوں پر بیٹھ چکا تھا۔ اور آج تو وہ تاریخ اسلام پر ایک وقیع سند کی حیثیت اختیار کرچکے ہیں۔ اُس زمانہ میں قادیان کی شہرت کی پہلی کرنیں یورپ کے علمی حلقوں تک ابھی پہنچنا ہی شروع ہوئی تھیں۔ چنانچہ پروفیسر مارگولیتھ نے جو آکسفورڈ میں تاریخ اسلام کے پروفیسر تھے اور لاہور ایک لیکچر کے سلسلہ میں تشریف لائے تھے اس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے خود قادیان جاکر تحریکِ

احمدیت کا مطالعہ کرنا ضروری سمجھا ۔ چنانچہ شدید مصروفیات اور وقت کی کمی کے باوجود تقریباً نصف دن قادیان میں گزار کر تاریخی اہمیت کے مقامات کا معائنہ کیا اور مختلف احمدی دوستوں سے تبادلہ خیالات کرتے رہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سے آپ کی ملاقات اور گفتگو الفضل نے ہمارے لئے مِن وعَن محفوظ کردی ہے جس کے مطالعہ سے حضرت خلیفۃ المسیح کی شخصیت کے بعض پہلو نکھر کر سامنے آجاتے ہیں۔

اوّل یہ کہ دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا عالم آپ کو قطعاً مرعوب نہ کرسکتا تھا اور آپ کسی ادنیٰ سی نفسیاتی اُلجھن کا شکار بھی نہیں ہوتے تھے۔جس طرح کامل خود اعتمادی کے ساتھ آپ پروفیسر صاحب موصوف سے مخاطب ہوتے ہیں آپ کی معمولی دنیوی تعلیمی سطح اور پروفیسر صاحب موصوف کی عالمی علمی شہرت کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ امر حیران کن ہے ۔ اس خود اعتمادی میں خود ستائی کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا۔نہ ہی یہ کسی کھوکھلی غلط فہمی پر مبنی ہے۔ یہ ایک ایسی خود اعتمادی ہے جو ٹھوس بنیادوں پر قائم ہے اور وجہِ جواز اپنے ساتھ رکھتی ہے۔ چنانچہ اس تبادلہ خیالات کو پڑھتے ہوئے قاری جب آگے بڑھتا ہے تو یہ محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ پروفیسر مارگولیتھ صاحب ہر قدم پر رائے بدلنے پر مجبور ہورہے ہیں۔اور اس نوجوان کے متعلق تیزی کے ساتھ اپنے تاثرات میں تبدیلی پیدا کررہے ہیں اور آپ کی بات کو پہلے سے بڑھ کر وزن دینے کے علاوہ اپنے جوابات اور سوالات میں پہلے سے کہیں زیادہ محتاط ہوتے چلے جاتے ہیں۔

ابتداء میں آپؓ نے بظاہر خالصۃً تاریخی دلچسپی کے سوال کچھ اس رنگ میں کئے کہ پروفیسر صاحب موصوف آپ کے سوالات کو ایک عام ناواقف طالب علم کے سوالات پر محمول کرتے ہوں گے۔ چنانچہ ابتداء میں پروفیسر صاحب موصوف کے جواب میں ایسی شفقت کا عنصر دکھائی دیتا ہے جو ایک قابل اور بااخلاق استاد اپنے شاگردوں سے گفتگو کرتے ہوئے دکھایا کرتا ہے ۔لیکن معاً اس گفتگو کا رُخ بدلتا ہے اور حضرت صاحب اچانک یہ نیا نکتہ گفتگو میں پیش فرماتے ہیں کہ جب تاریخ فی ذاتہٖ کامل طور پر قابلِ اعتماد نہیں اور اس کے چہرے پر جگہ جگہ اشتباہ کے پردے لٹکے ہوئے ہیں اور بعض حالات کی راہ میں تو جھوٹ کی تاریکیاں بھی حائل ہیں تو کیا کسی تاریخ کی صداقت پرکھنے کا بہترین طریق یہ نہ ہوگا کہ اس زمانہ میں بھی اس کی صداقت کا کوئی شاہد ملے ۔ پروفیسر صاحب موصوف نے اس کے جواب میں پُرزور تائید فرمائی کہ ہاں اس سے بہتر ذریعہ کسی تاریخ کی صداقت کا اَور نہیں ہوسکتا۔تب آپ نے مضمون کو خالصۃً مذہبی رنگ دیتے ہوئے اچانک بحث کا نقشہ بدل دیا اور پروفیسر صاحب کو ایک ایسی گفتگو پر مجبور کردیا جس کا ابتداء میں وہ خیال بھی نہیں کرسکتے تھے۔ یہاں پہنچ کر پروفیسر صاحب نہ صرف اَور زیادہ محتاط نظر آتے ہیں بلکہ نہایت فراست اور ذہانت کے ساتھ بظاہر بڑے کاری ہتھیاروں کے ساتھ اس نوجوان پر جوابی حملہ کرنے پر بھی مجبور ہوجاتے ہیں اور غالباً یہی حضرت صاحب کا منشاء تھا کہ کسی طرح کھُل کر بے تکلّفی کے ساتھ وہ اسلام اور احمدیت پر اپنے اعتراضات ظاہر کریں ورنہ مغربی تہذیب کے پابند اِن پروفیسر صاحب کے چند رسمی بااخلاق کلمات سے تو کچھ حاصل نہ ہوتا۔

آپؓ نے فرمایا کیوں نہ تمام مذاہب کو اس کسوٹی پر پرکھا جائے کہ جو جو معجزات اور نشانات اُن کی قدیم تاریخ ہمیں باور کرنے پر مجبور کرتی ہے ان کے متعلق اس زمانہ میں شاہد طلب کئے جاویں یعنی اگر حضرت کرشن سچے تھے تو اس زمانہ میں ان کے ماننے والے ویسے ہی معجزات پیش کرکے اپنی تاریخ کو سچا کرکے دکھائیں۔اگر مسیحیت کی تاریخ سچی ہے تو حضرت مسیح کی طرف منسوب کردہ معجزات کا اس زمانہ میں کچھ مشاہدہ کروایا جائے۔وعلیٰ ہذا القیاس۔ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔

جب کسی مذہب کی تاریخ پر زمانہ حال کے شاہد گواہی دینے کو اُٹھ کھڑے ہوں گے تو جس طرح ایک تاریخی شہر کے کھنڈرات کو دیکھ کر کسی کے لئے انکار کی گنجائش باقی نہیں رہتی اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر سچے مذہب کی تاریخ کی صداقت روز روشن کی طرح ظاہر ہوجائے گی ۔آپ نے انہیں بتایا کہ احمدیت اس کسوٹی پر اسلام کی نمائندگی کرنے کے لئے تیار ہے اور اسلامی تاریخ کو سچا ثابت کردکھانے کے لئے ہر چیلنج کو قبول کرتی ہے۔

پروفیسر صاحب کے لئے گفتگو کا یہ نیا موڑ بہت اچنبھے کا موجب بنا لیکن وہ دانشور جو اسلامی تاریخ اور اسلامی لٹریچر پر گہری نظر رکھتا تھا اس آسانی سے مات کھانے کے لئے تیار نہ تھا۔ چنانچہ انہوں نے ایک چھوٹا سا معصومانہ سوال ایسا کیا جو حضرت صاحب کو بہت اُلجھن میں ڈال سکتا تھا۔آپ نے مہذبانہ رنگ میں استفسار کیا :

’’کیا کتاب دلائل النبوّت میں جو معجزے ہیں اُن کو آپ مانتے ہیں۔؟‘‘

کتاب دلائل النبوّت ایک ایسی کتاب ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واجب التسلیم معجزات کے ساتھ ایسے بہت سے قصے بھی درج کردیئے گئے ہیں جو افسانوی رنگ رکھتے ہیں ۔ چنانچہ اس سوال کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اگر اثبات میں سر ہلاتے تو ایسے خیالی معجزوں کے ثبوت پیش کرنے کے بھی وہ پابند ہوجاتے جن کی قرآن وسنّت تصدیق نہیں کرتے ۔ اگر انکار فرماتے تو گویا دوسرے لفظوں میں معجزات کے وجود ہی کا سرے سے انکار ہوجاتا۔ چنانچہ آپ نے اس شرط کے ساتھ مذکورہ کتاب کے معجزات کو تسلیم کرنے کا دعویٰ کیا کہ قرآن اور سنت ان کی تائید کرتے ہوں۔

ہم پروفیسر صاحب کو داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ فضول کج بحثیوں میں پڑنے کی بجائے اُنہوں نے فی الفور اس کسوٹی کو تسلیم کرتے ہوئے اپنے ترکش سے وہ سب سے کاری تیر نکالا جو مستشرق، اسلام کے خلاف استعمال کیا کرتے ہیں۔یعنی معجزہ شق القمر، جس کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے، کو پیش کرکے یہ توقع ظاہر کی کہ آج بھی ایسا ہی معجزہ رُونما ہو تو ہم تسلیم کرلیں گے کہ واقعی زمانہ حال نے زمانہ ماضی پر شہادت دے دی ۔

اس کا جواب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اپنے الفاظ میں مِن وعَن پیش کیا جاتا ہے :۔

’’جس رنگ میں قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے اسی طرح ہوسکتا ہے ۔قرآن کریم نے جو کچھ اس کے متعلق بتایا ہے وہ اس سے بالکل الگ ہے جو عام طور پر مشہور ہے ۔قرآن کریم کہتا ہے کہ شق القمر ساعت کی علامت ہے اب اس کے وہی معنیٰ کئے جائیں گے جن کی رُو سے ساعت کی علامت ٹھہرے ۔ اور وہ یہ ہیں کہ قمر عرب کی مملکت کا نشان تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کشفی رنگ میں دکھایا گیا کہ قمر دو ٹکڑے ہوگیا ہے اور یہ کشف دوسروں کو بھی دکھایا گیا ۔ اس قسم کا کشف جو دوسروں کو بھی دکھائی دے اس زمانہ میں بھی ہوا، اور ہوسکتا ہے ۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کشف میں دکھایا گیا کہ چاند پھٹ گیا ہے جس سے یہ مُراد تھی کہ عرب کی حکومت تباہ ہوجائے گی ۔اس قسم کے کشف کا دروازہ بند نہیں ہوا اب بھی کھلا ہے۔

اس بات کا ثبوت کہ قمر سے مراد عرب کی حکومت تھی اس مشہور واقعہ سے ملتا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر پر حملہ کیا تو وہاں کے سردار کی لڑکی صفیہ نے رؤیا دیکھا کہ چاند میری گود میں آگیا ہے۔اس نے جب یہ رؤیا اپنے باپ کو سنائی تو اس نے اسے تھپڑ مارا کہ کیا تُو عرب کے بادشاہ سے شادی کرنا چاہتی ہے ۔ یہ خواب اس کی اس رنگ میں پوری ہوئی کہ جب خیبر فتح ہوا تو حضرت صفیہ کا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا۔غرض چاند اہل عرب کی حکومت کا نشان تھا اور اس کے پھٹنے میں اس وقت کے انتظامِ حکومت کی تباہی کی پیشگوئی تھی۔

یہ جواب سنکر پروفیسر صاحب نے اس میں کسی اعتراض کی گنجائش نہ پائی۔البتہ ایک اَور سخت تر حملہ اس سوال کی صورت میں کیا کہ قرآن کے بے مثل ہونے کا جو معجزہ ہے کیا وہ دوبارہ دکھایا جاسکتا ہے۔شاید ان کا خیال تھا کہ اگر مرزا صاحب کہیں کہ دکھایا جاسکتا ہے تو قرآن کا بے مثل ہونا بظاہر مشکوک ہوجائے گا اور اگر کہیں نہیں دکھایا جاسکتا تو یہ دعویٰ کہ اس زمانہ میں شواہد پیش کئے جاسکتے ہیں غلط ثابت ہوگا۔لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا پورا جواب جو ذیل میں پیش کیا جاتا ہے، ان دونوں خطرات سے بچکر حقیقت کو اس رنگ میں واضح کر گیا کہ پروفیسر صاحب موصوف کے لئے مزید جرح کی گنجائش نہ رہی اور اس چیلنج کو جو احمدیت نے پیش کیا تھا قبول کرنے کے امکانات کا جائزہ لینے لگے۔حضرت صاحب نے فرمایا :۔

اس زمانہ میں کم از کم بیس دفعہ تو دکھایا جاچکا ہے۔ ہمارے امام حضرت مرزا صاحب نے کئی ایک کتابیں عربی زبان میں لکھیں۔تیس ہزار روپیہ تک انعام رکھا اور تمام دنیا کے لوگوں کو چیلنج دیا کہ ان کے مقابلہ پر لکھیں لیکن کوئی مقابلہ نہ کرسکا ۔ آپ نے نہ کسی عربی مدرسہ میں پڑھا نہ آپ کبھی عرب گئے ۔ نہ آپ نے کسی مشہور معروف استاد سے تعلیم حاصل کی ۔لیکن باوجود اس کے آپ نے تمام دنیا کے عربی دانوں کو چیلنج دیا لیکن کسی نے قبول نہ کیا۔ یہ ثبوت تھا اس بات کا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو یہ اعتراض کیا جاتا تھا کہ آپ جب پڑھے ہوئے نہیں تھے تو پھر قرآن کس طرح بنالیا۔قرآن کریم کسی انجمن نے مل کر بنایا ہے وہ اعتراض غلط تھا۔اب بھی ایک شخص نے جو ایک لحاظ سے ناخواندہ تھا اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت کے ساتھ بے مثل کتاب لکھ کر ثابت کردیا کہ جب خدا تعالیٰ رہنما اور استاد ہو تو ایک اُمّی کی زبان پر بے مثل کلام کا جاری ہونا ہرگز ناقابل قبول امر نہیں۔

حضرت مرزا صاحب پر کفر کے فتوے دینے والے اب بھی ہندوستان میں موجود ہیں۔ وہ اس بات کی گواہی دے سکتے ہیں کہ آپ نے کسی عربی مدرسہ میں تعلیم نہیں پائی ۔آپ کبھی عرب ممالک میں نہیں گئے ۔ آپ کی مادری زبان عربی نہ تھی مگر باوجود اس کے آپ نے عربوں اور تمام دنیا کے عربی دانوں کو چیلنج دیا جسے قبول کرنے کی جرأت کسی کو نہ ہوئی۔المنار کا ایڈیٹر مقابلہ پر تو کچھ نہ لکھ سکا۔ ہاں یہ لکھ دیا کہ آپ کی کتب میں بہت سی غلطیاں پائی جاتی ہیں۔لیکن جب اُسے جواب دیا گیا اور چیلنج کیا گیا تو پھر ایسا نادم اور شرمندہ ہوا کہ کچھ بول نہ سکا اور مقابلہ سے دل چُرا گیا۔‘‘

پروفیسر صاحب نے یہ سنکر غالباً یہ سوچتے ہوئے کہ کیوں نہ اس چیلنج کو قبول کرلیا جائے یہ بڑا معقول سوال کیا :۔

’’ اگر کوئی اس چیلنج کو قبول کرے تو فیصلہ کون کرے گا‘‘

حضرت صاحب نے جواباً فرمایا :۔

حضرت مرزا صاحب نے اس کا بھی فیصلہ کردیا ہوا ہے اور وہ یہ کہ جو چیلنج منظور کرے وہی جج بھی مقرر کرے (بشرطیکہ وہ جج اس کے مریدین وغیرہ میں سے نہ ہوں) البتہ وہ جج فیصلہ کرتے وقت یہ قسم کھائیں کہ اگر ہم جھوٹا فیصلہ کریں تو ایک سال کے اندر اندر ہم پر خدا کا عذاب نازل ہو۔ پھر اگر ایک سال تک ان پر کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہو جو خاص شان اور ہیبت رکھتا ہو تو انعام سپرد کردیا جائے گا۔‘‘

پروفیسر صاحب : یہ تو بہت وسیع حوصلہ دکھایا گیا ہے۔آپ سے گفتگو کرکے مجھے بہت فائدہ حاصل ہوا ہے اور میں آپ کا شکرگزار ہوں۔

ایک تیسرا پہلو اسلام کے سپہ سالار کی حیثیت سے آپ کے کردار کی عظمت کا اس گفتگو کے دوران یہ ظاہر ہوا کہ ان مستشرقین کو جو اسلام کو غیر اخلاقی جارحیت اور ضد اور تعصب کے طعنے دیا کرتے تھے خود انہی کے ہتھیاروں سے مجروح کرتے ہوئے یہ نصیحت فرمائی کہ اسلام سے مقابلہ کرتے وقت جاہلانہ سختی اور درشتی سے کام نہ چلے گا ۔ اپنے اندر کچھ حوصلہ پیدا کریں اور اخلاق کی حدود میں رہتے ہوئے حقیقت کی چاردیواری میں محدود ہوکر محققانہ رنگ میں اہل اسلام سے گفتگو کریں ۔اس میں دونوں فریق کا فائدہ ہے ۔ پروفیسر مارگولیتھ نے آپ سے وعدہ کیا کہ وہ آپ کا یہ پیغام یورپ کے علمی حلقوں تک پہنچادیں گے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چند عربی کتب لے کر جو تحفۃً پیش کی گئی تھیں قادیان سے رخصت ہوئے۔

(ماخوذ از سوانح فضل عمر جلد دوم صفحہ ۸۹ تا ۹۸ مطبع فضل عمر پریس ایڈیشن ۲۰۰۶)

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-224757
Manager : 09464066686
Editor: 08283058886
e : badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OFTHE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Postal Reg. No. GDP/001/2013-15 Vol. 63 Thursday 30 Jan 6 Feb 2014 IssueNo.5-6

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 550/-
By Air: 50 Pounds or 80 U.S. $
: 60 Euro
: 80 Canadian Dollar
Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2015

جماعتی ترقی کیلئے نظام کے ہر حصے کو، بلکہ ہر احمدی کو اپنا جائزہ لیتے ہوئے اپنی اصلاح کی بھی ضرورت ہے

عملی قوت ایمان کے بڑھنے سے بڑھتی ہے اگر پختہ ایمان ہو اللہ تعالیٰ سے تعلق ہو تو پھر انسان کے کام خود بخود ہوتے چلے جاتے ہیں

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۷/جنوری ۲۰۱۴ء بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گزشتہ خطبہ میں یہ ذکر ہو رہا تھا کہ عملی اصلاح کے لئے جو روکیں راہ میں حائل ہیں، جو اسباب ہمیں بار بار پیچھے کھینچتے ہیں اُن کو دور کرنے کے لئے کن چیزوں کی ضرورت ہے اور اس بارے میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ اگر انسان میں قوتِ ارادی صحیح اور پورا علم اور قوتِ عمل پیدا ہو جائے تو پھر عملی اصلاح کی برائیوں کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے، کیونکہ اعمال کی کمزوری ہوتی ہی اُس وقت ہے جب قوتِ ارادی نہ ہو، یا یہ علم نہ ہو کہ اچھے اعمال کیا ہیں اور برے اعمال کیا ہیں؟ اور اچھے اعمال کو حاصل کس طرح کرنا ہے، کس طرح بجا لانا ہے اور برے اعمال کو دور کرنے کی کس طرح کوشش کرنی ہے؟ اور پھر قوتِ عمل ہے جو اتنی کمزور ہو کہ برائی کا مقابلہ نہ کر سکے۔ پس قوتِ ارادی کو مضبوط کرنا، علمی کمزوری کو دور کرنا اور عملی طاقت پیدا کرنا، یہ بڑا ضروری چیز ہے۔

یہ تو ہم نے دیکھ لیا کہ عملی اصلاح میں جن تین باتوں کی ضرورت ہے اُن میں سب سے پہلی قوتِ ارادی ہے۔ یہ قوتِ ارادی کیا چیز ہے؟ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے احسن رنگ میں اس کا بیان فرمایا ہے کہ قوتِ ارادی کا مفہوم عمل کے لحاظ سے ہر جگہ بدل جاتا ہے۔ پس یہ بنیادی بات ہمیں یاد رکھنی چاہئے اور جب دین کے معاملے میں قوتِ ارادی ایمان کا نام ہے اور جب ہم اس زاویے سے دیکھتے ہیں تو پھر پتا چلتا ہے کہ عملی قوت ایمان کے بڑھنے سے بڑھتی ہے۔ اگر پختہ ایمان ہو اور اللہ تعالیٰ سے تعلق ہو تو پھر انسان کے کام خود بخود ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ہر مشکل اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے آسان ہوتی چلی جاتی ہے۔ عملی مشکلات اس ایمان کی وجہ سے ہوا میں اُڑ جاتی ہیں اور آسانی سے انسان اُن پر قابو پا لیتا ہے اور یہ صرف ہوائی باتیں نہیں ہیں بلکہ عملاً اس کے نمونے ہم دیکھتے ہیں۔ جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے پر نظر ڈالتے ہیں تو ایمان سے پہلے کی عملی حالتوں اور ایمان کے بعد کی عملی حالتوں کے ایسے حیرت انگیز نمونے نظر آتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو لوگ ایمان لائے وہ کون لوگ تھے، اُن کی عملی حالت کیا تھی؟ تاریخ ہمیں اس بارے میں کیا بتاتی ہے؟ اُن ایمان لانے والوں میں چور بھی تھے، اُن میں ڈاکو بھی تھے، اُن میں فاسق و فاجر بھی تھے، اُن میں ایسے بھی تھے جو ماؤں سے نکاح بھی کر لیتے تھے، ماؤں کو ورثے میں بانٹنے والے بھی تھے۔ اپنی بیٹیوں کو قتل کرنے والے بھی تھے۔ اُن میں جواری بھی تھے جو ہر وقت جؤا کھیلتے رہتے تھے، اُن میں شراب خور بھی تھے اور شراب کے ایسے رسیا کہ اس بارے میں اُن کا مقابلہ کوئی کر ہی نہیں سکتا۔ شراب پینے کو ہی عزت سمجھتے تھے۔ ایک دوسرے پر شراب پینے پر فخر کرتے تھے کہ میں نے زیادہ پی ہے یا میں زیادہ پی سکتا ہوں۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تو اُن کی کس طرح حالت پلٹی، کیسا انقلاب اُن میں پیدا ہوا، کیسی قوتِ ارادی اس ایمان نے اُن میں پیدا کی؟ اس کے واقعات بھی تاریخ ہمیں بتاتی ہے۔ تو حیرت ہوتی ہے۔ کس طرح اتنی جلدی اتنا عظیم انقلاب اُن میں پیدا ہو گیا؟ ایمان لاتے ہی اُنہوں نے فیصلہ کر لیا کہ اب دین کی تعلیم پر عمل کے لئے ہم نے اپنے دل کو قوی اور مضبوط کرنا ہے۔ انہوں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ خدا تعالیٰ کے احکامات کے خلاف اب ہم نے کوئی قدم نہیں اُٹھانا۔ انہوں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر حکم ہمارے لئے حرفِ آخر ہے۔

اُن کا یہ فیصلہ اتنا مضبوط، اتنا پختہ اور اتنے زور کے ساتھ تھا کہ اُن کے اعمال کی کمزوریاں اُس فیصلے کے آگے ایک لمحے کے لئے بھی نہ ٹھہر سکیں۔ اُن کے ایسے حالات بدلے کہ وہ خطرناک سے خطرناک مصیبت اپنے پر وارد کرنے کے لئے تیار ہو گئے اور نہ صرف تیار ہوئے بلکہ اس قوتِ ارادی نے جو انہوں نے اپنے اندر پیدا کی، اُن کے اعمال کی کمزوری کو اس طرح پرے پھینک دیا اور اُن سے دور کر دیا، جس طرح ایک تیز سیلاب کا ریلا ایک تنکے کو بہا کر لے جاتا ہے۔

اس کا نظارہ ہمیں اس روایت سے ملتا ہے کہ چند صحابہ ایک مکان میں بیٹھے ہوئے تھے۔ دروازے بند تھے اور یہ سب شراب پی رہے تھے اور ابھی شراب کی حرمت کا حکم اُس وقت نازل نہیں ہوا تھا اور شراب پینے میں کوئی ہچکچاہٹ بھی نہیں تھی، جتنا جس کا دل چاہے، پیتا تھا، نشے میں بھی آ جاتے تھے۔ شراب کا ایک مٹکا اس مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں نے خالی کر دیا اور دوسرا شروع کرنے لگے تھے کہ اتنے میں گلی سے آواز آئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ آج سے مسلمانوں پر شراب حرام کی جاتی ہے۔ اس آواز کا ان لوگوں تک پہنچنا تھا کہ اُن میں سے ایک جو شراب کے نشے میں، اُن کا مزہ لے رہا تھا اُس میں مدہوش تھا، دوسرے کو کہنے لگا کہ اُٹھو اور دروازہ کھول کر اس اعلان کی حقیقت معلوم کرو۔ ان شراب پینے والوں میں سے ایک شخص اُٹھ کر اعلان کی حقیقت معلوم کرنے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ ایک دوسرا شخص جو شراب کے نشے میں مخمور تھا، اُس نے سونٹا پکڑا اور شراب کے مٹکے پر مار کر اُسے توڑ دیا۔ دوسروں نے جب اُسے یہ کہا کہ تم نے یہ کیا کیا؟ پہلے پوچھ تو لینے دیتے کہ حکم کا کیا مفہوم ہے اور کن لوگوں کے لئے مفہوم ہے۔ تو اُس نے کہا۔ پہلے مٹکے توڑو، پھر پوچھو کہ اس حکم کی کیا حقیقت ہے؟ کہنے لگا کہ جب میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی آواز سن لی تو پہلے تو حکم کی تعمیل ہوگی، پھر میں دیکھوں گا کہ اس حکم کی قیود کیا ہیں؟ اُس کی limitations کیا ہیں؟ اور کن حالات میں منع ہے۔

پس یہ وہ عظیم الشان فرق ہے جو ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور دوسروں میں نظر آتا ہے۔ روایت میں آتا ہے کہ ایسے کئی گھر مدینے میں تھے جن میں شراب کی محفلیں جمی ہوئی تھیں۔ اس اعلان کے ساتھ ہی اس تیزی سے شراب کے مٹکے ٹوٹے کہ مدینے کی گلیوں میں شراب پانی کی طرح بہنے لگی۔ کیسی حیران کن قوتِ ارادی ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ قوتِ ارادی ایسی ہے کہ اس کے پیدا ہونے کے بعد کوئی روک درمیان میں حائل نہیں رہ سکتی بلکہ ہر چیز پر قوتِ ارادی قبضہ کرتی چلی جاتی ہے۔ گویا قوتِ ارادی سے وافر حصہ رکھنے والے روحانی دنیا کے سکندر ہوتے ہیں، اس کے پہلوان ہوتے ہیں۔ جس طرف اُٹھتے ہیں اور جدھر جاتے ہیں اور جدھر جانے کا قصد کرتے ہیں، شیطان اُن کے سامنے ہتھیار ڈالتا چلا جاتا ہے اور مشکلات کے پہاڑ بھی اگر اُن کے سامنے آئیں تو وہ اُسی طرح کٹ جاتے ہیں جس طرح پنیر کی ٹکیہ کٹ جاتی ہے۔

پس اگر اس قسم کی قوتِ ارادی پیدا ہو جائے اور اس حد تک ایمان پیدا ہو جائے تو پھر لوگوں کے اصلاحِ اعمال کے لئے اور طریق اختیار کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک سفر کے دوران جب حقے سے ناپسندیدگی کا اظہار کیا تو آپ کے صحابہ نے جو حقہ پینے کے عادی تھے، اپنے حقے کو توڑ دیا اور پھر تمبا کو نوشی کے قریب بھی نہیں پھٹکے

آجکل یہاں یورپین ملکوں میں بھی علاوہ ایسے نشوں کے جو زیادہ خطرناک ہیں، شیشے کے نام سے بھی ریسٹورانوں میں، خاص طور پر مسلمان ریسٹورانوں میں نشہ ملتا ہے۔ اسی طرح امریکہ میں حقے کے نام سے نشہ کیا جاتا ہے۔ وہ خاص قسم کا حقہ ہے، یا کیا کہتے ہیں اُس کو؟ اور یہاں ہمارے مجھے پتا لگا ہے بعض نوجوان لڑکے اور لڑکیاں یہ شیشہ استعمال کرتے ہیں اور کہتے ہیں اس میں نشہ نہیں ہے یا کبھی کبھی استعمال کرنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ کوئی حرج نہیں ہے۔

یاد رکھیں کہ یہ کبھی کبھی کا استعمال جو ہے یہ ایک وقت آئے گا جب آپ بڑے نشوں میں ملوث ہو جائیں گے اور پھر پیچھے ہٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔

پس جیسا کہ میں نے گزشتہ خطبہ میں بھی کہا تھا کہ ہمارا نظامِ جماعت، ہمارے عہدے دار، ہماری ذیلی تنظیمیں ان عملی کمزوریوں کو دور کرنے کا ذریعہ بنیں۔ لیکن اگر خود یہ لوگ قوتِ ارادی میں جن کے کمی ہے، ان عہدے داروں کے بھی اور باقی لوگوں کے بھی، علم میں کمی ہے، عملی کمزوری ہے تو کسی کا سہارا کس طرح بن سکیں گے۔ پس جماعتی ترقی کے لئے نظام کے ہر حصے کو، بلکہ ہر احمدی کو اپنا جائزہ لیتے ہوئے اپنی اصلاح کی بھی ضرورت ہے اور اپنے دوستوں اور قریبیوں جو کمزوریوں میں مبتلا ہیں اُن کا سہارا بننے کی ضرورت ہے تا کہ جماعت کا ہر فرد عملی اصلاح کے اعلیٰ معیاروں کو چھونے والا بن جائے اور اس لحاظ سے وہ اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والا ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک شہادت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

نمازوں کے بعد میں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔ ایک افسوسناک خبر ہے کہ عزیزم ارسلان سرور ابن مکرم محمد سرور صاحب راولپنڈی، 14 رجنوری کو ان کی شہادت ہوگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ رحم اور مغفرت کا سلوک فرمائے اور ان کے پسماندگان جو ہیں ان کو صبر اور ہمت اور حوصلہ عطا فرمائے۔

❀❀❀

کمپوزنگ و ڈیزائننگ: کرشن احمد قادیان

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان